تعلیمِ دین

سادہ زبان میں

(۲)

ثانوی جماعتوں کے لئے

امامیہ پبلیکیشنز ۱۔ نور چیمبرز گنپت روڈ لاہور پاکستان

Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

NOOR UL AIN
HUSSAIN ALI

COMBINES BOOK LIBRAR
B/124, Soldier Bazar No. 3,
Karachi Ph: 7214391 (AUN AL

UN ALI

BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar#2
KARACHI
PH. 7211795

تعلیمِ دین

سادہ زبان میں

COMBINES B... ...RY
Book No
T.T. AUN A...

ثانوی حصہ

COMBINES BOOK LIBRARY
Book No

مولف: ابراہیم امینی

ترجمہ: زیرِ نگرانی حوزہ علمیہ جامعہ المنتظر، لاہور
(پاکستان)

امامیہ پبلیکیشنز ۱۷، نور چیمبرز گنپت روڈ لاہور

نام کتاب ---------- تعلیمِ دین (حصّہ دوم)

مؤلف ---------- ابراہیم امینی

ناشر ---------- امامیہ پبلیکیشنز

مطبع ---------- طفیل آرٹ پرنٹرز

تاریخ اشاعت ---------- فروری ۱۹۸۵ء

کتابت ---------- مولوی محمد سعید

قیمت ---------- [redacted] روپے

20/-

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد وآل محمد

فہرست

حصہ اوّل ——— خدا شناسی ۱۳

پہلا سبق : خدا منبعِ پیدائش ۱۵

دوسرا سبق : خدا کی بہترین تخلیق - پانی ۲۰

تیسرا سبق : سیب کا درخت۔ خدا شناسی کا سبق دیتا ہے۔ ۲۲

چوتھا سبق : نباتات کے سبز پتے ۲۴

پانچواں سبق : تجربے کی روش خدا شناسی کا سبق دیتی ہے۔ ۲۷

چھٹا سبق : اللہ کے آثار اور علامتیں ۳۲

ساتواں سبق : خدا ہے عالم و قادر ۳۸

آٹھواں سبق : خدا مجسم نہیں ۴۰

نواں سبق : کیا خدا غیر مرئی ہے ۴۳

دسواں سبق : موحدین کے پیشوا ۴۵

حصہ دوم ——— معاد ۴۹

پہلا سبق : کیا اچھائی اور برائی برابر ہیں ؟ ۵۱

دوسرا سبق : پھول کی تلاش ۵۴

تیسرا سبق : جہانِ آخرت ۵۹

چوتھا سبق : مردے کیسے زندہ ہوں گے ۶۳

پانچواں سبق : کس طرح ؟ ۶۵

حصہ سوم ——— نبوّت ۶۹

پہلا سبق : صراطِ مستقیم ۷۱

دوسرا سبق : کمالِ انسانی ۷۳

تیسرا سبق : راہنما کیسا ہونا چاہیئے ۷۶

چوتھا سبق : پیغمبرؑ کو کیسا ہونا چاہیئے ۷۷

پانچواں سبق : گناہ سے بیزاری کا فلسفہ ۷۸

چھٹا سبق : پیغمبرؑ آگاہ اور معصوم راہنما ہیں ۷۹

ساتواں سبق : اِسے کیسے پہچانتے اور اس سے کیا چاہتے ہیں ۸۲

آٹھواں سبق : رسالت کی نشانیاں ۸۴

نواں سبق : نوجوان بت شکن ۸۷

دسواں سبق : حضرت موسیٰؑ خدا کے پیغمبر تھے ۹۴

گیارہواں سبق : حضرت محمدؐ قریش کے قافلے میں ۱۰۰

بارہواں سبق : مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ ۱۰۳

تیرہواں سبق : پیغمبرؐ اسلام کی بعثت ۱۰۶

چودہواں سبق : اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت۔ ۱۱۰

پندرہواں سبق : صبر اور استقامت ۱۱۴

سولہواں سبق : دینِ اسلام کا تعارف ۱۱۷

سترہواں سبق : مظلوم کا دفاع ۱۲۱
اٹھارہواں سبق : خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ ۱۲۶
انیسواں سبق : قرآن اللہ کا کلام ہے ۱۲۹
بیسواں سبق : قرآن پیغمبر علیہ السلام کا دائمی معجزہ ہے ۱۲۳
اکیسواں سبق : ایک سبق آموز کہانی (دو بھائی) ۱۳۴
ایک تربیتی کہانی ۔ ظالم حریص قارون ۱۳۷

چوتھا حصہ ـــــ امامت ۱۴۳

پہلا سبق : پیغمبرؐ کا خلیفہ اور جانشین کون ہو سکتا ہے ؟ ۱۴۵
دوسرا سبق : پیغمبر کا جانشین امام معصوم ہوتا ہے ۱۴۷
تیسرا سبق : عیدِ غدیر ۱۴۹
چوتھا سبق ۔ شیعہ ۱۵۳
پانچواں سبق : آٹھویں امام حضرت امام رضاؑ ۱۵۶
چھٹا سبق : اسراف کیوں ؟ ۱۵۸
ساتواں سبق : نویں امام حضرت امام محمد تقی جوادؑ ۱۶۲
آٹھواں سبق : گورنر کے نام خط ۱۶۴
نواں سبق : دسویں امام حضرت امام علی نقیؑ ۱۶۶
دسواں سبق : نصیحت امامؑ ۱۶۸
گیارہواں سبق : گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکریؑ ۱۷۲
بارہواں سبق : امام حسنؑ عسکری کا خط ۱۷۴
تیرہواں سبق : بارہویں امام حضرت حجت امامِ زمان حضرت امام مہدی علیہ السلام ۱۷۷
چودہواں سبق : شیعہ کی پہچان ۱۸۰
پندرہواں سبق : اسلام میں رہبری اور ولایت ۱۸۲

پانچواں حصہ ـــــ فروعِ دین ۱۸۵

پہلا سبق : باپ کا خط اور مبارکبادی ۱۸۶
دوسرا سبق : ناپاک چیزیں ۱۸۷
تیسرا سبق : نماز کی اہمیت ۱۹۰
چوتھا سبق : نماز آیات ۱۹۲
پانچواں سبق : قرآن کی دو سورتیں ۱۹۴
چھٹا سبق : روزہ ایک بہت بڑی عبادت ہے ۱۹۶
ساتواں سبق : اسلام میں دفاع اور جہاد ۱۹۸
آٹھواں سبق : امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۲۰۱
نواں سبق : زکوٰۃ احتیاجات عمومی کے لیے ہوتی ہے ۲۰۵
دسواں سبق : خمس دین کی تبلیغ اور اس کے انتظام کرنے کا سرمایہ ۲۰۸
گیارہواں سبق : حج کی پر عظمت عبادت ۲۱۱

چھٹا سبق ـــــ اخلاق و آداب ۲۱۴

پہلا سبق : معاہدہ توڑا نہیں جاتا ۲۱۵
دوسرا سبق : مذاق کی ممانعت ۲۱۷
تیسرا سبق : گھر کے کاموں میں مدد کرنا ۲۱۹
چوتھا سبق : اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں ۲۲۳
پانچواں سبق : جھوٹ کی سزا ۲۲۷
چھٹا سبق : سڑک سے کیسے گزریں ۔ ۲۳۰

انتساب

یہ معمولی پیش کش انقلاب اسلامی ایران کے عظیم رہبر حضرت امام خمینی (روحی فداہ) کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں کہ جن کی شجاعت سے کا عظیم انقلاب معرضِ وجود میں آیا جس کے بعد آپ نے جمہوری اسلامی کی تاسیس کی ۔

اللہ تعالیٰ کے حضور اس پیش کش کے لیے جو ثواب ہے اُسے شہدائے اسلام کے لیے بالعموم اور انقلاب اسلامی ایران کے شہدا اور فداکاروں کی ارواح کے لیے بالخصوص بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اس ناقابل ہدیہ کو اس امید میں پیش کرتے ہوئے معذرت طلب کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور آنحضرتؐ ہماری طرف نگاہ لطف فرمائیں گے ۔

(مؤلف)

عرضِ ناشر

"تعلیم دین" کے سلسلے کی دوسری کڑی "تعلیم دین حصّہ دوم" پیشِ خدمت ہے۔

جناب ابراہیم امینی نے حصّہ اوّل میں خداشناسی، معاد، نبوّت امامت، احکام فروع دین اور اخلاق و آداب جیسے بنیادی مضامین کو جس سادہ اور عام فہم انداز میں درمیانی عمر کے بچّوں کے لیے پیش کیا تھا انہیں مضامین کو "حصّہ دوم" میں نسبتاً بلند سطح کے طلباء کے لیے بھی ترتیب دیا ہے۔

احکامِ اسلامی اور اخلاق و آداب کا جاننا ہر مسلمان فرد کے لیے لازم ہے، لیکن ہمارے ہاں یہ موضوع عدم توجہی کے باعث نئی نسل کے ذوق و شوق کو متوجہ نہیں کر سکا۔ نتیجتاً دینی تعلیم بچّوں کے لیے ایک اضافی مضمون سے زیادہ اہمیّت حاصل نہ کر سکی۔

زیرِ نظر کتاب میں مؤلف نے فلسفیانہ دلائل کی جگہ قرآنی طرزِ استدلال کو اپنایا ہے تاکہ قاری مطالب کی گہرائی تک پہنچ جائے اور یوں اس کے اندر نورِ ایمان پیدا ہو سکے کہ اِسی قسم کا ایمان مضبوط و مستحکم اور پائیدار ہوتا ہے۔

آخر میں ہم ادارہ "انتشارات شفق" اور حوزہ علمیہ جامعہ المنتظر کا پھر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کے گراں قدر تعاون کے باعث ہم اس سلسلے کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

خدائے بزرگ و برتر بتصدق آئمہ معصومین علیہم السلام ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔

آپکی گرانقدر آراء کا منتظر

(ادارہ)

حصّہ اوّل

خُداشناسی

پہلا سبق

خدا منبعِ پیدائش

جب میرے ابّا جان نے کھانے کا آخری لقمہ کھایا تو کہا الحمد للہ رب العٰلمین۔ میں نے کہا، ابا جان! الحمد للہ رب العٰلمین کا کیا مطلب ہے کیوں آپ ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد یہ جملہ کہتے ہیں؟

میرے ابّا نے کہا۔ بیٹے میں اس جملے سے خداوند عالم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاتا ہوں وہ خدا جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور پرورش کرتا ہے یہ تمام نعمتیں خدا نے ہمیں دی ہیں جب ہم ان سے استفادہ کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ نعمتوں کے مالک کا شکریہ ادا کریں۔ احمد جان۔ اللہ کی نعمتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ اسی غذا اور کھانے میں ذرا غور کرو کہ خدا نے ہمیں کتنی نعمتیں بخشی ہیں آنکھ سے غذا کو دیکھتے ہیں۔ ہاتھ سے لقمہ اٹھاتے ہیں اور منہ میں ڈالتے ہیں اور لبوں کے ذریعے منہ کو بند کرتے ہیں اور زبان کے ذریعہ لقمے کو منہ کے اندر پھیرتے ہیں اور دانتوں سے چباتے ہیں اور پھر اندر نگل لیتے ہیں لیکن یہی کام جو بظاہر سادہ نظر آتے ہیں بہت دقیق، اور حیرت انگیز ہیں۔ انگلیوں اور ہاتھوں کو کتنا خوبصورت اور مناسب خلق کیا گیا ہے۔ انگلیاں خواہش کے مطابق کھلتی اور بند ہو جاتی ہیں اور جس قدر ضروری ہوتا ہے۔ کھل جاتی ہیں ہاتھ کو جس طرح چاہیں پھیر سکتے ہیں انگلیاں ہماری ضرورت کو پورا کرتی ہیں کبھی تم نے سوچا ہے کہ اگر ہمارے ہاتھ اس طرح

ہمارے اختیار میں نہ ہوتے تو ہم کیا کرتے ؟

دانتوں کی تخلیق کس قدر دلچسپ اور مشکل ہے۔ آئینے میں اپنے دانتوں کو دیکھئے ان میں سے بعض تیز اور غذا کو کاٹنے کے لیے ہیں اور اکثر غذا کو پیسنے کا کام دیتے ہیں اگر ہمارے دانت نہ ہوتے تو ہم کیسے غذا کھاتے اور اگر تمام دانت ایک ہی طرح کے ہوتے تو بھی غذا کو صحیح طریقے سے چبا نہ سکتے ؟

بیٹا سب سے بڑھ کر تعجب خیز لعاب دہن ہے۔ لعاب غذا کے ہضم ہونے کے لیے لازمی ہے اسی لیے نوالہ جتنا زیادہ چبایا جائے جلدی اور بہتر ہضم ہوتا ہے اس کے علاوہ لعاب لقمے کو تر کرتا ہے تاکہ آسانی سے گلے سے اتر سکے۔ لعاب تین چھوٹے غدوں سے ترشح کرتا ہے ان غدوں کو لعابی غدہ کہا جاتا ہے۔ دیکھیے اگر ہمارا منہ خشک ہوتا تو ہم کیا کرتے کیا غذا کھا سکتے تھے ؟ کیا کلام کر سکتے تھے ؟ دیکھو یہی لعاب دہن کتنی بڑی نعمت ہے۔ لعابی غدے کتنے مفید اور اہم کام انجام دیتے ہیں !! اب بیٹے بتایئے کس کو ہماری فکر تھی اور جانتا تھا کہ ہمارا منہ تر ہونا چاہیے۔ کون ہماری فکر میں تھا اور جانتا تھا کہ غذا کے ہضم کے لیے اور بات کرنے کے لیے لعاب ضروری ہے اسی لیے لعابی غدے ہمارے منہ میں خلق کر دیئے ؟ کس کو ہماری فکر تھی اور جانتا تھا کہ ہم کو لب چاہئیں ؟ کس کو ہماری فکر تھی اور جانتا تھا کہ ہمیں ہاتھ اور انگلیاں درکار ہیں۔ میں باپ کی بات غور سے سن رہا تھا۔ میں نے جواب دیا ابا جان مجھے معلوم ہے کہ خدا کو ہماری فکر تھی۔ وہ ہماری ضروریات سے باخبر تھا جس کی ہمیں ضرورت تھی اس نے بنا دیا۔ میرے باپ نے کہا : شاباش بیٹا۔ تم نے درست کہا ہے : لعابی غدے خود بخود وجود میں نہیں آئے۔ دانت اور لب اور انگلیاں خود بخود اور بغیر حساب کیے پیدا نہیں ہوئیں یہ تمام نظم و ترتیب اس

بات کی دلیل ہے کہ ان کی خلقت ایک دانا ذات سے وابستہ ہے اور پیدائش کا سرچشمہ اور منبع خدا ہے ۔ میرے بیٹے : جب انسان اللہ تعالیٰ کی بخشش کو دیکھتا ہے تو بے اختیار اس کا خوبصورت نام لیتا ہے اور اس کی ستائش اور تعریف کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے ۔ احمد جان ۔ الحمد للہ رب العلمین یعنی تمام تعریفیں اس خدا کے ساتھ مخصوص ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔

سوچ کر جواب دیجئے

۱ احمد نے باپ سے کیا پوچھا ؟

۲ احمد کا باپ کھانے کے بعد کیا کیا کرتا تھا کس کا شکریہ ادا کرتا تھا ؟

۳ کیا اللہ کی نعمتوں کو شمار کر سکتے ہیں ؟

۴ احمد کے باپ نے کن نعمتوں کا تذکرہ اپنے بیٹے کے سامنے کیا ؟

۵ لعابی غدّے پیدا کرنے کی غرض کیا ہے ؟

۶ جب باپ نے احمد سے کہا دیکھو اور بتلاؤ تو احمد سے کیا پوچھا تھا اور احمد نے اس کا کیا جواب دیا تھا ؟

۷ یہ نظم اور ترتیب جو ہمارے بدن میں ہے کس چیز کی دلیل ہے ؟

۸ الحمد للہ رب العلمین کا کیا مطلب ہے ؟

۹ آپ غذا کے بعد کس طرح شکریہ ادا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں ؟

۱۰ جب کھانا کھانے لگتے ہیں تو کیا کہتے ہیں ؟ اور کیوں ؟

تجربہ کیجئے اور غور کیجئے (۱)

اپنی انگلیوں کو بند کیجئے اور مٹھی بنایئے اسی حالت میں کہ جب انگلیاں بند ہیں ایک ہاتھ میں

پنسل لیجیے اور لکھیئے؟

چمچہ اٹھائیے اور غذا کھائیے

اگر ہم انگلیاں نہ رکھتے ہوتے توکس طرح لکھتے؟

کس طرح غذا کھا سکتے؟

اگر انگلیاں ہمارے ارادے کے ماتحت کھل اور بند نہ ہوسکتیں تو ہم کیسے کام کرسکتے؟

اب آپ انگلیاں کھولیئے اور پھر انہیں حرکت نہ دیجیے اسی حالت میں ان انگلیوں سے پنسل اٹھائیے اور اپنا نام لکھیئے ......

چمچہ اٹھائیے اور اس سے غذا کھائیے   کیا ایسا کرسکتے ہیں؟

پس ہمارا خدا بہت علیم اور حکیم ہے کہ جس نے انگلیوں کو ہمارے اختیار میں قرار دیا ہے تاکہ وہ ہمارے ارادے اور خواہش پر کھلیں اور بند ہوں: سوائے ذات الہٰی کے کون اتنا عالم اور قادر ہے کہ انگلیوں کو اس طرح بنائے؟

تجربہ کیجیئے اور غور کیجیئے (۲)

لبوں کو بغیر حرکت کے رکھیے اور پھر کلام کیجیئے۔ کیا ایسا کرسکتے ہیں؟ کیا تمام کلمات ادا کرسکتے ہیں؟
جب لبوں کو کھولے رکھیں توکیا خوراک چبا سکتے ہیں۔ کیا خوراک آپ کے منہ سے باہر نہیں گر جائے گی؟
ہم زبان سے کون سے کام انجام دیتے ہیں۔ بات کرتے ہیں۔ غذا کا مزہ چکھتے ہیں۔ اور کیا؟ کیا غذا چباتے وقت زبان کو حرکت نہ دینے پر قادر ہیں۔ تجربہ کیجیے۔

زبان غذا کھانے کے وقت ہماری کیا مدد کرتی ہے؟ اگر زبان نہ رکھتے توکس طرح غذا کھاتے؟ کس طرح باتیں کرتے؟ کس نے سوائے ذات الہٰی کے جو دانا اور توانا ہے ہمارے لیے لب اور زبان خلق فرمائی ہے

تجربہ کیجیئے اور فکر کیجیئے (۳)

زبان کو منہ میں پھیریئے آپ کیا چیز محسوس کرتے ہیں؟

دانت

تالو.......

اور کیا.......

اب لعاب کو نگلیے اور پھر اندر کے حصہ میں زبان پھیریے۔ کیا آپ کا پورا منہ خشک ہوتا ہے؛ یہ تازہ لعاب کہاں سے پیدا ہو گیا؟ کیا جانتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو کیا ہو جائے گا؟
آپ بات نہیں کر سکیں گے غذا نہیں کھا سکیں گے اور آپ کا منہ خشک ہو جائے گا۔
کس ذات نے دانتوں کو آپ کے لیے پیش بینی کر کے خلق فرمایا ہے؟
سوائے ذات الٰہی حکیم اور داتا کے کون یہ ہمارے لیے بنا سکتا تھا؟

دوسرا سبق

خدا کی بہترین تخلیق ◉ پانی

جب پیاسے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ پانی پیتے ہیں۔ جی ہاں۔ ہم سب پانی کے محتاج ہیں حیوانات جب پیاسے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ پانی پیتے ہیں۔ جی ہاں۔ حیوانات بھی پانی کے محتاج ہیں۔ کیا نباتات بھی پیاسے ہوتے ہیں۔ جی ہاں۔ نباتات بھی پیاسے ہوتے ہیں وہ بھی پانی کے محتاج ہیں لیکن وہ ہماری طرح پانی نہیں پیتے بلکہ پانی کو اپنی جڑوں کے ذریعہ زمین سے لیتے ہیں۔

اگر نباتات کو پانی نہ پہنچے تو خشک ہو جائیں۔

اگر حیوانات پانی نہ پئیں تو پیاس سے مر جائیں گے

اگر پانی نہ ہو تو ہم بھی پیاس سے مر جائیں گے۔

اگر پانی نہ ہو تو گندم اور جو پیدا نہ ہوں گے اور اس وقت ہمارے پاس روٹی نہ ہو گی کہ کھا سکیں: اگر پانی نہ ہو تو تمام حیوانات مر جائیں گے تو پھر ہمارے پاس نہ گوشت ہو گا اور نہ دودھ نہ پنیر اور دہی ہو گا کہ انہیں کھا سکیں۔ لیکن خدا بہت مہربان ہے میٹھا اور مزے دار پانی پیدا کیا ہے اور ہمارے اختیار میں رکھا ہے تاکہ پی سکیں اور اپنے آپ کو اس سے صاف کر سکیں اور اس سے کاشتکاری کر سکیں۔ اس کو حیوانات پئیں اور ہمارے لیے دودھ اور گوشت مہیا کریں۔ خدا ہم کو دوست رکھتا ہے کہ مزے دار اور میٹھا پانی اور دوسری سینکڑوں نعمتیں ہمارے لیے پیدا کی ہیں۔ ہم بھی مہربان خدا کو دوست رکھتے ہیں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو خدا کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

تجربہ کرکے غور کیجئے

تھوڑا سا نمک گلاس میں ڈالیئے تو پانی نمکین ہو جائے گا کیا اسے پیاس دور کرنے کے لیے پی سکتے ہیں۔ نہیں۔ نمکین پانی سے پیاس میں اضافہ ہوتا ہے۔ نمکین پانی کاشتکاری کے لیے بھی اچھا نہیں ہے۔ جی ہاں۔ اگر تمام پانی نمکین اور کڑوے ہوتے تو ہم کیا کرتے؟ روٹی نہ ہوتی دودھ اور گوشت و پنیر نہ ہوتا اس وقت کیا کرتے؟

اگر تمام پانی زمین میں چلا جائے اور ختم ہو جائے تو ہم کیا کریں گے؟ کس طرح زندگی گزاریں گے؟ کیا پھر بھی زندہ رہ سکیں گے؟ پس خدا بہت مہربان ہے کہ جس نے مزے دار پانی پیدا کیا اور ہمارے اختیار میں دیا۔ اگر نباتات کو پانی نہ ملے تو خشک ہو جائیں۔ اگر حیوانات پانی نہ پیئیں تو پیاس سے مر جائیں۔ اگر پانی نہ ہو تو ہم بھی پیاس سے مر جائیں۔ خدا بہت مہربان ہے کہ جس نے میٹھا اور مزے دار پانی پیدا کیا اور ہمارے اختیار میں دے دیا تاکہ ہم پیئیں اور اپنے آپ کو اس سے دھوئیں اور اس سے کھیتی باڑی کریں حیوانات پیئیں اور ہمارے لیے دودھ اور گوشت مہیّا کریں۔

سوچیئے اور خالی جگہیں پُر کیجئے!

۱۔ اگر پانی ــــــ تو اس وقت ــــــ روٹی نہ ہوگی اگر پانی نہ ــــــ تو ہمارے پاس ــــــ میوے اگر پانی ــــــ تو اس وقت ہم گوشت دودھ اور پنیر نہ رکھتے ہوں گے ــــــ خدا ہم کو دوست رکھتا ہے۔ اور دوسری سینکڑوں نعمتیں ہمارے لیے ــــــ ہم بھی مہربان خدا ــــــ اور اس کی نعمتوں ــــــ اور ان کو ــــــ خرچ کرتے ہیں۔

تیسرا سبق

سیب کا درخت
خداشناسی کا سبق دیتا ہے

سیب مفید اور خوش ذائقہ میوہ ہے شاید آپ نے بھی یہ عمدہ میوہ کھایا ہو سیب میں بہت سے وٹامن ہیں ہمارا جسم ان کا محتاج ہے۔ خدا نے سیب کا درخت پیدا کیا تاکہ ہماری ضروریات کو پورا کرے۔ سیب کے درخت پر پھل لگنے کے لیے ان چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱ - پانی

۲ - معدنی اجزاء جو مٹی میں موجود ہیں۔

۳ - کاربن ڈائی آکسائیڈ جو ہوا میں موجود ہے۔

۴ - روشنائی اور طاقت جو سورج میں ہے

سیب کے درخت کی جڑیں پانی اور معدنی اجزاء زمین سے لیتی ہیں سیب کے درخت کا جسم اور اس کی شاخیں بہت باریک رگوں سے پانی اور معدنی اجزاء کو اوپر لے جاتی ہیں اور پتوں تک پہنچاتی ہیں کاربن ڈائی اکسائیڈ پتوں کے باریک سوراخوں سے پتوں کے اندر جاتی ہے سورج کی روشنی بھی پتوں پر پڑتی ہے۔ پتے سورج کی روشنی کی مدد سے پانی اور معدنی اجزاء اور کاربن ڈائی آکسائڈ سے بہت خوش ذائقہ شربت تیار کرتے ہیں اور اس خوش ذائقہ شربت کو بہت

باریک رگوں سے درخت کے تمام جسم میں پھیلا دیتے ہیں۔ سیب کا درخت اس شربت کی کچھ مقدار تو خود ہضم کر کے بڑھتا جاتا ہے اور باقی کو خوبصورت اور خوش ذائقہ میوے کی شکل میں باہر نکالتا ہے۔ ہم اس مزے دار پھل کو کھا کر لذت حاصل کرتے ہیں خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ یہ خوبصورت میوے ہمارے بدن میں طاقت پیدا کرتے ہیں۔ خدائے علیم و قدیر نے اس نظم اور ترتیب کو درخت کی خلقت میں قرار دیا ہے تاکہ ہمارے لیے سیب بنائے اور ہم خوش ذائقہ میوے سے استفادہ کر سکیں تاکہ ہمیشہ آزاد اور سعادت مند زندگی گزاریں۔

فکر کیجئے اور جواب دیجئے۔

۱۔ سیب کا درخت سیب کے بنانے میں کن چیزوں کا محتاج ہے؟

۲۔ پانی اور معدنی اجزاء کس طرح پتوں میں جاتے ہیں۔

۳۔ کاربن ڈائی آکسائڈ اور آکسیجن کہاں موجود ہے اور کس طرح پتوں میں داخل ہوتی ہے۔

۴۔ پتے کس طاقت کے ذریعے سیب بناتے ہیں۔؟

۵۔ کس ذات نے یہ ارتباط اور نظم اور ترتیب سیب کے درخت میں ایجاد کیا ہے تاکہ سیب کا درخت ہمارے لیے سیب کا پھل بنائے؟

۶۔ اگر زندگی میں ہمیشہ سعادت مند اور آزاد رہنا چاہیں تو کس کے فرمان کی پیروی کریں۔

۷۔ اللہ کی نعمتوں کو کس طرح اور کس راستے میں خرچ کریں۔

چوتھا سبق

نباتات کے سبز پتے
یا
خداشناسی کی عمدہ کتابیں

ہم سب کو غذا کی ضرورت ہے بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتے درخت اور نباتات ہمارے لیے غذا تیار کرتے ہیں تاکہ کام کرسکیں۔ درختوں کے سبز پتے غذا بنانے کے چھوٹے چھوٹے کارخانے ہیں جو کام میں مشغول ہیں اور ہمارے لیے غذا بناتے ہیں۔ نباتات اور درخت بھی سیب کے درخت کی طرح پانی اور معدنی اجزاء رگوں کے ذریعے زمین سے لیتے ہیں اور چھوٹی نالیوں کے ذریعے پتوں تک پہنچاتے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائڈ ہوا میں موجود ہے پتوں کے بہت باریک سوراخوں سے داخل ہوتی ہے سورج کی روشنی اور شعاعیں (انرجی) بھی پتوں پر پڑتی ہے اس وقت سبز پتوں والا کارخانہ اپنا کام شروع کردیتا ہے اور سورج کی روشنی کی مدد سے غذا بناتا ہے۔ نباتات اپنی ضرورت سے زیادہ غذا بنا دیتے ہیں البتہ کچھ مقدار خود ہضم کرلیتے ہیں۔ تاکہ زندہ رہ سکیں اور بڑھ سکیں اور زائد مقدار کو ہمارے لیے ذخیرہ کرلیتے ہیں۔ گائے بھیڑ بکریاں بھی غذا کی محتاج ہیں وہ دانے اور سبز گھاس کھاتی ہیں اور ہمیں دودھ مکھن دہی گوشت اور پنیر دیتی ہیں۔ مرغیاں بھی دانہ

کھاتی ہیں اور ہمارے لیے گوشت اور انڈے بناتی ہیں ۔ تمام حیوان اور جانور گھاس کے محتاج ہیں۔

ان تمام کی غذا سبز نباتات کے ذریعے بنتی ہے۔ کوئی انسان اور حیوان بغیر نباتات کی مدد سے اپنی غذا تیار نہیں کرسکتا۔ بلکہ تمام نباتات کے محتاج ہیں۔ انسان نباتات اور حیوانات کا محتاج ہے اور حیوانات نباتات کے محتاج ہیں اور نباتات غذا تیار کرنے میں پانی مٹی اور ہوا اور سورج کی روشنی کے محتاج ہیں۔

اب دیکھیں کہ کس ذات نے سورج کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ دنیا پر چمکے اور روشنی اور طاقت (انرجی) دے تاکہ نباتات ہمارے لیے غذا تیار کرسکیں؟ کس ذات نے درختوں اور نباتات کو اس نظم اور ترتیب اور ارتباط سے پیدا کیا ہے اور خوبصورت سبز پتوں کو غذا بنانے کی طاقت عنایت فرمائی ہے۔

وہ دانا اور توانا ذات خدا ہے کہ جو تمام چیزوں کا عالم ہے اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔

وہ عالم اور توانا ذات ہمیں دوست رکھتی ہے کہ ہماری تمام ضروریات کو پیش بینی کرتے ہوئے پیدا کر دیا ہے۔ ہم بھی اسے دوست رکھتے ہیں اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس کے فرمان کو مانتے اور عمل کرتے ہیں۔ خدا سے بہتر کون ہے جو ہماری زندگی کے لیے راہنما ہوسکتا ہے؟

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱۔ روٹی کس چیز سے بناتے ہیں؟

۲ - گندم کا پودا گندم اگانے میں کس چیز کا محتاج ہے؟

۳ - اگر سورج کی روشنی گندم کے پودے پر نہ پڑے تو کیا گندم وجود میں آسکتی ہے؟

۴ - اگر سبز پتے گندم کا پودا اور دوسری غذا نہ بنائیں تو کیا ہم غذا حاصل کرسکتے ہیں؟

۵ - کس ذات نے ہماری ضروریات کی پیش بینی کی ہے اور جہاں کو اس نظم وارتباط سے خلق فرمایا ہے۔؟

۶ - ہمارا فریضہ ان نعمتوں کے مقابل کیا ہے؟

"تجربہ اور تحقیق کیجیے"

بڑے سبز پتے ہوا کو بھی صاف کرنے کا کام کرتے ہیں: - جانتے ہو کس طرح؟

مشق

۱ - سبق کو ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھیں۔

۲ - اس سبق میں کئی اور ایک سوال بنائیں اور ان کے جواب اپنے دوست سے پوچھیں۔

۳ - سبق کا خلاصہ بیان کریں اور اس سبق کی غرض وغایت کو بھی بیان کریں۔

۴ اوپر کے سوالوں کا جواب خوبصورت خط سے اپنی کاپی میں لکھیں۔

پانچواں سبق

تجربے کی روش خداشناسی کا سبق دیتی ہے

جب میں گھر آئی تو میری ماں نے کہا مریم! آج عصر کے وقت کیا درس پڑھا ہے؟ میں نے کہا۔ علم حیاتیات اور بحث نظام ہضم کے بارے میں تھی۔ استاد نے پوچھا۔ جانتی ہو کہ غذا کی نالی کیا ہے؛ معدہ کہاں ہے؟ آنتوں کا کیا کام ہے۔ غذا کس طرح ہضم ہوتی ہے؟ شاگرد اس کا جو جواب دے رہے تھے وہ درست نہ تھا۔ استاد نے کہا۔ ان سوالوں کے متعلق تحقیق کرو۔ ان کا صحیح اور کامل جواب یاد کرو اور کل اپنے دوستوں سے بیان کرنا میں حیاتیات کی کتاب لائی تاکہ آپ کی مدد سے ان سوالوں کے متعلق تحقیق کروں میری امی بھی اپنی لائبریری سے ایک کتاب لائیں جس میں مختلف اور بہت زیادہ شکلیں موجود تھیں ایک شکل مجھے دکھلائی اور کہا۔ اس تھیلی کو دیکھ رہی ہو ہم جب غذا کھاتے ہیں تو اس تھیلی میں چلی جاتی ہے اس کا نام معدہ ہے۔

کیا بتلا سکتی ہو کہ غذا کس راستے سے معدہ میں جاتی ہے؟

میں نے شکل کو دیکھا اور کہا یقیناً اس نالی کے ذریعے جاتی ہو گی ماں نے کہا ہاں! بالکل ٹھیک ہے اس کا نام غذا کی نالی ہے۔ یہ نالی حلق کو معدہ سے ملاتی ہے۔

ایک اور نالی حلق کو پھیپھڑوں سے ملاتی ہے۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا اس نالی سے پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ اس کا نام جانتی ہو۔ میں نے شکل کو دیکھا اور کہا یہ ہوا کی نالی ہے۔ میری امی نے کہا یہ نالی غذا کے گذرنے کے لیے ہے اور یہ نالی ہوا کے گذرنے کے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ اگر غذا ہوا کی نالی سے جائے تو کیا ہو گا؟ امی نے کہا۔ غذا کو اس نالی سے نہیں جانا چاہیے ورنہ ہوا کے جانے کا راستہ بند ہو جائے گا اور ہمارا دم گھٹ جائے گا۔ میں نے کہا پس کس لیے میرا دم ابھی تک نہیں گھٹا مجھے تو علم نہ تھا کہ غذا کو اس نالی سے نہ نگلوں امی نے کہا: بیٹی: غذا نگلنا بہت عمدہ ہے۔ اس شکل کو دیکھو۔ دیکھو حلق میں چار راستے ہیں ایک راستہ ناک کی طرف اور ایک راستہ منہ کی طرف اور ایک راستہ پھیپھڑوں کی طرف اور ایک راستہ معدہ کی طرف۔

جب ہم غذا کو نگلنا چاہتے ہیں تو صرف غذا والی نالی کھلتی ہے اسی لیے حلق میں دو دروازے ہماری ضرورت کے لیے رکھے گئے ہیں اور خلق ہوئے پس ایک دروازہ ہوا کی نالی کو بند کرتا

ہے اور دوسرا دروازہ ناک والی نالی کو۔ وہ دروازہ جو ہوا کی نالی کو بند کرتا ہے ہوا کا دروازہ کہلاتا ہے اور وہ دروازہ جو ناک کی نالی کو بند کرتا ہے اسے چھوٹی زبان کہا جاتا ہے ہمیں ان دونوں دروازوں کی ضرورت ہے اگر یہ نہ ہوں تو پہلے لقمہ کے نگلنے کے وقت گھٹ مریں۔ میں نے کہا۔ کیا خوب : میں بھی ایک دروازہ ہوا والا اور دوسری چھوٹی زبان رکھتی ہوں ورنہ گھٹ کر مر جاتی۔

امی نے کہا! مریم جان : کیا تو یہ خیال کرتی ہے کہ چھوٹی زبان اور دوسرا دروازہ خود بخود بے صرف و غرض وجود میں آ گئے ہیں۔ میں نے کہا : نہیں : چونکہ ان کی غرض و غایت بالکل واضح اور معلوم ہے : ایک ناک کے راستے کو بند کرتی ہے اور دوسرا پھیپھڑوں کو جانے والی نالی کو۔ ان کے کام اور غرض معین اور معلوم ہیں بغیر علت کے وجود میں نہیں آئے۔ واضح ہے کہ کس ذات عالم نے ان کو ہمارے لیے خلق کیا ہے۔ امی نے کہا۔ شاباش۔ بالکل ٹھیک کہا تو نے : جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہماری ضروریات کو جانتا تھا اور تمام چیزوں کو جانتا ہے اسے علم تھا کہ ہمیں اس دروازے کی ضرورت ہے چونکہ ہم نے سانس بھی لینا ہے اور غذا بھی کھانا ہے وہ جانتا تھا کہ غذا کو ہوا کی نالی میں نہیں جانا چاہیئے اسی غرض کے ماتحت ہوا کا دروازہ خلق کر دیا ہے جب تک لقمے نگلتے رہیں گے ہوا کی نالی کا دروازہ بند رہے گا اور غذا اس میں نہیں جائے گی۔ ہمیں پیدا کرنے والا خدا عالم اور قادر ہے اسے ہماری تمام ضروریات کا علم تھا اور ان کو ہمارے لیے پیش بینی کرتے ہوئے خلق فرمایا۔ مثلاً معدہ کی دیواروں میں ہزاروں غدے خلق فرمائے ہیں تاکہ مخصوص لعاب پیدا ہو کر غذا پہ پڑے

تاکہ غذا ہضم ہو اور مائع میں تبدیل ہو جائے۔ ہمارے لیے آنتیں خلق فرمائی ہیں تاکہ مائع شدہ غذا معدہ سے آنتوں میں وارد ہو اور وہاں ہضم اور جذب ہو صفراوی پتا اور تلی کو خلق فرمایا ہے تاکہ مخصوص لعاب غذا پر پڑے تاکہ غذا مکمل طور پر ہضم ہو جائے۔ جب غذا پوری طرح ہضم ہو جائے تو ضروری مواد کو آنتوں کی دیوار سے جذب کرتا ہے اور خون میں داخل ہو جاتا ہے اور تمام بدن تک پہنچتا رہتا ہے۔ مریم جان۔ ایک منظم کارخانہ جو نظام ہضم کہلاتا ہے خود بخود بغیر علت اور فائدہ کے وجود میں نہیں آیا بلکہ مہربان اور دانا خدا، نے ہمارے لیے پیش بینی کرتے ہوئے اسے خلق فرمایا ہے۔ غذا کھانے سے طاقت اور انرجی بنتی ہے اور پھر ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ خداوند عالم کی مہربانی سے ہمیں توانائی حاصل ہوتی ہے جسکی بدولت ہم زندہ ہیں اور دیگر امور انجام دیتے ہیں۔ ہم بھی اس کے شکر کے لیے اس طاقت کو اس کی اطاعت میں صرف کرتے ہیں اس کے فرمان اور احکام کو قبول کرتے ہیں اور گناہ اور نافرمانی اور برے اخلاق سے دور رہتے ہیں تاکہ خدا ہم سے خوش ہو اور دنیا و آخرت میں بہت اعلی اور بہتر نعمتیں عنایت فرمائے۔

یہ شکل اس عظیم کارخانے کی ہے جو منظم اور مرتبط غذا کے ہضم کے لیے بنایا گیا ہے اور نظام ہضم کہلاتا ہے۔ مہربان خدا نے ہمارے لیے پیش بینی کی اور اسے خلق فرمایا۔

کیا سوائے خدا علیم و قادر کے کوئی اتنا بڑا کارخانہ ہمارے لیے بنا سکتا ہے؟

"غور کریں اور جواب دیں"

۱ ۔ ہوا کی نالی کے لیے دروازہ بنانے کی غرض کیا ہے؟

۲ ۔ چھوٹی زبان کے خلق کرنے کی غرض کیا ہے؟

۳ ۔ اگر یہ دروازے نہ ہوں تو ہم کیسے غذا کھا سکتے ہیں؟

۴ ۔ کیا یہ دروازے خود بخود بے غرض و غایت کے وجود میں آئے ہیں... اور کیوں؟

۵ ۔ ہمارا نظام ہضم کن چیزوں سے بنا ہے؟

۶ ۔ ہمارے بدن میں غذا کس طرح ہضم ہوتی ہے؟

۷ ۔ کیا نظام ہضم بے ربط اور بے غرض ہے؟

۸ ۔ کیا ہم نے اس منظم اور مرتبط کارخانے کو بنایا ہے؟

۹ ۔ نظام ہضم کے منظم اور مرتبط ہونے سے کیا نتیجہ لیتے ہیں؟

۱۰ ۔ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ اور عمدہ نعمتوں سے نوازے جائیں تو کیا کریں؟

۱۱ ۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ غذا کے نگلنے کے وقت منہ کا راستہ کس طرح بند ہو جاتا ہے؟

!ان سوالوں اور اس کے جوابوں کو خوبصورت خط کے ساتھ اپنی کاپی میں لکھیں!

چھٹا سبق

اللہ کے آثار اور علامتیں

جب میں صبح اسکول پہنچا تو بچے میرے ارد گرد اکٹھے ہو گئے گویا کہ انہیں کل رات کے حادثے کا علم تھا گھنٹی بجی اور ہم کلاس میں جا بیٹھے۔ استاد کلاس میں آئے میں نے اپنے آنسو صاف کیئے اور کھڑا ہو گیا لیکن میری آنکھیں اشک آلود تھیں۔ لڑکوں نے کل رات کے متعلق جتنا انہیں علم تھا استاد کو بتلایا جب میرے بھائی احمد کو ہسپتال لے جا رہے تھے تو اس کا ہاتھ اور منہ سیاہ ہو گئے تھے۔ شاگردوں نے پوچھا کہ کیوں احمد کا ہاتھ اور منہ سیاہ تھے، سانس کا گھٹنا کیا ہے؟ کیوں احمد کے بھائی کا دم گھٹتا ہے کیا وہ ٹھیک ہو جائے گا؟ اس کا کس طرح علاج کریں گے؟ استاد نے کہا طالب علموں۔ اب جب کہ ان سوالوں کا جواب چاہتے ہو تو لازمی ہو گیا ہے کہ خون کی حرکت اور تنفس کا درس جلدی شروع کر دیا جائے کل حیاتیات کا علم ایک دوسرے کی مدد سے شروع کریں گے تم میں سے کون ہے جو کل ایک بکرے کا دل اور پھیپھڑے اسکول لے آئے۔ دو طالب علموں نے وعدہ کیا کہ ہم کسی بکرے کا دل اور پھیپھڑے اسکول لے آئیں گے۔ دوسرے دن بکرے کا دل اور پھیپھڑے اسکول لے آئے۔ استاد نے چھری سے دل کو چیرا اور اس کے مختلف حصے شاگردوں کو دکھلائے اور دل اور پھیپھڑے کا کام طالب علموں کو بتلایا تمام طالب علم دل اور پھیپھڑوں کے عمل سے آگاہ ہوئے اور اپنے سوالوں کے جوابات سمجھے۔ پھر استاد نے اس درس کا خلاصہ

اس طرح لکھا اور شاگردوں کے سامنے رکھا۔

نظامِ تنفس اور دورانِ خون

اس درس سے ہم اپنے جسم کے بعض حالات سے باخبر ہو جائیں گے اور بدن کے کارخانے کی غرض و غائیت اور ارتباط کو بہتر جان لیں گے اور قدرت خدا کے آثار کا مشاہدہ کرنے سے خدا کو بہتر پہچانیں گے۔

آپ کو علم ہے کہ خون بدن کی رگوں میں ہمیشہ گردش میں رہتا ہے؟ کیا آپ خون کی گردش کے فوائد کو بھی جانتے ہیں؟ خون بدن کے تمام خلیوں کے پہلو سے گزرتا اور انھیں غذا اور آکسیجن دیتا ہے۔ خون کے کاموں میں سے ایک اہم کام بدن کے تمام خلیوں میں آکسیجن کو پہنچانا ہے۔ خلیوں میں آکسیجن نہ پہنچے تو ہماری موت فوراً آجائے۔ بدن میں حرارت اور انرجی آکسیجن کے ذریعے سے پوری ہوتی ہے۔ آکسیجن کو پہنچانے میں سرخ خلیے حصہ دار ہیں۔ سرخ خلیے جو خون میں تیر رہے ہوتے ہیں بدن میں پھرتے رہتے ہیں اور بدن کے تمام خلیوں کو آکسیجن پہنچاتے رہتے ہیں۔

لیکن آپ کو علم ہے کہ خون خود بخود حرکت نہیں کرتا، بلکہ ایک طاقت ور پمپ اس کام کو انجام دیتا ہے۔ طاقت ور پمپ جو برابر یہ کام کرتا ہے اور خون کو تمام بدن میں گردش دیتا ہے کیا اس طاقت ور پمپ کو پہچانتے ہیں اس کا نام جانتے ہیں کہ سرخ خلیے کہ جن کے ساتھ آکسیجن ہوتی ہے دل کی دھڑکن سے بدن کی بڑی شریان میں وارد ہوتے ہیں۔ یہ شریان بدن میں جگہ جگہ تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر شاخ پھر چھوٹی

شاخوں میں تبدیل ہو جاتی ہے ان تمام میں سے باریک تر قسم کی رگیں کیپلری کہلاتی ہیں۔
خون کیپلری سے خلیوں کے پہلو میں سے گزرتا ہے۔ سرخ خلیے جو شاداب ہیں اپنے ساتھ
آکسیجن رکھتے ہیں اور خلیوں کو دیتے ہیں اور خلیوں کو سالم اور زندہ رکھتے ہیں اور
کاربن ڈائی آکسائڈ جو ایک ہوا کی زہریلی قسم ہے اس سے لے لیتے ہیں۔ سرخ
خلیے اس ہوا کے لینے سے نیم سیاہ ہو جاتے ہیں اور اگر چند منٹ ایسے رہیں
تو تمام مر جائیں گے اور جس کے نتیجے میں ہماری موت بھی واقعہ ہو جائے گی۔ خلیوں
کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دوبارہ سرخ اور شاداب ہو جائیں اور اپنے کام
کو پھر سے شروع کر سکیں لیکن کہاں سے آکسیجن لیں؟ اور کس طرح اپنا کام دوبارہ شروع
کر سکیں اور دل کی طرف لوٹیں۔ ان نیم سیاہ خلیوں کا دل کی طرف لوٹنا دوسری
رگوں کا محتاج ہے تاکہ نیم سیاہ خلیے ان رگوں کے ذریعے دل کی طرف لوٹ سکیں۔
خالق بزرگ عالم اس ضرورت کو جانتا تھا اور دوسری رگیں خلیوں کو دل کی طرف لوٹانے
کے لیے ہمارے بدن میں خلق فرمائی ہوئی ہیں۔ تعجب ہے کہ ان رگوں میں
دروازے بھی بنے ہیں جو خون کی حرکت کو صرف دل کی طرف ممکن قرار دیتے ہیں۔
دل گندے خون اور سفید خلیوں کو ان سیاہ رگوں کے ذریعے اپنی طرف
کھینچتا ہے۔ سیاہ اور گندہ خون دل کے پاس پہنچ کر کیا تازہ اور شاداب خون
کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے؟ نہیں۔ مخلوط نہیں ہوتا کیونکہ خالق دانا نے
دل کے وسط میں ایک قسم کی مضبوط دیوار بنائی ہوئی ہے تاکہ تازہ خون
اس گندے اور سیاہ خون سے مخلوط نہ ہو سکے اور ہر ایک اپنی مخصوص
جگہ پر رہے۔ اب جب کہ نیم سیاہ خلیے دل کے پاس پہنچ جاتے ہیں
اب دل میں بھی آکسیجن کی ضرورت ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزاد
ہوا میں پہنچائیں اور آزاد ہوا سے آکسیجن حاصل کریں۔ خالق بزرگ اور دانا نے دل سے

ایک راستہ پھیپھڑوں کی طرف خلق فرمایا ہوا ہے تاکہ خلیے اس راستے سے آزاد ہوا میں اپنے آپ کر پہنچائیں اور آزاد ہوا سے جو پھیپھڑوں میں ہے استفادہ کر لیں۔ دل اپنی ایک دھڑکن سے سیاہ خون اور سفید خلیوں کو اس راستے سے پھیپھڑوں تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ آکسیجن لیتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائڈ کو خارج کر دیتے ہیں۔ کیا آپ کو علم ہے کہ سرخ خلیوں کی تعداد خون میں کتنی زیادہ ہے؟ کیا خلیوں کی تعداد کے مطابق پھیپھڑوں میں ہوا کی مقدار ان تمام کے لیے کافی ہے؟ کیا یہ تمام آزاد ہوا کے نزدیک آ سکتے ہیں کہ آکسیجن لے لیں اور کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کر دیں۔

جی ہاں! ہمارے بزرگ اور دانا خالق نے جو ہماری تمام ضروریات سے باخبر تھا لاکھوں ہوائی کیسوں کے ذریعے پھیپھڑوں میں ہمارے لیے پیش بینی کی ہوئی تھی اور خلق فرما دیا تھا یہ تھیلیاں ہر سانس لینے سے تازہ ہوا سے بھر جاتی ہیں اور وہیں خلیے تازہ ہوا سے نزدیک ہوتے ہیں آکسیجن لے لیتے ہیں اور دل کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور اپنا کام پھر سے شروع کر دیتے ہیں۔ بدن کے خلیے جو آکسیجن کی انتظار میں ہوتے ہیں آکسیجن حاصل کرتے ہیں اور بدن کی حرارت اور انرجی کو پورا کر دیتے ہیں۔ کون ذات ہے سوائے خدائے مہربان اور دانا کے جو خلیوں کی تعداد کو جانتی ہو؟ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لاکھوں ہوائی کیسوں کو پھیپھڑوں میں پیش بینی کرتے ہوئے خلق فرمایا ہے نظام تنفّس اور نظام دوران خون آپس میں مربوط اور ہم آہنگ ہیں اور یہ ایک ہی غرض و غائیت کیساتھ وجود میں آئے ہیں۔ کیا یہ دقیق اور منظّم کارخانہ خود بخود بغیر کسی غرض و غائیت کے پیدا ہوا ہے۔ کیا بے شعور اور نادان

مادہ اس قسم کا کارخانہ جو دقیق اور بامقصد ہے پیدا کر سکتا ہے؟ کون ہے سوائے ذات الٰہی حکیم اور قادر کے جو اس قسم کا دقیق اور عمدہ کارخانہ وجود میں لا سکے؟ ہم تنفس اور خون کی گردش کے اس عظیم منظم کارخانے کے دیکھنے اور مشاہدے سے پیدا کرنے والے خدا کی عظمت کو سمجھ سکتے ہیں اور اس کی بے شمار نعمتوں سے زیادہ واقف ہو جاتے ہیں۔ اس کو بہتر پہچانتے ہیں اور اس کی بہتر عبادت اور شکر ادا کرتے ہیں:۔

"بہت غور سے ان سوالوں کا جواب دیجئے"

۱ ۔ خون کی گردش بدن میں کیا فائدہ رکھتی ہے؟

۲ ۔ سرخ خلیے بدن میں کیا فائدہ دیتے ہیں؟

۳ ۔ خون کس ذریعے سے بدن میں حرکت کرتا ہے؟

۴ ۔ جب سرخ خلیے نیم سیاہ ہو جاتے ہیں تو کس راستے سے دل کی طرف لوٹ آتے ہیں؟

۵ گندہ اور سیاہ خون دل میں تازہ خون سے مخلوط ہو جاتے ہیں؟

۶ ۔ خلیے کہاں سے آکسیجن لیتے ہیں؟

۷ ۔ کیا تمام خلیے پھیپھڑوں کی تازہ ہوا سے استفادہ کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح؟

۸ ۔ اگر خلیوں کو آکسیجن نہ ملے تو کیا ہو جائے گا؟

۹ ۔ اگر سرخ خلیوں کا دل کی طرف لوٹ آنے کا راستہ نہ ہو تو کیا ہو جائے گا؟ خلیے کس راستے سے دل کی طرف لوٹ جاتے ہیں؟

۱۰ ۔ آکسیجن کس طرح پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے؟

۱۱ ۔ اگر پھیپھڑے اور سانس لینے کا نظام نہ ہوتا؟ تو خون کیسے صاف ہوا کرتا؟

۱۲۔ اگر ہوا میں آکسیجن نہ ہوتی تو کیا ہو جاتا۔ خلیے کہاں سے آکسیجن لیتے؟ اور کس طرح زندہ رہتے۔

۱۳۔ کیا خون کی گردش اور نظامِ تنفّس اس ارتباط اور نظم کے ساتھ خود بخود وجود میں آیا ہے

۱۴۔ یہ ہم آہنگی اور دقیق ربط جو بدن کے کارخانے میں موجود ہے اس سے کیا سمجھتے ہیں؟

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کے مقابل جو اس نے ہمیں عنایت فرمائیں ہیں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ساتواں سبق

خُدائے عالم و قادر

خُدائے بخشندہ و مہربان

سبزیاں اور نباتات ہمارے لیے بہت مفید اور کارآمد ہیں اپنی ضرورت سے زائد غذا بناتی ہیں اور ہمارے لیے ذخیرہ کر لیتی ہیں۔ درختوں میں سے سیب آم، گلاب، مالٹے ضرورت سے زائد ہمارے لیے میوہ بناتے ہیں گاجر آلو اور پیاز کے پودے اضافی غذا کو اپنی جڑوں میں ذخیرہ کرتے ہیں۔

جی ہاں اگر نباتات کے سبز پتے نہ ہوتے تو کس طرح غذا بناتے اور اگر سبز پتوں میں باریک سوراخ نہ ہوتے تو ہوا کہاں سے داخل ہوتی لیکن مہربان خدا نے نباتات میں سبز پتے خلق کیے اور پتوں میں چھوٹے چھوٹے خانے اور سوراخ بنائے۔ تاکہ سبز پتے غذا بنا سکیں اور اگر نباتات اپنی ضرورت کے لیے غذا بناتے تو ہم کیا کھاتے؟ حیوانات کیا کھاتے؟ لیکن احسان کرنے والے خدا نے نباتات کو اس طرح خلق فرمایا ہے کہ وہ اپنے مصرف سے زیادہ غذا بنا سکیں۔ اور اگر سورج کی روشنی نباتات تک نہ پہنچتی تو پودے کس طاقت سے غذا درست کر سکتے؟ لیکن خدائے علیم اور قدیر نے سورج کو ایسا پیدا کیا ہے کہ اس کی روشنی ضرورت کے مطابق نباتات

تک پہنچ سکے تاکہ پتے سورج کی روشنی اور توانائی کی مدد سے غذا حاصل کر سکیں پس خدا تمام چیزوں کو جانتا ہے اور کر سکتا ہے! اسے علم تھا کہ ہمیں غذا کی ضرورت ہے اور ہم خود نہیں بنا سکتے اسی لیے نباتات کے سبز پتے خلق کیے اور ان میں سوراخ رکھے تاکہ ہمارے لیے غذا سازی کا کارخانہ بن سکیں۔ اسے علم تھا کہ یہ چھوٹا کارخانہ سورج کی روشنی اور توانائی کا محتاج ہے لہذا سورج کو اس طرح خلق کیا کہ سورج کی توانائی اور روشنی جس قدر پتوں کے لیے ضروری ہے اس چھوٹے کارخانے تک پہنچ سکے اگر خدا قادر نہ ہوتا تو ان کو نہ بنا پاتا جو ہمارے لیے ضروری تھیں۔ اگر خدا بخشش کرنے والا اور مہربان نہ ہوتا تو یہ تمام نعمتیں ہمیں عطا نہ کرتا پس اب معلوم ہوا کہ خدا عالم ہے۔ خدا قادر ہے۔ خدا رحمان یعنی بخشنے والا ہے خدا رحیم یعنی مہربان ہے۔

اس سبق کے متعلق آپ خود سوال بنائیں۔

۱

۲

۳

اور مشقیں بھی آپ خود بتلائیں۔

۱

۲

۳

آٹھواں سبق

خُدا مجسم نہیں

کیا آپ جانتے ہیں جسم کیا ہے؟

کتاب ۔ قلم ۔ میز ۔ پتھر ۔ درخت ۔ زمین ۔ سورج اور وہ چیزیں جو ان کی طرح ہوں اور جگہ گھیرتی ہوں انہیں جسم کہا جاتا ہے یہاں تک کہ ہوا بھی جسم ہے اور جسم کو مادہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہر جسم مکان کا محتاج یعنی ایک جگہ چاہتا ہے کہ جس میں مستقر ہو اور بغیر مکان کے جسم وجود میں نہیں آسکتا۔ ہر جسم ایک وقت میں ایک مکان سے زیادہ میں نہیں ہوتا۔ جب وہ ایک مکان میں ہوگا تو اسی وقت دوسرے مکان میں نہیں ہوگا، ہم جب مدرسہ میں ہیں تو گھر میں نہیں ہوتے اور جب گھر میں ہوتے ہیں تو مدرسے میں نہیں ہوتے اور جب مدرسے میں ہوتے ہیں تو وہ کام جو گھر میں ہو رہے ہوتے ہیں انہیں نہیں دیکھ سکتے اور جب گھر میں ہوتے ہیں تو وہ کام جو مدرسہ میں ہو رہے ہوتے ہیں انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ جسم کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور ہاتھ سے چھوا جا سکتا ہے۔ وہ چیزیں جو آنکھ سے دیکھتے ہیں یا دوسرے کسی عضو سے مس کرتے ہیں تمام کے تمام جسم اور جسمانی ہیں یہاں تک ہوا اور روشنی بھی؛

اب ان دو سوالوں کے متعلق فکر کریں۔

آیا خدا جسم ہے؟

آیا خدا کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟

چونکہ خدا کامل اور بے نیاز ہے اور اس کی قدرت اور دانائی کی کوئی انتہا نہیں اور کسی چیز اور کسی شخص کا محتاج نہیں۔ پس خدا کا جسم نہیں ہے کیوں کہ اگر جسم ہوتا تو مکان کا محتاج ہوتا اور چونکہ خدا کسی

کا محتاج نہیں ہے۔ خدا نے خود مکان خلق فرمایا ہے۔ خدا جسم نہیں ہے کیوں کہ خدا اگر جسم ہوتا تو یہاں ہوتا اور وہاں نہ ہوتا اور پھر جو چیزیں وہاں ہوتیں انہیں خلق نہ کر سکتا اور نہ دیکھ سکتا۔ خدا جسم نہیں ہے اور ایک مخصوص جگہ پر مستقر نہیں تاکہ دوسری جگہیں اس سے خالی ہوں ہر ایک شخص اور ہر ایک چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ خدا یہاں وہاں یہ مکان وہ مکان نہیں رکھتا اس کے سامنے تمام مکان برابر ہیں تمام کے ساتھ ہے اور تمام جگہوں سے مطلع ہے۔ خدا چوں کہ جسم نہیں ہے لہذا مکان نہیں رکھتا نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ خدا چوں کہ جسم نہیں ہے آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا اور ہاتھوں سے نہیں چھوا جا سکتا۔ خدا یہاں کے نور سے بھی نہیں چوں کہ یہ نور تمام جسمانی ہیں اور مکان کے محتاج ہیں لیکن خدا محتاج نہیں۔ اس نے مکان کو پیدا کیا ہے اس نے آنکھ اور ہاتھ کو خلق فرمایا ہے! اس نے نور کو پیدا کیا ہے!

اللہ کی بے پایاں قدرت ہر ایک چیز اور ہر ایک شخص کے نزدیک ہے۔ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے مطلع ہے۔

"فکر کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ جو تمہارے اطراف میں اجسام ہیں انہیں شمار کرو؟

۲ میز جسم ہے یہ کس چیز کی محتاج ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ کسی مکان میں نہ ہو؟

۳ کرسی جسم ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں دو مکان میں ہو؟

۴ کوئی ایسا جسم جانتے ہو کہ مکان کا محتاج نہ ہو؟ اور کیوں؟

۵ کیا خدا جسم ہے؟ کیا خدا مکان کا محتاج ہے؟

۶ کیا خدا کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے؟

یہ سوال اور ان کے جواب خوبصورت خط سے اپنی کاپی میں لکھیں۔

مشقیں

۱ اس سبق کو ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھیں

۲ سبق کو اپنے دوستوں سے بیان کریں

۳ اس درس کا خلاصہ لکھیں اور دوستوں کو پڑھ کر سنائیں -

۴ کئی اور سوال بھی بنائیں اور انکے جواب دوستوں سے پوچھیں

نواں سبق

کیا خدا غیر مرئی ہے

محمود نقاشی کر رہا تھا۔ اس نے کتنا خوبصورت کبوتر بنایا۔ کیا محمود عقل اور فہم رکھتا ہے؟ کیا آپ اُسکی عقل اور فہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیا کہہ سکتے ہیں کہ جب محمود کی عقل اور فہم کو نہیں دیکھ پائے لہٰذا وہ عقل اور فہم ہی نہیں رکھتا؟

لازماً جواب دیں گے کہ عقل اور فہم آنکھ سے نہیں دیکھی جا سکی لیکن اس کی علامتیں اور نشانیاں آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ان ہی علامات اور آثار کے دیکھنے سے درک کرتے ہیں کہ وہ عقل اور فہم رکھتا ہے۔ جی ہاں یہ آپ کا جواب بالکل درست ہے عقل اور فہم کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا کیوں کہ عقل اور فہم جسم نہیں ہے کہ آنکھ سے دیکھا جائے آنکھ اور دوسرے حواس صرف جسم کے آثار اور نشانیوں کو درک کر سکتے ہیں۔ بہت سی چیزیں ایسی موجود ہیں کہ جنھیں آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے لیکن ان کو آثار سے دیکھ لیتے ہیں اور ان کے وجود کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔ خدا بھی چونکہ جسم نہیں ہے لہٰذا آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا اور دوسرے حواس سے بھی درک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس جہان پُر عظمت کی خلقت جو خود اُسکی قدرت کے آثار اور علائم میں سے ہے اس سے اس کے وجود کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اس عظیم جہان کا خالق اور انتظام کرنے والا موجود ہے۔

"فکر کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ اپنے دوست کو دیکھیں کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے۔؟

۲ کیا اس کی عقل اور فہم کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟

۳ کس طرح جانتے ہیں کہ وہ عقل اور فہم رکھتا ہے۔

۴ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کی عقل اور فہم کو نہیں دیکھ سکتے۔ لہٰذا وہ عقل اور فہم بھی نہیں رکھتا؟

۵ ہمارے ظاہری حواس کس چیز کو درک کر سکتے ہیں؟

۶ کیا خدا کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے؟

۷ کیا خدا کو دوسرے کسی حواس سے محسوس کیا جا سکتا ہے اور کیا بتلا سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔

۸ کیا اب بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ چوں کہ خدا نہیں دیکھا جا سکتا لہٰذا موجود نہیں ہے؟

دسواں سبق

موحّدین کے پیشوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں لوگ نادان اور جاہل تھے پہلے پیغمبروں کے دستور کو بھلا چکے تھے خدا پرستی کے طور طریقے نہیں جانتے تھے۔ خدا کی پرستش کی جگہ بت پرستی کرتے تھے یعنی پتھر یا لکڑی سونا یا چاندی کے مجسمے انسانی یا حیوانی شکل میں بناتے تھے اور ان بے زبان اور عاجز بتوں کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور ان کے سامنے زمین پر گر پڑتے اور ان کے لیے نذر اور نیاز مانتے اور قربانی دیا کرتے تھے۔ بعض گروہ سورج پرست تھے اور بعض لوگ چاند یا ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ جاہلوں کا ایک گروہ اس زمانے میں طاقتور اور ظالموں کی پرستش کرتا تھا اور ان کی اطاعت واجب ولازم سمجھتا تھا اور بغیر سوچے سمجھے ظالموں کے دستور پر عمل کرتا تھا۔ اپنے آپ کو ذلیل کر کے ان کے سامنے زمین پر گرتے تھے اور ان کے لیے بندگی کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو چنا اور انھیں زندگی کا صحیح راستہ بتلایا اور حکم دیا کہ لوگوں کو تبلیغ کریں اور انھیں خدا پرستی کے طور طریقے بتلائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا کہ بتوں میں کیا قدرت ہے کہ تم ان کو دوست رکھتے ہو اور پرستش کرتے ہو۔ ان مجسموں سے کیا کام انجام پا سکتا ہے یہ نہ دیکھتے ہیں؟ نہ سنتے ہیں؟ نہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں ضرر پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ کیوں

اپنے آپ کو ان کے سامنے ذلیل کرتے ہو؟ کیوں تم ان کے سامنے زمین پر گرتے ہو؟ کیوں ان کی عبادت اور اطاعت کرتے ہو؟ جو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سنتے اور اس کے متعلق فکر نہ کرتے تھے وہ آپ کے جواب میں کہتے کہ ہمارے آباؤ اجداد بت پرست تھے ہمارے دوست اور رفقاء بھی بت پرست تھے اور ہم گزشتگان اور آباء و اجداد کی پیروی کریں گے اور ان کے دین پر باقی رہیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ تمہارے آباؤ اجداد نے اشتباہ کیا ہے کہ وہ بت پرست بنے کیا تم میں عقل و شعور نہیں؟ کیا تم خود کچھ نہیں سمجھتے؟ مگر دیکھ نہیں رہے ہو کہ ان بتوں سے کچھ بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کس لیے تم اپنے آپ کو طاقتوروں اور ظالموں کے سامنے ذلیل کرتے ہو وہ بھی تمہاری طرح اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔

لوگو! میں اللہ کا پیغمبر ہوں اس کی طرف سے پیغام لایا ہوں۔ آزادی اور سعادتمندی کا پیغام۔ میری بات سنو تا کہ دنیا اور آخرت میں سعادت مند بن جاؤ: لوگو: تمہارا پروردگار اور مالک وہ ہے کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے جہان اور جہان میں رہنے والوں کیلئے انتظام کرتا ہے۔ تمام قدرت اس کی طرف سے ہے جہان کا نظام چلانا کسی کے سپرد نہیں کیا اور جہاں کے چلانے میں کسی سے مدد نہیں لی وہ ایک ہے اور قادر مطلق ہے۔ میں ان بتوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں اور ان کو دوست نہیں رکھتا اور اطاعت نہیں کرتا!

خدا کو دوست رکھتا ہوں اور صرف اس کی پرستش کرتا ہوں کیوں کہ خدا نے مجھے پیدا کیا ہے۔

بیماری سے شفا اور زندگی اور موت۔ دنیا اور آخرت سب اس کے ہاتھ میں ہے میں امیدوار ہوں کہ قیامت کے دن بھی خداوند عالم مجھ پر مہربان ہو گا۔ اور مجھ پر رحم کرے گا۔

اگو! ایک خدا کی پرستش کرو کیوں کہ تمام قدرت خدا سے ہے۔ خدا ہے اور ہمیشہ رہے گا تمہاری مدد کرنے والا صرف خدا ہے تمہارا راہنما خدا کا پیغام ہے اسی کی طرف توجہ کرو اور صرف اسی کی پرستش کرو پرستش صرف ذات خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا اور کوئی لائق اطاعت اور پرستش نہیں ہے۔

"غور کریں اور جواب دیں"

۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں جاہل لوگ کن چیزوں اور کن لوگوں کی پرستش کرتے تھے؟ اور کن لوگوں کی اطاعت کو ضروری سمجھتے تھے؟

۲ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا فرمان دیا؟

۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں سے کیا فرمایا اور کس طرح وضاحت کی کہ بت قابل پرستش نہیں ہیں۔

۴ کیا لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو پر غور کرتے تھے؟ اور آپ سے کیا کہتے تھے؟

۵ لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا تھا وہ ٹھیک تھا یا غلط اور کیوں؟

۶ کیا یہ جائز ہے کہ ایک انسان دوسرے کے سامنے بندگی کا اظہار کرے؟

۷ آپ نے بت پرست دیکھا ہے؟

۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پر کیا دلیل تھی کیوں صرف خدا کو دوست رکھتے تھے اور صرف اسی کی پرستش کرتے تھے؟

۹ سوائے خدا کے اور کوئی کیوں قابل پرستش اور اطاعت نہیں؟

۱۰ کیا جو کسی ظالم کی اطاعت کرتا ہے وہ موحّد ہے؟

۱۱ کس کو موحّد کہتے ہیں موحّد آدمی کی امید کس سے ہوتی ہے۔

۱۲ اس سبق سے ایک اور سوال بنائیں اور اپنے دوست سے کہیں کہ وہ اس کا جواب دے۔

حصّہ دوم

معاد

پہلا سبق

کیا اچھائی اور بُرائی برابر ہیں؟

آپ اچھے اور بُرے کے معنی سمجھتے ہیں۔ اچھے اور بُرے انسان میں فرق کر سکتے ہیں۔ جو انسان عدل چاہنے والا۔ سچا۔ نیک کردار۔ صحیح باادب اور امین ہو اسے اچھا انسان شمار کرتے ہیں۔ لیکن بداخلاق جھوٹا بدکردار۔ ظالم بے ادب خائن انسان کو بُرا انسان سمجھتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک بُرے اور اچھے انسان مساوی اور برابر ہیں۔ کیا آپ اور تمام لوگ اچھے انسانوں کو دوست رکھتے ہیں اور بُرے آدمیوں سے بیزار ہیں۔ خدا بھی اچھے کردار والے آدمیوں کو دوست رکھتا ہے اور بُرے انسانوں سے بیزار ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ بھیجے ہیں تاکہ اچھے کاموں کی دعوت دیں اور بُرے کاموں سے روکیں؛

اب ان سوالوں کے جواب دیں۔

کیا اچھے لوگوں کے لیے کوئی جزا ہوگی۔ اور بُرے لوگ اپنے اعمال بدکی سزا پائیں گے؟

کیا اچھے اور بُرے لوگ اس جہاں میں اپنے اعمال کی پوری اور کامل جزا اور سزا پا لیتے ہیں؟

پس اچھے اور بُرے کہاں ایک دوسرے سے جدا ہوں گے اور کہاں اپنے اعمال کا پورا اور کامل نتیجہ دیکھ سکیں گے؟

اس دنیا کے بعد ایک اور جہان بھی ہے جسے جہان آخرت کہا جاتا ہے اُس جہان میں

اچھے اور برے لوگ ایک دوسرے سے جدا ہوں گے اور اپنے اعمال کا پورا اور کامل نتیجہ دیکھ سکیں گے اگر جہان آخرت نہ ہو تو اچھے لوگ کس امید میں اچھائی کے کام کرتے رہیں اور کس لیے گناہ اور برائی سے دور رہیں۔ اور اگر آخرت کا جہان نہ ہو تو پیغمبروں کی دعوت بے مقصد اور بیہودہ ہو گی۔ اچھائی اور برائی کا کوئی درست معنی نہ ہو گا۔ اگر آخرت کا جہان ہمارے سامنے نہ ہو تو ہماری زندگی بے نتیجہ اور ہماری خلقت بھی بے معنی ہو گی۔ کیا علیم و قادر خدا نے اسلیئے ہمیں پیدا کیا ہے کہ چند دن اس جہان میں زندہ رہیں؟ یعنی کھائیں پیئیں۔ پہنیں۔ سوئیں اور پھر مر جائیں اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں یہ تو ایک بے نتیجہ اور بے معنی کام ہے اور اللہ تعالٰی بے معنی اور بے فائدہ کام انجام نہیں دیتا۔ اللہ تعالٰی قرآن میں فرماتا ہے۔ "ہم نے تمہیں عبث خلق نہیں کیا ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تاکہ اس جہان میں زندگی گزارو اچھے کام انجام دو اور لائق اور کامل بن جاؤ اس کے بعد ہم تم کو اس جہان سے ایک اور جہان کی طرف لے جائیں گے تاکہ اس جہان میں اپنے کاموں کا کامل نتیجہ پاؤ۔"

آخرت کے جہان میں اچھے بروں سے جدا ہو جائیں گے جو لوگ نیک کام انجام دیتے رہے اور دیندار تھے وہ بہشت میں جائیں گے اور خوشی کی زندگی بسر کریں گے اللہ تعالٰی ان سے راضی ہے اور وہ بھی اپنی اچھی زندگی اور اللہ کی بے پایاں نعمتوں سے خوشنود اور راضی ہیں۔ بے دین اور بدکردار لوگ دوزخ میں جائیں گے اور اپنے برے کاموں کی سزا پائیں گے اللہ تعالٰی ان پر ناراض ہے اور وہ دردناک عذاب کی زندگی بسر کریں گے اور ان کے لیے بہت سخت زندگی ہو گی۔

غور و فکر کیجئے اور جواب دیجئے

۱ کون لوگ اچھے ہیں اور کون لوگ برے؛ ان صفات کو شمار کیجئے؟

۲ کیا برے اور اچھے لوگ آپکے نزدیک مساوی اور برابر ہیں؟

۳ کیا برے اور اچھے لوگ خدا کے نزدیک برابر ہیں؟

۴ پیغمبر لوگوں کو کن کاموں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور کن کاموں سے روکتے ہیں؟

۵ کیا لوگ اس دنیا میں اپنے اعمال کی کامل جزاء پا لیتے ہیں؟

۶ کہاں اپنے اعمال کا کامل نتیجہ دیکھیں گے؟

۷ اگر آخرت کا جہان نہ ہو تو اچھائی اور برائی کا کوئی معقول اور درست معنی ہوگا؟

۸ اگر آخرت کا جہان نہ ہو تو ہماری زندگی کا کیا فائدہ ہوگا؟

۹ جب ہم سمجھ گئے کہ دنیا کے جہان کے علاوہ ایک اور بھی جہان ہے۔ تو ہم کس طرح زندگی گزاریں؟

دوسرا سبق

پھول کی تلاش

ہمارے خاندان کے کچھ لوگ مری کے اطراف میں ایک دیہات میں رہتے ہیں وہ دیہات بہت خوبصورت ہے وہاں کی آب و ہوا معتدل ہے اس کے نزدیک ایک پہاڑ ہے کہ جس کا دامن سرخ اور زرد پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔

ایک دن میرے رشتہ دار بچے میرے چچا کے گھر بیٹھے تھے عیدالاضحیٰ کا دن تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ کمرے کو پھولوں سے سجائیں میرے والد نے مجھے کہا کہ چلیں پھول ڈھونڈ لائیں اور اس کام میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں

میں نے پوچھا کس طرح؟

والد نے کہا کہ تم تمام کے تمام پہاڑ کے دامن میں جاؤ وہاں بہت زیادہ پھول موجود ہیں پھول توڑ لاؤ اور لوٹ آؤ لیکن خیال کرنا کہ پھولوں کی جڑوں کو ضرر نہ پہنچے مقابلہ کا وقت ایک گھنٹہ ہے تمام اس مقابلہ میں شریک ہو جاؤ۔ پھول توڑو اور لوٹ آؤ۔ جو زیادہ پھول لائے گا۔ وہ زیادہ انعام حاصل کریگا تمام بچے مقابلہ میں شریک ہونے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

صبح کے ٹھیک سات بجے مقابلہ شروع ہوا کچھ بچے تو اس دیہات کے اطراف میں ہی رہ گئے اور کہنے لگے کہ راستہ دُور ہے اور ہم تھک جائیں گے تم بھی یہیں رُک جاؤ اور ہم یہیں مل کر کھیلیں لیکن ہم نے ان کی باتوں پر کان نہ دھرا اور چلے گئے۔ راستے میں

دوڑتے اور ایک دوسرے سے آگے نکلتے تھے تاکہ پھولوں تک جلدی پہنچ جائیں۔ راستہ دشوار آگیا۔ بعض بچے ٹھہر گئے آگے نہ بڑھے اور کہنے لگے کہ ہم یہیں سے پھول توڑیں گے۔

میں، میرا بھائی اور چچا کا بیٹا سب سے پہلے پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ کتنی بہترین اور خوبصورت جگہ تھی زرد اور سرخ پھولوں سے بھری پڑی تھی۔ ہم تینوں نے فیصلہ کیا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور اکھٹے پھول توڑے جائیں میں اور چچا کا لڑکا پھول توڑتے تھے اور اپنے بھائی کے دامن میں ڈال دیتے تھے اس کا دامن پھولوں سے بھر گیا گھڑی دیکھی تو مقابلہ کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا۔ گھر کی طرف لوٹے دوسرے بچے بھی لوٹ آئے تھے اور جانتے تھے کہ انہیں بہترین انعام ملے گا اور جو تھوڑے پھول توڑ لائے تھے خوش نہ تھے کیوں کہ جانتے تھے کہ مقابلہ میں بہتر مقام نہیں لے سکیں گے اور بہترین انعام حاصل نہیں کر سکیں گے اور جو خالی ہاتھ لوٹ آئے تھے شرمسار اور سر جھکائے ہوئے تھے والد کے پاس پہنچے جس نے جتنے پھول توڑے تھے انہیں دے دیئے اور انعام لیا لیکن جنہوں نے سستی کی تھی اور والد کے فرمان پر عمل نہیں کیا تھا انہوں نے انعام حاصل نہیں کیا بلکہ شرمسار تھے ان سے والد بھی خوش نہیں ہوئے اور ان کی کوئی پرواہ نہ کی وہ شرمسار سر جھکائے اپنے آپ کو کہہ رہے تھے! کاش ہم بھی کوشش کرتے! کاش دوبارہ مقابلہ شروع ہو! لیکن مقابلہ ختم ہو چکا تھا۔

جزاء کا دن

مقابلہ کے ختم ہو جانے کے بعد ہمارے والد نے ہم سے گفتگو کرنا شروع کی اور کہا۔ "عزیز اور پیارے بچو! مقابلہ کے انعقاد کے لیے میرا نظریہ کچھ اور تھا۔ میں اس سے تمہیں سمجھانا چاہتا تھا! کہ یہ جہان مقابلہ کا جہان ہے۔ ہم تمام اس جہان

میں مقابلہ کرنے آئے ہیں اور قیامت کے دن اس کا انعام اور جزاء حاصل کریں گے۔ ہمارا مقابلہ نیک کاموں اور اچھے اعمال میں ہے۔ اچھے اور بُرے کام کی جزاء اور سزا ہے۔ اچھے اور برے لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔ ہماری خلقت اور کام اور کوشش کرنا بے معنی اور بے فائدہ نہیں۔ لوگوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطیع اور فرمانبردار ہے نیک کاموں کے بجا لانے میں کوشش کرتا ہے۔ ہمیشہ اللہ کی یاد میں ہے اچھے اور صالح لوگوں سے دوستی کرتا ہے ان کی راہنمائی میں بہت زیادہ اچھے کام سرانجام دیتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جاتا ہے اپنے دوستوں اور ہمسایوں کی مدد کرتا ہے لوگوں کی مدد کرتا ہے مظلوموں کی حمایت کرتا ہے۔

یہ لوگ آخرت کے جہان میں بہترین انعام اور جزاء پائیں گے۔ خدا ان سے خوش ہوگا اور وہ بھی خدا سے انعام لے کر خوش ہوں گے۔ سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے اور بہشت کے بہترین باغ میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کریں گے۔ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی تازہ نعمتوں اور اس کی پاک محبت سے مستفید ہوں گے۔ اور لذت اٹھائیں گے۔ ایک اور گروہ اس جہان میں اچھے کام سرانجام دیتا ہے اور اچھے کاموں میں مدد بھی کرتا ہے اللہ کو یاد بھی کرتا ہے۔ لیکن پہلے گروہ کی طرح کوشش نہیں کرتا اور سبقت حاصل کرنے کے درپے نہیں ہے یہ بھی قیامت کے دن انعام اور جزاء لیں گے اور بہشت میں جائیں گے لیکن ان کا انعام اور جزاء پہلے گروہ کی طرح نہیں ہوگا۔ تیسرا گروہ ظالم اور بے دینوں کا ہے وہ اللہ اور اس کے پیغمبر کے فرمان کو قبول نہیں کرتا۔ اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ خدا کو بھول گیا ہے۔ اچھے کام سرانجام نہیں دیتا۔ گناہ گار اور بد اخلاق اور بد کردار ہے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اور یہ گروہ خالی ہاتھ آخرت میں سامنے آئیگا۔ اچھے کام اپنے ساتھ نہیں لائے گا۔ اپنے برے افعال اور ناپسندیدہ اعمال سے شرمندہ ہوگا۔

جب اچھے لوگ انعام لیں گے تو یہ افسوس کرے گا۔ اور پشیمان ہو گا اور کہے گا۔ کاش دنیا میں پھر بھیجا جائے تو وہ نیک کام بجا لائے۔ لیکن افسوس کہ دوبارہ لوٹ جانا ممکن نہیں ہے اس گروہ کے لوگ جہنم میں جائیں گے اور اپنے برے کاموں کی سزا پائیں گے۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ کیا ہماری خلقت اور کام اور کوشش کرنا بغیر کسی غرض اور غایت کے ہے؟ اور کیا ہم ان کاموں اور کوششوں سے کوئی نتیجہ بھی لیں گے؟

۲ یہ جہان مقابلہ کی جگہ ہے سے کیا مراد ہے؟

۳ متوجہ اور آگاہ انسان اس دنیا میں کن کاموں کی تلاش میں ہیں۔ کن کاموں میں مقابلہ کر رہے ہیں؟

۴ کون لوگ آخرت میں بہتر نتیجہ اور عمدہ ترین انعام حاصل کریں گے؟

۵ ان لوگوں نے دنیا میں کیا کیا ہے؟

۶ ان کے اعمال اور کردار کیسے تھے ان کے دوست کیسے تھے۔ کن کاموں میں مقابلہ کرتے تھے؟

۷ آپ کی رفتار اور کردار کیسا ہے؟ آپ کے دوستوں کا کردار کیسا ہے؟ کن کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی دوست آپکو کسی ناپسندیدہ کام کی دعوت دے تو پھر بھی اس سے دوستی رکھتے ہیں؟

۸ کون لوگ قیامت کے دن شرمندہ ہوں گے؟ کیوں افسوس کریں گے؟ یہ لوگ اس جہان میں کیسا کردار رکھتے ہیں؟

۹ دوسرے گروہ کا انعام اور جزاء کا پہلے گروہ کے انعام اور جزاء سے کیا فرق ہے اور کیوں؟

"ان سوالوں کے جواب خوشخط لکھیں"

تیسرا سبق

جہانِ آخرت

عالمِ برزخ اور قیامت :

ہم مرنے کے بعد فنا نہیں ہوتے بلکہ اس جہان سے دوسرے جہان کی طرف جاتے ہیں کہ جس کا نام جہان آخرت ہے جہان آخرت سے پہلے عالم برزخ ہے اور اس کے بعد قیامت ہے۔ عالم برزخ ایک جہان ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ "ان کے سامنے برزخ ہے قیامت تک"۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے۔ "گمان نہ کرو کہ وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل ہو جاتے ہیں وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں"۔ خداوند عالم نے ہمیں پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے خبر دی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے اور دنیا کو ترک کرتا ہے۔ اور برزخ کے جہان میں جاتا ہے عالم برزخ میں اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ کتنے خدا کا عقیدہ رکھتے ہو کس کے فرمان کے مطیع تھے خدا کے یا غیر خدا کے۔ تیرا پیغمبر کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ تیرا رہبر اور امام کون ہے۔ جس نے دنیا میں خدا پرستی اور دینداری اور با ایمان زندگی گزاری ہو گی وہ آسانی سے جواب دے گا اور اس کا ایمان ظاہر ہو جائے گا اس مختصر سوال و جواب کے بعد برزخ کے جہان میں آرام سے اور خوشی سے قیامت تک زندگی گزارے گا اور عمدہ نعمتیں جو بہشتی نعمتوں کا نمونہ ہوں گی اسے دی جائیں گی لیکن وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبر کو قبول نہ کرتے تھے اور اس کے فرمان کے مطیع نہ تھے۔ بے دین

اور ظالم تھے برزخ کے جہان میں بھی خدا اور اس کے پیغمبرؐ کا اقرار نہیں کریں گے ان کا کفر اور بے دینی ظاہر ہو گی اس قسم کے لوگ برزخ کے جہان میں سختی اور عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ برزخ کے جہان کا عذاب ان کے لیے جہنم کے عذاب کا نمونہ ہو گا۔ برزخ کے جہان میں انسان کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی اور اس کا ایمان اور کفر واضح ہو جائے گا جو شخص دنیا میں خدا اور قیامت کے دن اور پیغمبروں پر واقعاً ایمان رکھتا تھا اور نیکوکار تھا۔ برزخ میں اس کا ایمان ظاہر ہو جائے گا وہ درست اور صاف صاف جواب دے گا لیکن جو شخص واقعی ایمان نہیں رکھتا تھا اور ظالم اور بدکردار تھا برزخ میں اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ درست جواب نہیں دے سکے گا۔

گناہ گار انسان جہنم کے عذاب کا نمونہ برزخ کے جہان میں دیکھے گا اور اس کے اعمال کی سزا یہیں سے ہی شروع ہو جائے گی پیغمبر اسلام حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ گھر میں بداخلاقی کرتے ہیں برزخ کے جہان میں عذاب میں مبتلا ہوں گے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! کہ جو لوگ چغل خوری کرتے ہیں اور جو لوگ شراب سے پرہیز نہیں کرتے برزخ کے جہان میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

"برزخ کے جہان میں سوال اور جواب"

برزخ کے جہان میں سوال اور جواب حقیقی ہو گا۔ جو لوگ برزخ کے جہان میں جائیں گے ان سے حقیقتاً سوال ہو گا وہ یقیناً اس سوال کا جواب دیں گے لیکن برزخ کا سوال جواب دنیا کے سوال اور جواب کی طرح نہیں۔ جو لوگ برزخ میں ہیں سوال کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں لیکن نہ اس کان اور زبان سے کہ جس کے ذریعہ دنیا میں سنتے اور جواب دیتے تھے بلکہ برزخی زبان اور کان سے ضروری نہیں کہ بولنا اور سننا ہمیشہ انھی لبوں، زبان اور انھی کانوں سے ہو۔ مثلاً آپ خواب میں اپنے دوست سے کلام کرتے ہیں اس کی باتیں سنتے ہیں اور اس سے

گفتگو کرتے ہیں کیا اسی کان اور زبان سے ؟ یقیناً نہیں۔ کبھی خواب میں کسی دوسری ایسی جگہ جاتے ہیں کہ جہاں کبھی نہ گئے تھے لیکن بیدار ہونے کے بعد وہاں جائیں تو سمجھ جائیں گے کہ خواب میں اس جگہ کو دیکھا تھا خواب میں کسی جسم کے ساتھ ادھر اُدھر جاتے ہیں خواب میں کس آنکھ سے دیکھتے ہیں اور کس کان سے سنتے ہیں کیا اسی کان اور آنکھ سے۔ کیا اسی جسم سے۔ یقیناً نہیں! کیوں کہ یہ جسم تو بستر پہ پڑا آرام کر رہا ہے اور آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔

اس قسم کے خواب ممکن ہے کہ آپ نے دیکھے ہوں یا آپ کے کسی دوست نے دیکھے ہوں۔ برزخ کا ایک جہان واقعی اور حقیقی جہان ہے اور اس میں سوال اور جواب بھی حقیقی سوال اور جواب ہیں۔ ہم نے خواب کو بطور مثال ذکر کیا ہے۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ آیا ہماری محنت اور کام بے فائدہ ہیں ہم اپنی کوشش کا نتیجہ کہاں دیکھیں گے ؟

۲ جہان آخرت سے پہلے کس جہان میں جائیں گے ؟

۳ خدا نے برزخ کے جہان کے متعلق کیا فرمایا ہے ؟

۴ جو شخص دنیا میں خدا اور پیغمبروں پر واقعی ایمان رکھتا ہو برزخ کے جہان میں کیسی زندگی گزارے گا ۔ ؟ اس جہان کے سوالوں کا کس طرح جواب دے گا ؟

۵ برزخ کے جہان میں انسان سے کیا پوچھیں گے ؟

۶ برزخ کے جہان میں کن لوگوں کا ایمان ظاہر ہو جائے گا ؟

۷ کفر اور برائی کس کی ظاہر ہو گی ؟

۸ آیا آخرت کے جہان میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور کیوں؟

۹ کون سے لوگ برزخ کے جہان میں عذاب میں مبتلا ہوں گے ؟

۱۰ آیا برزخ کے جہان کا سوال اور جواب اسی دنیا وی زبان اور کان سے ہو گا؟

چوتھا سبق

مُردے کیسے زندہ ہوں گے؟

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے پیغمبر تھے اور آخرت کے جہان اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے تھے۔ انہیں علم تھا کہ آخرت کے جہان میں مردے زندہ ہوں گے۔ اور حساب کتاب کے لیے حاضر ہوں گے لیکن اس غرض کے لیے کہ ان کا یقین کامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مردوں کا زندہ کرنا انہیں دکھلائیں اور کہا کہ "مجھے دکھلائیں کہ آپ کسطرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا "کیا آپ مُردوں کے زندہ ہونے کا ایمان نہیں رکھتے" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ "خدایا ایمان رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان حاصل کرے" اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست قبول کرلی اور حکم دیا کہ "چار پرندے انتخاب کر ان کو ذبح کرو اور ٹکڑے ٹکڑے کرو اور بہت نرم کوٹ دو پھر ان کے قیمہ شدہ گوشت اور پروں اور ہڈیوں کو کئی حصوں میں تقسیم کردو اور ہر ایک حصے کو پہاڑ پر رکھ دو اسکے بعد پہاڑ کے وسط میں کھڑے ہو جاؤ اور ہر ایک پرندے کو اس کے نام کے ساتھ پکارو وہ اللہ کے حکم سے تیرے حکم پر زندہ ہوں گے اور تیری طرف دوڑے آئیں گے اور تم جان لو گے کہ اللہ تعالےٰ عالم اور قادر ہے" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس حکم پر عمل کیا چار پرندے لیے ایک کبوتر دوسرا کوا تیسرا مرغ اور چوتھا مور تھا۔ ان کو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے انہیں کوٹ کر قیمہ بنا دیا اور آپس میں ملا دیا پھر ان کا گوشت تقسیم کر کے ہر ایک حصے کو پہاڑ پر رکھا اور اس پہاڑ کے وسط میں کھڑے ہو کر پہاڑ کی طرف دیکھا اور بلند آواز سے مور کو بلایا اور کہا اے مور!

ہماری طرف آؤ۔ مور کے ٹکڑے پہاڑ سے آنحضرتؑ کی طرف آئے اور آپس میں ملتے گئے اور مور کی گردن۔ سر۔ پاؤں اور اس کے پَر وہیں بن گئے اور مور زندہ ہو گیا۔ اپنے پَروں کو ہلایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے چلنے لگا۔ اسی طرح کبوتر۔ کوّا اور مرغ بھی زندہ ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردہ پرندوں کا اپنے اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

آپؑ کا ایمان اور یقین کامل تر ہو گیا اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور آپ کا دل مطمئن ہو گیا اور آپؑ نے سمجھ لیا کہ قیامت کے دن مردے کس طرح زندہ ہوں گے؟

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کونسی درخواست کی تھی؟

۲ اس درخواست کی غرض کیا تھی؟

۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کا کیا جواب دیا؟ اور انہیں کیا حکم دیا؟

۴ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پر کس طرح عمل کیا؟

۵ کس طرح پرندوں کو زندہ کیا؟

۶ کس ذات نے پرندوں کے زندہ کرنے کی قدرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی تھی؟

۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تجربے سے کیا نتیجہ لیا؟

پانچواں سبق

کس طرح ؟

آپ کس طرح کام کو یاد کرتے ہیں؟ اور کس طرح کام کرنے کے عادی بنتے ہیں؟ ایک کام کا بار بار کرنا آپ کی جان اور روح پر کیا اثر کرتا ہے۔ جب ایک کام کو بار بار انجام دیں تو وہ آپ کی روح پر کیا اثر کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ آپ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر اس کام کو ٹھیک بجا لا سکتے ہیں مثلاً جب کچھ لکھتے ہیں تو یہ لکھنا آپ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر لکھنے میں ذرا محنت کریں صاف اور اچھی طرح لکھیں تو یہ محنت کرنا آپ کی روح پر اثر انداز ہو گا کہ جس کے نتیجہ میں آپ کا خط خوشنما اور خوبصورت ہو جائے گا۔ لیکن اگر لکھنے میں محنت نہ کریں تو یہ بے اعتنائی بُرا اثر چھوڑے گی تو جس کے نتیجے میں آپ کا خط بدنما ہو جائیگا ہم جتنے کام کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہماری روح پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اچھے کام اچھا اثر اور بُرے کام بُرا اثر چھوڑتے ہیں۔

ہماری زندگی کے کام

جب ہم اچھے کام کرتے ہیں تو وہ ہماری روح پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہمیں پاک اور نورانی کر دیتے ہیں ہم نیک کام بجا لانے سے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انس و محبت کرتے ہیں اور نیک کام بجالانے کے انجام سے لذت اٹھاتے ہیں۔ صحیح عقیدہ اور نیک اخلاق اور پسندیدہ کردار ہماری روح کو کمال کی طرف لے جاتا ہے اور ہمیں نورانی اور خوش رو کر دیتا ہے۔ برے کردار اور ناپسندیدہ اطوار بھی

انسان پر اثر چھوڑتے ہیں۔ انسان کی روح کو پلید اور مردہ کر دیتے ہیں۔ پلید روح خدا کی یاد سے غافل ہوا کرتی ہے اور برے کاموں کی عادی ہو جاتی ہے اور سیاہ اور مردہ ہو جاتی ہے اور انسان کو ترقی سے روک دیتی ہے۔ ہماری خلقت بیکار نہیں ہے اور ہمارے کام بھی بیہودہ اور بے فائدہ نہیں ہیں۔ ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ اثر باقی رہتا ہے۔ ہم اپنے تمام کاموں کے اثرات کو آخرت کے جہان میں دیکھیں گے اور پائیں گے۔ بہشت اور اس کی عمدہ نعمتیں۔ صحیح عقیدہ رکھنے اور اچھے کاموں کے کرنے سے ملتی ہیں اور جہنم اور اس کے سخت عذاب باطل عقیدے اور ناپسندیدہ کاموں کا نتیجے ہیں ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے ہوں ہماری زندگی کے حساب میں لکھے جاتے ہیں اور محفوظ کر لیے جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے باقی رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہم اپنے کاموں سے غافل ہو جائیں لیکن وہ ہرگز فنا نہیں ہوتے اور تمام کے تمام خداوند عالم کے نزدیک باقی اور محفوظ ہیں۔ آخرت کے جہان میں جب کہ غفلت کے پردے ہٹ چکے ہوں گے اپنے کاموں کو دیکھ سکیں گے اور مشاہدہ کر سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ جب انسان کو حساب کے لیے لایا جائیگا۔ اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا اور اپنے اعمال کا مشاہدہ کرے گا اور تعجب سے کہے گا یہ کیسا نامہ اعمال ہے کہ جس میں میرے تمام کام درج اور محفوظ ہیں کس طرح میرا کوئی بھی کام قلم سے نہیں چھوٹا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خطاب ہوگا "تیرے کام دنیا میں تیرے ساتھ تھے۔ لیکن تو ان سے غافل تھا اب جب کہ تیری روح بینا ہوئی ہے تو تو اس کو دیکھ رہا ہے"۔ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے۔

"جو شخص اچھے کام انجام دیتا ہے قیامت کے دن اسے دیکھیگا" اور جو شخص بُرے کام انجام دیتا ہے وہ ان کو قیامت کے دن مشاہدہ کرے گا"۔

اب جب کہ معلوم ہو گیا ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے فنا نہیں ہوتے بلکہ وہ تمام کے تمام ہماری زندگی کے نامہ اعمال میں درج اور محفوظ ہو جاتے ہیں اور آخرت کے

جہان میں ان کا کامل نتیجہ ہمیں ملے گا تو کیا ہمیں اپنے اخلاق اور کردار سے بے پرواہ ہونا چاہیئے؟

کیا ہماری عقل نہیں کہتی؟ کہ خداوند عالم کی اطاعت کریں اور اس کے فرمان اور حکم پر عمل کریں؟

غور کیجیئے اور جواب دیجئے ،،

١ اچھے کام اور اچھا اخلاق ہماری روح پر کیا اثر چھوڑتے ہیں؟

٢ برُے کام اور برُے اخلاق کیا اثر چھوڑتے ہیں؟

٣ کیا ہمارے برُے اور اچھے کام فنا ہو جاتے ہیں؟

٤ کن چیزوں کے ذریعہ سے سعادت اور کمال حاصل ہوتا ہے؟

٥ بہشت کی نعمتیں کن چیزوں سے ملتی ہیں؟

٦ جہنم کا عذاب کن چیزوں سے ملتا ہے؟

٧ ہمارے کام کہاں درج اور محفوظ کیے جاتے ہیں؟

٨ کیا ہم اپنے کاموں کو دیکھ سکیں گے؟

٩ خداوند عالم ہمارے اعمال کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟

١٠ اب جب کہ سمجھ لیا ہے کہ ہمارے تمام کام محفوظ کر لیے جاتے ہیں تو ہمیں کون سے کام انجام دینے چاہئیں اور کسی طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے۔؟

حصّہ سوم

نبوّت

پہلا سبق

صراطِ مستقیم

اگر زندگی میں کامیاب ہونا چاہیں تو کون سا راستہ اختیار کریں گے؟ دونوں جہانوں میں سعادت مند ہونے کے لیے کون سا پروگرام آپ کے پاس موجود ہے؟ کیا آپ نے اس کے متعلق فکر کی ہے؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ کامل اور اچھا انسان بن جائیں تو کیا پروگرام آپ کے پاس ہے؟

کیا آپ دوسروں کو دیکھ رہے ہیں جو راستہ انھوں نے اختیار کیا ہے آپ بھی اسی پر چلیں گے؟

جو پروگرام انھوں نے منتخب کیا ہوا ہے آپ بھی وہی انتخاب کریں گے؟

کیا راستے کے انتخاب اور مقصود زندگی کے متعلق فکر نہیں کرتے؟

کیا درست پروگرام کے انتخاب میں کبھی نہیں سوچتے؟

شاید آپ کہیں کہ میں خود اچھا پروگرام بنا سکتا ہوں کیا آپ اس جہان اور آخرت کے جہان کی تمام ضروریات سے باخبر ہیں یا بے خبر؟ تو پھر کس طرح اچھا اور مکمل پروگرام آپ خود بنا سکتے ہیں؟

آپ شاید یہ کہیں کہ اہلِ عقل اور دانشور اور علماء میرے لیے زندگی کا پروگرام مہیا کر سکتے ہیں لیکن کیا یہ حضرات آپکی دنیا اور آخرت کی احتیاجات سے مطلع ہیں کیا یہ لوگ آخرت کے جہان سے باخبر ہیں؟

پس کون ذات انسان کے کامل اور سعادت مند ہونے کا پروگرام بنا سکتی ہے؟

انسان؟ یا انسان کا خالق؟ البتہ انسان کا خالق! کیوں کہ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ

خلقت کے اسرار سے آگاہ ہے۔ صرف وہی انسان کی دنیا اور آخرت میں زندگی کے شرائط سے باخبر ہے اسی لیے صرف وہی انسان کی زندگی کے باکمال اور سعادت مند ہونے کا پروگرام منظم کرنے کا اہل ہے۔ پس سعادت اور کمال کا بہترین پروگرام وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے منظم کیا ہو اور اسے اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسان تک پہنچایا ہو۔ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟ کہ زندگی کے لیے کونسا راستہ انتخاب کریں گے۔؟

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ کیا آپ خود دنیا اور آخرت کے لیے پروگرام بنا سکتے ہیں؟ اور کیوں۔ وضاحت کیجئے؟

۲ کیا کوئی دوسرا ایسا کر سکتا ہے۔ اور کیوں؟

۳ پس ایسا کون کر سکتا ہے اور کیوں؟

۴ خداوند عالم نے انسان کی سعادت کا پروگرام کس کے ذریعے بھیجا ہے؟

۵ اگر چاہیں کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب اور سعادت مند ہوں تو کس پروگرام کا انتخاب کریں اور کیوں؟

دوسرا سبق

کمالِ انسانی

جب گندم کے دانے کو زمین میں ڈالیں اور اسے پانی دیں تو اس میں کیا تبدیلی آتی ہے؟ کونسا راستہ اختیار کرتا ہے؟ کیا کوئی خاص ہدف اور غرض اس کے سامنے ہے اور کس مقصد کو حاصل کرنے کی طرف رجوع کرتا ہے گندم کا دانہ ابتداء ہی سے ایک معین ہدف کی طرف حرکت شروع کر دیتا ہے اس مقصد اور غرض تک پہنچنے کے لیے بڑھتا اور کامل ہونا شروع ہو جاتا ہے یعنی ابتداء میں گندم کا دانہ زمین میں جڑیں پھیلاتا ہے پھر تنا اور پھر سبز ہو جاتا ہے اور بتدریج بڑا ہونے لگتا ہے اور خوشہ نکالتا ہے گندم کا ایک دانہ کئی خوشے بناتا ہے اور پھر یہی خوشے انبار بن جاتے ہیں اور اس انبار سے ہزاروں انسان استفادہ کرتے ہیں تمام نباتات گندم کے دانے کی طرح کمال کا راستہ طے کرتے ہیں اور معین اور معلوم غرض اور غایت جو ہر ایک کے لیے معین ہوئی ہے کی طرف حرکت کرتے ہیں آپ اگر سیب کا دانہ کاشت کریں اور اسے پانی دیں اس کی ابتداء ہی سے آپکو معلوم ہو جائے گا کہ چھوٹا دانہ ایک معین غرض اور ہدف رکھتا ہے اور اُسی کی طرف حرکت شروع کرتا ہے اور اپنے کمال کو پہنچتا ہے یعنی چھوٹا دانہ جڑیں پھیلاتا ہے تنا اور شاخ بناتا ہے سبز ہوتا ہے اور بڑا ہوتا جاتا ہے ہر دن پہلے دن سے زیادہ کمال کی طرف ہوتا ہے۔ بالآخر اس میں شگوفہ پھوٹتا ہے اور یہ خوبصورت شگوفہ سیب بن جاتا ہے اسی ترتیب سے وہ چھوٹا دانہ تکمیل کو پہنچتا ہے اور اپنی حرکت اور کوشش کے نتیجے کو انسان کے اختیار میں دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عالم اور قادر ہے اور جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

اور تکامل کا راستہ بھی انھیں ودیعت کر دیا ہے۔ اور اس کے پہنچنے تک وسائل اور اسباب بھی ان کے لیے فراہم کر دیئے ہیں۔ مثلاً دوسرے پودے گندم اور سیب کے دانے کی طرح اپنے کمال کے لیے پانی مٹی، ہوا اور روشنی کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ نے پانی مٹی روشنی اور ہوا ان کے لیے پیدا کر دی ہے تاکہ پودے ان سے استفادہ کریں اور مکمل ہو کر مقصد کو پالیں۔

انسان کو بھی اپنے مقصد خلقت کو حاصل کرنا چاہیے کس طرح؟ اور کس کے ماتحت؟

کون جانتا ہے کہ انسان کا جسم اور روح کن چیزوں کے محتاج ہیں اور کس طرح کمال حاصل کریں گی۔ البتہ صرف خدا جانتا ہے کیوں کہ تنہا وہی ذات ہے جو انسان کی خلقت کے اسرار سے آگاہ ہے اور وہی ذات ہے جو آخرت کے جہان میں انسان کی ضرورت سے باخبر ہے اسی لیے خالق اور مالک نے تمام جہان کی چیزوں کو اکمل بنایا ہے اور انسانیت کی معراج کے لیے پروگرام بنائے ہیں اور پیغمبروں کے وسیلے اور ذریعے سے انسان تک پہنچائے ہیں۔ آخری اور اہم ترین پروگرام آخری پیغمبر جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کے وسیلے سے تمام لوگوں کے لیے بھیجا ہے۔ اس پروگرام کا نام: تکامل دین اسلام: ہے۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱ تھوڑی سی گندم کسی برتن میں ڈالیں اور اسے پانی دیں دیکھیں گندم کا یہ دانہ کس طرح اپنے لیے راستہ معین کر لیتا ہے اور کس غرض کی طرف حرکت کرتا ہے۔

۲ سیب اور تمام پودے اور نباتات کے لیے غرض اور ہدف ہے۔ اس جملے کے کیا معنی ہیں؟

۳۔ نباتات کو کامل ہونے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔؟

۴۔ انسان کی معراج کا پروگرام کون بنا سکتا ہے؟ اور کیوں؟

۵۔ خدا نے انسان کی معراج کا پروگرام کن کے وسیلے سے ان تک پہنچایا ہے؟

۶۔ آخری اور مکمل ترین پروگرام ہمارے لیے کون لایا ہے؟

۷۔ اس آخری پروگرام کا کیا نام ہے؟

تیسرا سبق

راہنما کیسا ہونا چاہیے

جو بچہ اپنا گھر بھول گیا ہو اسے کس کے سپرد کریں گے۔ کون اس کی راہنمائی کر سکتا ہے اور اسے گھر پہنچا سکتا ہے؟ کیا وہ آدمی کہ جس نے اس کا گھر نہیں دیکھا اسے اس کے گھر پہنچا سکتا ہے کیا وہ آدمی جو امین اور اچھا نہیں۔ پر اعتماد کریں گے کیا بچے کو اس کے سپرد کر دیں گے۔ اور کیوں؟ اس کو جو اس کے گھر کو نہیں جانتا یا راستوں سے بھٹک جاتا ہے اس کی رہنمائی کے لیے انتخاب کریں گے؟۔ اور کیوں۔ پس راہنما کو چاہیئے کہ راستے کو ٹھیک جانتا ہو نیک اور امین ہو اور راہنمائی میں اشتباہ نہ کرتا ہو۔ پیغمبر وہ انسان ہوتا ہے جو امین اور نیک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کی راہنمائی کے لیے چنا ہے اور اسے دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کا راستہ بتلایا ہے۔ اور انسانوں کی رہبری اس کے سپرد کی ہے۔

چوتھا سبق

پیغمبر کو کیسا ہونا چاہیے

جب آپ کسی دوست کی طرف پیغام بھیجنا چاہتے ہوں تو یہ پیغام کس کے سپرد کرتے ہیں اس کے کہ جو آپ کے دوست تک پہنچا دے۔ یا جھوٹے اور غلط آدمی کو پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کرتے ہیں یا کمزور حافظے اور اشتباہ کرنے والے کو ان میں سے کس کو پیغام پہنچانے کے لیے انتخاب کرتے ہیں؟

جی ہاں! پیغام پہنچانے کے لیے سچّا اور صحیح آدمی ہونا چاہیے تاکہ پیغام کو بھول نہ جائے اس کے سننے اور پہنچانے میں اشتباہ نہ کرے۔ خدا بھی اپنا پیغام پہنچانے کے لیے سچّے اور صحیح آدمی کو چنتا ہے اور اس کو پیغام دیتا ہے۔ پیغمبر اللہ کے پیغام کو صحیح حاصل کرتا ہے اور اس پیغام کو لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

پانچواں سبق

گناہ سے بیزاری کا فلسفہ

میلے کچیلے کپڑوں کو ایک تھال میں دھویا ہوا ہو تو کون ہے جو اس میلے پانی کو پیئے گا۔ اگر وہی پانی کسی اندھے یا بے خبر انسان کو دیں تو ممکن ہے کہ وہ اسے پی لے ؛ لیکن ایک آنکھوں والا اور مطلع انسان کیسے ... جو شخص اس کی گندگی اور خرابی کو دیکھ رہا ہو اور اس کے صحت کے لحاظ سے ضرر کو جانتا ہو ایسے پانی کو دیکھے تو کیا اسے پیئے گا؟ جی ہاں ہر وہ شخص جو بینا اور آگاہ ہو کہ کوئی چیز گندی اور خراب ہے تو وہ اپنے آپکو اس سے آلودہ نہیں کرے گا بلکہ اس سے نفرت اور بیزاری کرے گا۔ اسی طرح پیغمبر بھی گناہ سے بیزار ہیں حالانکہ گناہ کے بجا لانے پر قدرت رکھتے ہیں لیکن کبھی گناہ نہیں کرتے کیوں کہ وہ گناہ کی پلیدی اور برائی کو دیکھ رہے ہیں ۔ یہ اطلاع اور آگاہی ان کو خداوند عالم نے عطا فرمائی ہے۔

چھٹا سبق

پیغمبر آگاہ اور معصوم راہنما ہیں

خداوندعالم نے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے ایسے انسان جو صحیح اور امین ہیں چنے ہیں انہیں دین کا کامل نمونہ قرار دیا ہے تاکہ ان کا کردار اور گفتار لوگوں کو خدا کی طرف راہنمائی کرے۔ پیغمبر انسانوں میں بہترین اور کامل ترین فرد ہوتا ہے۔ علم اور اخلاق اور کردار میں تمام مردوں سے افضل ہوتا ہے خدا اس کی تربیت کرتا ہے اور اسے چنتا ہے تاکہ لوگوں کا پیشوا اور نمونہ ہو۔ پیغمبر دنیا اور آخرت کی سعادت کے راستے اچھی طرح سے جانتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بتلایا ہے۔ پیغمبر خود ان راستوں پر چلتا ہے اور لوگوں کو ان راستوں پر چلنے کی رہبری اور دعوت دیتا ہے پیغمبر خدا کو اچھی طرح سے پہچانتا ہے اور اسے بہت دوست رکھتا ہے۔ جہان اور آخرت۔ جہنم اور بہشت سے پوری طرح آگاہ ہے اچھے اور برے اخلاق کو کاملاً پہچانتا ہے۔ گناہ کی پلیدی اور بد نمائی کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ گناہ انسان کی روح کو آلودہ اور کثیف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عالم اور قادر ہے نے یہ علم پیغمبر کے اختیار میں قرار دیا ہے پیغمبر اس آگاہی اور علم سے گناہ کی گندگی اور بد نمائی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ خدا گناہ گار انسان کو دوست نہیں رکھتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اسی لیے پیغمبر ہرگز گناہ نہیں کرتا بلکہ گناہ سے بیزار ہوتا ہے

پیغمبر خدا کے پیغام کو بغیر کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچاتا ہے اور اس کو اشتباہ اور نسیان نہیں ہوتا۔ اور چوں کہ گناہ اور اشتباہ نہیں کرتا لوگ بھی اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے کردار اور گفتار کو نمونہ قرار دیتے ہیں۔ ایسے ہی انسان کو معصوم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر معصوم ہوتے ہیں یعنی گناہ نہیں کرتے اور اشتباہ اور نسیان نہیں کرتے نیک اور امین ہوتے ہیں۔

پیغمبر لوگوں میں سے عالم اور معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور ان کی راہنمائی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف اور دائمی سعادت کی طرف رہبری کرتے ہیں۔

"غور و فکر کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ راہنما کے لیے کون سی صفات ہونی چاہئیں؟
۲ خدا کسے انسان کی راہنمائی کے لیے انتخاب کرتا ہے؟
۳ پیغمبر میں کون سی صفات ہونی چاہئیں؟
۴ خداوند عالم کیسے انسانوں کو پیغام پہنچانے کے لیے انتخاب کرتا ہے؟
۵ اللہ کے پیغمبر کیوں گناہ سے آلودہ نہیں ہوتے اور گناہوں سے بیزار ہوتے ہیں؟
۶ یہ فہم اور فراست پیغمبروں کو کس نے عطاء فرمائی ہے؟
۷ یہ علم و فراست کیسے پیغمبروں کے لیے عصمت کا موجب ہو جاتی ہے؟
۸ دین کے کامل نمونہ کا مطلب کیا ہے؟
۹ دین کا کامل نمونہ کون انسان ہے؟

۱۰ جو شخص گناہ سے آلودہ ہو جاتا ہے کیا وہ دین کا کامل نمونہ ہو سکتا ہے؟

۱۱ کب پیغمبر گفتار اور رفتار میں لوگوں کے لیے کامل نمونہ بن سکتا ہے؟

۱۲ اگر پیغمبر اشتباہ اور نسیان کرتا ہو تو کیا لوگ اس پر کامل اعتماد کر سکتے ہیں؟

۱۳۔ معصوم کسے کہتے ہیں؟

ساتواں سبق

اسے کیسے پہچانتے ہیں
اور
اس سے کیا چاہتے ہیں؟

آپ کے دوست محمود کا بیگ آپ کے گھر میں ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمود کی طرف سے آیا ہوں اور اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ اس کا بیگ آپ سے لے لوں اگر آپ اس انسان کو نہ جانتے ہوں تو اس حالت میں آپ کیا کریں گے فوراً اعتماد کر کے اسے بیگ دے دیں گے؟ یا اسے کیسے پہنچائیں گے؟ کیا معلوم کریں گے کہ واقعتاً اس کو محمود نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کیا اس کے پہچاننے کے لیے آپ اس سے خاص علامت کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ یقیناً آپ اس سے کہیں گے کہ نشانی بتلا دو اور بیگ لے لو۔ وہ اگر نشانی بتلائے اور مثلاً کہے کہ محمود نے کہا تھا کہ میرا بیگ مہمان خانے والے کمرہ میں پڑا ہے اور اس کے اندر ایک حساب کی کتاب اور دوسری دینی علوم کی کتاب، ایک اس میں آبی رنگ کا پن ہے اور ایک سرخ رنگ کی پنسل اور گھڑی ہے۔ اگر اس کی یہ نشانیاں اور علامتیں درست ہوئیں تو آپ اسے کیا سمجھیں گے اور کیا کریں گے؟

اگر اس کی نشانیاں ٹھیک ہوئیں تو آپ سمجھیں گے کہ واقعی اسے محمود نے بھیجا ہے اور یہ اس کا معتمد ہے آپ بھی اس پر عمل کریں گے اور اس کا بیگ اسے دے دیں گے اس مثال پر توجہ کرنے کے بعد آپ کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر کو کیسے پہچانا

جائے۔ پیغمبر بھی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے اپنے تعارف کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مخصوص نشانیاں اور علامتیں لاتا ہے تاکہ لوگ اسے پہچان جائیں اور اس کی دعوت کو قبول کرلیں۔ اگر پیغمبر اللہ تعالےٰ کی طرف سے خاص علامتیں نہ لائے تو لوگ اسے کیسے پہچانیں گے؟ کس طرح جانیں گے کہ واقعی خدا کا پیغمبر اور اُسی کا بھیجا ہوا ہے اگر خدا مخصوص علامتیں جو معجزے کے نام سے موسوم ہیں پیغمبروں کے اختیار میں نہ دے تو لوگ اسے کس طرح پہچانیں گے؟ اور کس طرح سمجھیں گے کہ ان کا خدا کے ساتھ خاص ربط ہے؟ اور کس طرح ان پر اعتماد کرسکیں گے؟ کس طرح ان کی دعوت کو قبول کرلیں گے؟ پیغمبر ہی کی مخصوص علامت اور نشانی کا نام معجزہ ہے۔ یعنی ایسا کام انجام دینا کہ جس کے بجا لانے سے عام لوگ عاجز ہوں اور نہ کرسکیں۔ وہ کام خدا اور اس کے مخصوص بھیجے ہوئے انسان کے سوا اور کوئی اس طرح انجام نہ دے سکے۔ جب کوئی یہ دعوٰی کرے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا سے خاص ربط رکھتا ہوں اور پھر معجزہ بھی لے آیا ہو تو حق طلب انسان سمجھ جائے گا کہ وہ واقعی پیغمبر اور خدا کا بھیجا ہوا ہے اور خدا سے خاص ربط رکھتا ہے۔ امین ہے اور اللہ کا مورد اعتماد ہے حق طلب لوگ بھی اس پر اعتماد کریں گے اور اس کے فرمان کو قبول کرلیں گے اور اس کی دعوت کو قبول کرلیں گے اور کہیں گے چوں کہ یہ وہ کام کرتا ہے جو صرف خدا کرسکتا ہے یعنی اس کے پاس معجزہ ہے لہذا واقعی پیغمبر ہے اور خدا کے ساتھ خاص ربط رکھتا ہے۔ آگاہ اور حق طلب لوگ پیغمبروں کو معجزہ کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

آٹھواں سبق

رسالت کی نشانیاں

آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ پیغمبروں کے معجزات کیسے ہوتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہوں گے کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام اپنے ہاتھ کو گریبان میں لے جاتے اور جب اسے باہر نکالتے تو وہ ایک خوبصورت ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اللہ کے حکم سے ایک زبردست سانپ بن جاتا اور اسی عصا نے اللہ کے حکم سے دریا کے پانی کو اسی طرح چیر دیا کہ اس کی زمین ظاہر ہو گئی۔ خداوند عالم نے ان کا اور دیگر کئی ایک معجزات کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ مادرزاد اندھوں کو اللہ کے حکم سے بغیر کوئی دواء استعمال کیے شفا دے دیتے تھے۔ مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے کی صورت بناتے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس میں پھونک مارتے تو اس میں روح آتی اور حقیقی پرندہ ہو جاتا اور اڑ جاتا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اسرار سے واقف تھے مثلاً جس شخص نے گھر میں کوئی چیز کھائی ہو یا اس نے گھر میں کوئی چیز چھپا کر رکھی ہو تو آپ اس کی خبر دے دیتے تھے۔ آپ جب گہوارے میں تھے تو لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ نمرود کی جلائی ہوئی آگ اللہ کے اذن اور حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سرد ہوئی اور آپ سالم رہے اور کوئی خراش آپ کو نہ پہنچی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے بھی بے شمار معجزے تھے آپ کے معجزات میں سے

سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے ۔ آگے چل کر پیغمبر علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ معجزہ کس طرح اور کس کی قدرت سے انجام پاتا ہے؟

اللہ تعالےٰ اپنی بے پناہ قدرت سے جو کام انجام دینا چاہئے بجا لاسکتا ہے۔ خدا کے سواء کون ہے جو خشک لکڑی کو سانپ بنا دے۔ خدا کے سواء کون ہے جو ایک اشارے سے دریا چیر دے۔ خدا کے سواء کون ہے جو مادر زاد اندھے کو شفا دے دے اور وہ بینا ہو جائے ۔ خدا کے سواء کون ہے جو ایک بے جان مجسمہ کو زندہ کر دے ۔ اور اس کو پروبال آنکھ اور کان عطاء فرما دے ۔ خدا کے سواء کون ہے جو غیب سے مطلع ہو سکتا ہے ۔ خدا کے پیغمبر اس قدرت اور طاقت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایسے کام انجام دیتے ہیں تاکر حق طلب لوگ ان امور کے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے سمجھ جائیں کہ ان کا تعلق اور خاص ربط خدا سے ہے اور اسی کے چنے ہوئے ہیں اور اسی کی طرف سے پیغام لائے ہیں ۔ اس قسم کے کاموں کو معجزہ کہا جاتا ہے ۔ معجزہ ایسا کام ہے کہ جسے خدا کے علاوہ یا اس کے خاص بھیجے ہوے بندوں کے علاوہ کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا۔ جب خدا کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجتا ہے تو کوئی نشانی اور معجزہ اسے دے دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ پہچانا جائے۔ اگر پیغمبر اللہ تعالےٰ کی طرف سے واضح نشانی نہ لائیں تو لوگ انہیں کس طرح پہچانیں اور کس طرح جانیں کہ واقعی یہ خدا کے پیغمبر ہیں؟

سوالات

۱ کیا پیغمبر کے پہچاننے کے لیے کسی خاص نشانی کی ضرورت ہے اور کیوں؟

۲ پیغمبری کی نشانی کا کیا نام ہے؟

۳ حق طلب لوگ کس ذریعے سے پیغمبر کو پہچانتے ہیں؟

۴ معجزہ کسے کہا جاتا ہے؟

۵ مشاہدۂ معجزہ کے بعد کس طرح سمجھا جاتا ہے کہ اس کے لانے والے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں؟

۶ معجزہ کس کی قدرت سے انجام پاتا ہے؟

۷ پیغمبروں کو یہ قدرت کون عنایت کرتا ہے؟

نواں سبق

نوجوان بُت شکن

حضرت ابراہیم علیہ السّلام جس دن کے انتظار میں تھے وہ دن آپہنچا۔ کلہاڑا اٹھا کر بت خانہ کی طرف روانہ ہوئے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ تمام بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ کام بہت خطرناک ہے اور انہیں علم تھا کہ اگر انھیں بُت توڑنے کی حالت میں دیکھ لیں یا بت توڑنے کی آواز سن لیں تو اسی وقت لوگ ان کے گرد ہجوم کریں گے اور انہیں ختم کر دیں گے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السّلام وقت شناس بھی تھے اور جانتے تھے کہ کون سا وقت بت توڑنے کے لیے منتخب کریں لہٰذا جس دن شہر کے تمام لوگ تہوار منانے کے لیے بیابان میں جانے لگے تو انہوں نے چاہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ بیابان لے جائیں لیکن آپ ان کے ساتھ نہ گئے اور کہا کہ میں ناخوش ہوں شہر میں رہنا ہی پسند کرتا ہوں۔ جب تمام لوگ بیابان کو جا چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایک تیز کلہاڑے کو لے کر بت خانے کی طرف گئے اور آہستہ سے اس میں داخل ہوئے۔ وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا بت اور چھوٹے بڑے مختلف اشکال کے مجسمے بت خانے میں رکھے ہوئے تھے جاہل لوگوں نے ان کے سامنے غذا رکھی ہوئی تھی۔ تاکہ بتوں کی نذر کی ہوئی غذا بابرکت ہو جائے اور جب وہ بیابان سے واپس آئیں تو اس غذا کو کھائیں تاکہ بیمار نہ ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ایک نگاہ بتوں پر ڈالی اور جاہل لوگوں کی اس حالت پر افسوس کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ یہ لوگ کس قدر نادان ہیں کہ پتھر اور لکڑی سے بت بناتے ہیں اور پھر جنہیں انہوں نے خود بنایا ہے اس کی پرستش کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے بتوں کی طرف

نگاہ کی اور فرمایا۔ کہ کیوں غذا نہیں کھاتے ؟ کیوں کلام نہیں کرتے ؟ یہ جملہ کہا اور طاقتور ہاتھ سے کلہاڑا اٹھایا اور بتوں کی طرف گئے اور جلدی جلدی بتوں کو زمین پر گرانا شروع کیا صرف ایک بڑے بت کو باقی رہنے دیا اور کلہاڑے کو اس کے کندھے پر ڈال کر بت خانے سے باہر نکل آئے۔ غروب آفتاب کے قریب لوگ بیابان سے واپس آ گئے اور بت خانے کی طرف گئے۔ پہلے تو وحشت زدہ مبہوت اور متحیر کھڑے بتوں کو دیکھتے رہے اس کے بعد بے اختیار چیخنے روئے اور اشک بہائے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کس نے ان بتوں کو توڑا ہے ؟ کس نے اتنا بڑا گناہ انجام دیا ہے ؟ بت غضب ناک ہوں گے اور ہماری زندگی بدنصیبی سے ہم کنار کر دیں گے۔ بت خانے کے پجاری نے یہ تمام رپورٹ نمرود تک پہنچائی۔ نمرود غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ اس واقعہ کی تحقیق کی جائے اور مجرم کو پکڑا جائے۔ حکومت کے عملے نے تحقیق اور تفتیش کی اور گزارش کی کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ایک زمانے سے بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کرتا رہا ہے ممکن ہے کہ یہ بھی اسی نے کیا ہو اور وہی مجرم اور گناہ گار ہو۔ نمرود نے حکم دیا کہ اسے پکڑا جائے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام پکڑے گئے اور نمرود کی عدالت میں لائے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کی عدالت میں

عدالت لگائی گئی۔ جج اور دوسرے ارکان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عدالت میں لایا گیا۔ جج اٹھے اور کہا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ تہوار کے دن بڑے بت خانے کے بت توڑ دیئے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا! اے ابراہیم تمہیں اس واقعہ کے متعلق کیا علم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک گہری نگاہ اس کی طرف کی اور کہا کہ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہے ہو۔ جج نے کہا کہ یہ کس سے

پوچھوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بڑے ٹھنڈے انداز میں فرمایا کہ بتوں سے پوچھو؟ جج نے تعجب سے کہا! کہ بتوں سے پوچھوں؟ ٹوٹے ہوئے بت تو جواب نہیں دیتے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جج کی بات کو سنا اور تھوڑا سا فکر کیا اور پھر کہا کہ دیکھو کہ بتوں کو کس چیز سے توڑا گیا ہے۔ جج کو غصہ آیا اور اپنی جگہ سے اٹھا اور غصے کے عالم میں کہا کہ بتوں کو کلہاڑے سے توڑا گیا ہے لیکن اس کا کیا فائدہ ہم تو چاہتے ہیں کہ معلوم کریں کہ بتوں کو کس نے توڑا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آرام اور سکون سے فرمایا کہ سمجھنا چاہتے ہو کہ کس نے بتوں کو کلہاڑے سے توڑا ہے۔ دیکھو کہ کلہاڑا کس کے ہاتھ میں ہے اور کس کے کندھے پر ہے؟ جج نے کہا کہ کلہاڑا تو بڑے بت کے کندھے پر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بات کو کاٹتے ہوئے فرمایا کہ جتنا جلدی ہو سکے بڑے بت کو عدالت میں حاضر کرو جب کہ وہ خود تو ٹوٹا نہیں ہے۔ جج غضب میں آکر کہنے لگا۔ اے ابراہیم۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کتنے نادان ہو؟ بت تو بات نہیں کرتے بت تو کوئی چیز نہیں سنتے پتھر سے تو کوئی تحقیق نہیں کی جا سکتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس نتیجے کے منتظر تھے۔ کہا۔ کہ تم نے اعتراف کر لیا ہے کہ بت بات نہیں کرتے اور کوئی چیز نہیں سنتے پس کیوں ایسے نادان اور کمزور بتوں کی پرستش کرتے ہو؟ جج کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا تھوڑا سا صبر کیا اور کہا کہ اب ان باتوں کا وقت نہیں۔ بہر حال بت توڑے گئے ہیں اور ہم تمہیں اس کا مجرم سمجھتے ہیں کیوں کہ تم اس سے پہلے بھی بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کرتے رہتے تھے لہذا تمہارا مجرم ہونا عدالت کے لیے ثابت ہے؟ سزا کے لیے تیار ہو جاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پراسرار نگاہ جج کی طرف ڈالی اور فرمایا۔ کہ تم میرے خلاف کوئی دلیل نہیں رکھتے میں بھی تمہاری سزا سے خوف زدہ نہیں ہوں۔

خدائے قدیر میرا محافظ ہے۔ میری نگاہ میں جس نے بھی بت توڑے ہیں وہ تمہارا خیر خواہ تھا اور اس نے اچھا کام انجام دیا ہے وہ چاہتا تھا کہ تمہیں سمجھائے کہ بت اس لائق نہیں کہ ان کی پرستش کی جائے اور میں بھی تمہیں واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ میں بت پرست نہیں ہوں اور بتوں کے ساتھ عقیدہ نہیں رکھتا اور بت پرستی کو اچھا کام نہیں جانتا میں ایک خدا کی پرستش کرتا ہوں وہ ایک خدا جو مہربان ہے اور جس نے زمین اور آسمان اور تمام جہان اور جہان میں موجود ہر چیز کو خلق کیا ہے اور وہی اسے منظم کرتا ہے۔ تمام کام اس کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں میں اس کے حکم کو مانتا ہوں اور صرف اس کی عبادت کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو بعض سامعین پر اثر انداز ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ حق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہے ہم گمراہی اور اشتباہ میں تھے۔ اس لحاظ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک عام مجلس میں لوگوں کے ساتھ گفتگو کی اور ایک گروہ کی راہنمائی فرمائی۔ جج باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف کوئی دلیل نہیں رکھتا تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف حکم دیا۔ کہ حضرت ابراہیم نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کی ہے اور بتوں کو توڑا ہے۔ بتوں کے توڑنے کے جرم میں اسے آگ میں ڈالیں گے اور جلا دیں گے۔ تاکہ راکھ ہو جائے اور اس کا اور اس کے اُن ہاتھوں کا کہ جنہوں نے بت توڑے ہیں نشان تک باقی نہ رہے۔ اس نے یہ فیصلہ لکھا اور اس پر دستخط کیے اور اس حکم کے اجراء کو شہر کے بڑے پجاری کے سپرد کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آتش نمرود

شہر کے بڑے پجاری نے نمرود کی عدالت کے جج کا حکم پڑھا اور کہا! کہ ابراہیمؑ نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کی ہے۔ بتوں کو توڑا ہے۔ اسے بتوں کے توڑنے کے جرم میں آگ میں ڈالیں گے اور جلا دیں گے۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ

علیہ السلام کی طرف منہ موڑا اور کہا ہم تھوڑی دیر بعد تمہیں بتوں کے توڑنے کے جرم میں آگ میں ڈالیں گے ۔ اس آخری وقت میں اگر کوئی وصیت یا سفارش ہو تو کہو ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نورانی چہرے کے ساتھ بہت کامل سکون اور آرام سے بلند آواز میں فرمایا ۔

لوگو ! میری سفارش اور وصیت یہ ہے کہ ایک خدا پر ایمان لاؤ اور بت پرستی چھوڑ دو ۔ ظالموں اور طاقتوروں کی اطاعت نہ کرو صرف خدا کی پرستش کرو اور اس کے فرمان کو قبول کرو ۔ بڑے پجاری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کاٹ دی اور بہت غصّے کے عالم میں کہنے لگا ۔

اے ابراہیمؑ تو اب بھی ان باتوں سے دست بردار نہیں ہوتا ۔ ابھی جل جائے گا اس کے بعد حکم دیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دو ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں پھینک دیا گیا ۔ جاہلوں نے نعرہ لگایا ۔ بت زندہ باد ۔ ابراہیم بت شکن مردہ باد ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ جن کا دل خدا پر ایمان اور عقیدہ سے پُر تھا آسمان اور زمین کے وسط میں دعا کرتے تھے اور فرماتے تھے اے میرے واحد پرودگار ۔ اے مہربان پروردگار ۔ اے میری پناہ ۔ اے وہ ذات کہ جس کا کوئی فرزند نہیں اور تو کسی کا فرزند نہیں ۔ اے بے مثل خدا میں فتح اور کامرانی کے لیے تجھ سے مدد چاہتا ہوں ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس طریقہ سے آگ میں ڈالے گئے اور بڑے پجاری نے لوگوں سے کہا ۔ اے بابل کے شہریو ۔ دیکھا ۔ ہم نے کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جلا دیا ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بت محترم ہیں اور تمام کو بتوں کی پرستش کرنی چاہیئے اور نمرود کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے ۔

اب نمرود کے حکم سے آگ کے بلند شعلے ابراہیمؑ کو راکھ کر دیں گے لیکن اسے

علم نہ تھا کہ اللہ واحد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد فرمائی اور نمرود کی آگ اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو گئی اور اُن کے لیے سلامتی کا گہوارہ بن گئی۔ کافی وقت گذر گیا لوگوں نے حیرت کے عالم میں ایک طرف اشارہ کیا اور کہا کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں چل پھر رہے ہیں۔ ابراہیمؑ نہیں جلے۔ ابراہیمؑ زندہ باد۔ بڑا پجاری تحیّر کے عالم میں اِدھر سے اُدھر دوڑتا تھا؛ اور فریاد کرتا تھا اور نمرود بھی غصّے اور تعجب سے فریاد کرتا تھا اور زمین پر پاؤں مارتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جن کا دل ایمان سے پُر تھا آہستہ آہستہ نیم جلی لکڑیوں اور آگ کے معمولی شعلوں پر پاؤں رکھتے ہوئے باہر آرہے تھے۔ لوگ تعجب اور وحشت کے عالم میں آپ کی طرف دوڑے اور آپ پر نگاہ کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کافی دیر چپ کھڑے رہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ واحد کی قدرت کو دیکھا قادر خدا کے ارادے کا مشاہدہ کیا۔ اب سمجھ لو کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی ارادہ سوائے ذاتِ الٰہی کے ارادے کے غالب اور فتح یاب نہیں ہوتا۔ ضعیف اور نادان بتوں کی عبادت سے ہاتھ اٹھا لو۔ بُت نہ پوجو۔ صرف خدا وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو،،

''غور کیجئے اور جواب دیجئے،،

۱ حضرت ابراہیمؑ لوگوں کے ساتھ بیابان کیوں نہ گئے تھے؟

۲ بتوں کو کیوں توڑا تھا اور بڑے بُت کو سالم کیوں رہنے دیا تھا؟

۳ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کس طرح ثابت کیا تھا کہ بت قابلِ پرستش نہیں ہیں؟

۴ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نمرود کی عدالت میں کس طرح بت پرستوں کو محکوم اور مغلوب کیا؟

۵ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آخری بات نمرود کی عدالت میں کیا تھی؟

۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیّت اور سفارش کیا تھی؟

۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت توڑنے اور عدالت میں گفتگو کرنے کی کیا غرض تھی اور اس سے کیا نتیجہ لیا؟

۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں انہوں نے کیوں ڈالا اور کیا وہ اپنی غرض کو پہنچے؟

۹ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا کہا؟

۱۰ جب آپ آگ سے باہر نکلے تو لوگوں سے کیا پوچھا اور ان سے کیا فرمایا؟

۱۱ کیا صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصود تھا ودا اور بت پرستی کا مقابلہ کریں؟ یا ہر آگاہ انسان کا یہی مقصودِ حیات ہے؟

۱۲ کیا آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بت پرستی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں؟

۱۳ کیا ہمارے زمانے میں بت پرستوں کا وجود ہے اور کس طرح؟

۱۴ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داستان سے کیا درس آپ نے حاصل کیا ہے؟ اور کس طرح آپ اسے عملی طور سے انجام دیں گے اور اس بزرگ پیغمبر کے کردار پر کیسے عمل کریں گے۔

دسواں سبق

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے پیغمبر تھے

پہلے زمانے میں ایک ظالم انسان مصر پر حکومت کرتا تھا کہ جسے فرعون کہا جاتا ہے۔ فرعون ایک خودپسند اور مغرور انسان تھا لوگوں سے جھوٹ کہتا تھا کہ میں تمہارا بڑا خدا اور پروردگار ہوں۔ تمہاری زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے مصر کی وسیع زمین اور یہ نہریں سب میری ہیں تم بغیر سوچے سمجھے اور بغیر چوں چرا کئے میری اطاعت کرو۔ مصر کے نادان لوگ اس کے محکوم تھے اور اس کے حکم کو بغیر چوں چرا کے قبول کرتے تھے اور اس کے سامنے زمین پر گرتے تھے صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو مصر میں رہتی تھی اور خدا پرست تھی فرعون کے سامنے زمین پر نہیں گرتی تھی یعنی اسے سجدہ نہیں کرتی تھی اسی لیے فرعون انہیں بہت سخت کاموں پر مامور کرتا اور یعقوب کی اولاد مجبور تھی کہ بغیر کوئی مزدوری لیے فرعون اور فرعونیوں کے لیے زراعت کریں۔ کام کریں ان کے بہترین محل بنائیں لیکن اس تمام محنت اور کام کرنے کے باوجود بھی فرعون ان پر رحم نہیں کیا کرتا تھا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹتا اور پھانسی پر لٹکاتا تھا۔ ایسے زمانے میں خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو پیغمبری کے لیے چنا۔ خداوند عالم حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ کلام کرتا تھا اور جناب موسیٰ اللہ تعالےٰ کا کلام سنتے تھے۔ اے موسےٰ میں نے تمہیں لوگوں میں سے پیغام پہنچانے کے لیے چنا ہے۔ میری بات کو سُنو۔ میں تیرا پروردگار ہوں میرے سوا کوئی اور خدا نہیں۔ نماز پڑھ اور مجھے اپنی نماز میں یاد کر۔ اس کے

بعد اللہ تعالیٰ نے جناب موسےٰ علیہ السلام سے پوچھا۔ یہ کیا ہے جو تُو نے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا یہ میرا عصا ہے جب تھک جاتا ہوں۔ اس کا سہارا لے کر آرام کرتا ہوں۔ بھیڑ بکریوں کو ہانکتا ہوں اور دوسرے فوائد بھی میرے اس میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اسے اپنے ہاتھ سے پھینکو۔ حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو زمین پر ڈالا۔ بہت زیادہ تعجب سے دیکھا کہ عصا ایک بپھرا ہوا سانپ بن گیا ہے اور منہ کھول رکھا ہے اور آگے بڑھ رہا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام ڈرے اللہ کا حکم پہنچا۔ کہ اسے پکڑو اور نہ ڈرو ہم اسے اپنی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے اور پھر یہ عصا بن جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے پکڑا وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ خداوند عالم نے حکم دیا۔ اے موسےٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا اور جب اسے باہر نکالا تو آپ کا ہاتھ ایک انڈے کی طرح سفید تھا اور چمک رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم پہنچا کہ اے موسیٰ ان دو نشانیوں اور ا گواہوں سے (یعنی ان دو معجزوں کے ساتھ) فرعون کی طرف جاؤ اور اسے دعوت دو کیوں کہ وہ بہت مغرور اور سرکش ہو گیا ہے۔ پہلے اُسے نرمی اور ملائمت کے ساتھ دعوت دینا شاید نصیحت قبول کرے یا ہمارے عذاب سے ڈر جائے اگر کوئی نشانی یا معجزہ طلب کرے تو اپنے عصا کو زمین پر ڈالو اور اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر اسے دکھلاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے قصر میں

فرعون اور اہلیان مصر قصر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام وارد ہوئے فرعون جناب موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے پہچانتا تھا ان کی طرف تھوڑی دیر متوجہ رہا۔ پھر پوچھا

کہ تم موسیٰؑ ہو۔ حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا۔ ہاں۔ میں موسےٰ ہوں۔ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں تاکہ تمہیں ہدایت کروں۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ پر ایمان لے آؤ۔ خود خواہی اور سرکشی کو ترک کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت کرو تاکہ سعادت مند بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو ذلت اور خواری سے نجات دلاؤں۔

فرعون نے غصّے اور تکبّر سے کہا۔ اے موسےٰؑ۔ مگر تیرا خدا کون ہے؟ حضرت موسےٰؑ نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ تجھے اور تیرے باپ دادا کو پیدا کیا ہے۔ تمام موجودات کو پیدا کیا ہے وہی سب کو روزی دینے والا اور ہدایت کرنے والا ہے۔ فرعون حضرت موسےٰؑ کی بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا اپنے آپ کو نادانی میں ڈالا بجائے اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جواب دیتا۔ لوگوں سے جو قصر میں بیٹھے تھے کی طرف رخ کرکے کہا۔

کیا مصر کی بڑی سلطنت میری نہیں۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں کیا تمہاری زندگی اور موت میرے ہاتھ میں نہیں کیا میں تمہیں روزی دینے والا نہیں ہوں؟ اپنے سوا تمہارے لیے میں کوئی پروردگار نہیں جانتا۔ ہمیں حضرت موسےٰؑ کے خدا کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے آرام اور مہربانی سے فرمایا۔ اے لوگو تم اس دنیا کے بعد ایک اور جہان آخرت کی طرف جاؤ گے۔ وہاں ایک اور زندگی ہے۔ تمہیں چاہیے کہ ایسے کام کرو کہ جس سے آخرت کے جہان میں بھی سعادت مند رہو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ آخرت کے جہان اور اس دنیا کے جہان کی بدبختی اور سعادت کے اسباب کو کوئی نہیں جانتا۔ وہ دنیا اور آخرت کے پیدا کرنے والا ہے۔ میں اسی کی طرف سے آیا ہوں اور اسی کا پیغام لایا ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں میں اسی لیے آیا

ہوں تاکہ تمہیں زندگی کا بہترین دستور دوں۔ تاکہ تم دنیا اور آخرت میں اچھی زندگی بسر کرو اور سعادت مند ہو جاؤ۔

فرعون نے بے اعتنائی اور تکبر سے کہا۔ کیا تم اپنی پیغمبری پر کوئی گواہ بھی رکھتے ہو کوئی معجزہ ہے تمہارے پاس؟

حضرت موسےٰ نے فرمایا ہاں اس وقت آپ نے اپنا عصا فرعون کے سامنے ڈالا۔ فرعون اور فرعونیوں نے اچانک اپنے سامنے ایک بپھرا ہوا سانپ دیکھا کہ ان کی طرف آرہا ہے۔ فریاد کرنے لگے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جھکے اور اس بپھرے ہوئے سانپ کو پکڑ لیا اور وہ دوبارہ عصا ہو گیا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے انہوں نے مہلت مانگی۔

آخری فیصلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت کوشش کے باوجود فرعون اور فرعونیوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور اللہ کے حکم سے آخری فیصلہ کیا۔ کہ جیسے بھی ہو بنی اسرائیل کو فرعون اور فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات دلائیں اور پھر بنی اسرائیل کو خفیہ طور پر حکم دیا کہ اپنے اموال کو جمع کریں اور بھاگ جائیں۔ بنی اسرائیل ایک تاریک رات میں حضرت موسےٰؑ کے ساتھ مصر سے بھاگ گئے۔ صبح اس کی خبر فرعون کو ملی۔ وہ غضبناک ہوا اور ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور بنی اسرائیل کا پیچھا کیا تاکہ انہیں گرفتار کر کے تمام کو قتل اور نیست و نابود کر دے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے حکم سے ایک راستہ اختیار کیا اور جلدی سے آگے بڑھنے لگے اتنا سفر کیا یہاں تک کہ سمندر تک پہنچ گئے راستہ بند دیکھا آگے دریا اور پیچھے سے فرعون کا لشکر۔ بہت پریشان ہوئے اور حضرت موسیٰ پر اعتراض کیا اور کہا۔

ہمیں کیوں اس دن کے لیے لے آئے ہو۔ کیوں ہمیں مصر سے باہر نکالا ہے۔ ابھی فرعون کا لشکر پہنچ جائے گا اور ہمیں فنا کر دے گا۔ چوں کہ حضرت موسےٰؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر مکمل یقین تھا فرمایا ہم کبھی فنا نہ ہوں گے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہماری رہنمائی کرے گا اور نجات دے گا۔

فرعون کا لشکر بہت نزدیک پہنچ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰؑ پر وحی کی کہ اے موسےٰؑ اپنے عصا کو سمندر پر مارو۔ حضرت موسےٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا عصا بلند کیا اور سمندر میں مارا اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی دو پاٹ ہو گیا سمندر کی تہہ ظاہر ہو گئی بنی اسرائیل خوشی خوشی سمندر میں داخل ہو گئے اور اس کی تھوڑی دیر بعد فرعون اور اس کا لشکر بھی آ پہنچا بہت زیادہ تعجب سے دیکھا کہ اولادِ یعقوب سمندر کی زمین پر جا رہی ہے تھوڑا سا سمندر کے کنارے ٹھہرے اور اس عجیب منظر کو دیکھتے رہے پھر وہ بھی سمندر میں داخل ہو گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری فرد سمندر سے نکل رہا تھا تو فرعون کی فوج دریا میں داخل ہو چکی تھی۔ دونوں طرف کا پانی بہت مہیب آواز سے ایک دوسرے پر پڑا اور فرعون اور اس کے پیروکار سمندر میں ہلاک ہو گئے اور سمندر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تمام سرکشی اور ظلم کا خاتمہ کر دیا وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ گئے تا کہ آخرت کے جہان میں اپنے ظلم اور ستم کی سزا پالیں اور اپنے برے اعمال کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں ور ظالموں کا انجام یہی ہونا ہے،،

حضرت موسےٰؑ اور تمام پیغمبر خدا کی طرف سے آئے ہیں تا کہ لوگوں کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیں اور آخرت کے جہان سے آگاہ کریں۔ پیغمبر لوگوں کی آزادی اور عدالت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ظلم و ستم کا مقابلہ کرتے ہیں۔

"سوالات"

۱ حضرت موسےٰ علیہ السّلام کا آخری فیصلہ کیا تھا؟

۲ اولادِ یعقوب نے کیوں حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر اعتراض کیا تھا؟ اور کیا کہا تھا اور کیا ان کا اعتراض درست تھا؟

۳ کیا حضرت موسیٰ بھی اولادِ یعقوب کی طرح پریشان ہوئے تھے؟

۴ حضرت موسیٰ نے اولادِ یعقوب کے اعتراض کے جواب میں کیا کہا تھا؟

۵ سمندر کس کے ارادے اور کس کی قدرت سے دو پاٹ ہو گیا تھا اور کس کے حکم اور قدرت سے دوبارہ مل گیا تھا۔ جہان کا مالک اور کس کے ہاتھ میں اس کا انتظام ہے؟

۶ فرعون اور اس کے پیروکار کس کی طرف گئے اور آخرت کے جہان میں کس طرح زندگی بسر کریں گے؟

۷ حضرت موسےٰ اور دوسرے پیغمبروں کی غرض اور ہدف کیا تھا؟

۸ اس غرض اور ہدف پر آپ کس طرح عمل کریں گے؟

گیارھواں سبق

حضرت محمدؐ قریش کے قافلے میں

حضرت محمدؐ آٹھ سال کے بچے ہی تھے کہ آپؐ کے دادا جناب عبدالمطلبؑ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جناب عبدالمطلبؑ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے جناب ابو طالب علیہ السلام سے سفارش کی کہ جناب محمدؐ کی حفاظت اور حمایت کریں اور ان سے کہا کہ محمدؐ یتیم ہیں کہ جو اپنے ماں باپ کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں تاکہ تم اس کی خوب حفاظت اور حمایت کرو اس کا مستقبل روشن ہے اور یہ بہت بڑے مقام پر پہنچے گا۔

حضرت ابو طالبؑ نے اپنے باپ کی سفارش کو قبول کیا اور حضرت محمدؐ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے لی اور مہربان باپ کی طرح آپؐ کی حفاظت کرتے رہے۔ حضرت محمدؐ تقریباً بارہ سال کے تھے کہ اپنے چچا جناب ابو طالبؑ کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلے کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ یہ سفر بارہ سال کے لڑکے جناب محمدؐ کیلئے بہت مشکل اور دشوار تھا لیکن قدرتی مناظر پہاڑوں اور بیابانوں کا دیکھنا راستے کی سختی اور سفر کی تھکان کو کم رہا تھا۔ آپؐ کے لیے وسیع بیابانوں اور اونچے اونچے شہروں اور دیہات کا دیکھنا لذت بخش تھا۔

کاروان بصرہ شہر کے نزدیک پہنچا وہاں قدیم زمانے سے ایک عبادت گاہ بنائی گئی تھی اور ہمیشہ عیسائی علماء میں سے کوئی ایک عالم اس عبادت گاہ میں عبادت میں مشغول

رہتا تھا۔ کیوں کہ حضرت عیسےٰؑ اور دوسرے سابقہ انبیاء نے آخری پیغمبرؐ کے آنے اور اس کی مخصوص علامتوں اور نشانیوں کی خبر دی ہوئی تھی۔ اس عبادت گاہ کا نام دیر تھا۔ اس زمانے میں بحیرا نامی پادری اس دیر میں رہتا تھا اور عبادت میں مشغول تھا۔

جب قریش کا قافلہ دور سے دکھائی دیا تو بحیرا دیر سے باہر آیا اور ایک تعجب انگیز چیز دیکھی۔ قافلے نے آرام کرنے کے لیے اپنا سامان وہاں اتارا۔ کاروان والوں نے اِدھر اُدھر آگ جلائی اور غذا پکانے میں مشغول ہو گئے۔ بحیرا بڑی دقیق نگاہ سے کاروان کے افراد کو دیکھ رہا تھا۔ تعجب انگیز چیز نے اس کی توجہ کو کاملاً جذب کیا ہوا تھا۔ سابقہ روش کے خلاف کہ وہ کبھی بھی کسی قافلے کی پرواہ نہیں کرتا تھا اس دفعہ قافلے والوں کی دعوت کی جب قافلے والے دیر میں داخل ہو رہے تھے تو وہ ہر ایک کو خوش آمدید کہہ رہا تھا اور غور سے ہر ایک کے چہرے کو دیکھتا تھا کہ گویا کسی گم شدہ کی تلاش میں ہے۔ اچانک بلند آواز سے کہا۔ بیٹا آگے آؤ تاکہ میں تجھے اچھی طرح دیکھ سکوں۔ آگے آؤ اور آگے آؤ۔ چھوٹے بچے نے اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کیا ہوا تھا اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور جھکا اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا اور کافی دیر تک نزدیک سے آپؐ کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ آپؐ کا نام پوچھا تو کہا گیا۔ محمدؐ۔ کافی دیر خاموش کھڑا رہا اور ترچھی آنکھوں سے آپؐ کو بار بار دیکھتا رہا۔ اس کے بعد بہت احترام سے جناب محمدؐ کے سامنے بیٹھا اور آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور کئی ایک سوال کیے اچھی طرح تحقیق اور جستجو کی آپؐ کے چچا سے بات کی اور دوسروں سے بھی کئی ایک سوال کیے۔ اس نے اپنی گمشدہ چیز کو حاصل کر لیا تھا۔ اور بہت خوش دکھائی دیتا تھا! ابو طالبؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ یہ بچہ روشن مستقبل رکھتا ہے اور بہت بڑے رتبے پر پہنچے گا۔ یہ بچہ وہی پیغمبر ہے جس کی سابقہ انبیاء نے آنے کی خبر دی ہے۔ میں نے کتابوں میں اس کی نشانیاں پڑھی ہوئی ہیں اور یہ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں۔ بہت جلد پیغمبری کے لیے مبعوث ہونگے اور ان کا دن تمام عالم ...

کی حفاظت اور نگہداشت میں احتیاط کرنا۔

قافلے نے آرام کرنے کے بعد اپنے اسباب کو باندھا اور چل پڑا۔ بحیرا دیر کے باہر کھڑا تھا اور جناب محمدؐ کو دیکھ رہا تھا اور رشک بہا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد قافلہ آنکھوں سے غائب ہو گیا بحیرا اپنے کمرے میں واپس لوٹا اور اکیلے بیٹھے غور اور فکر میں ڈوب گیا۔

"سوالات"

١ جناب ابو طالبؑ کا حضرت محمدؐ سے کیا رشتہ تھا اور جناب عبد المطلبؑ کے بعد کونسی ذمہ داری انہوں نے اٹھائی تھی؟

٢ جناب عبد المطلبؑ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے جناب ابو طالبؑ سے کیا کہا؟ اور کیا سفارش کی؟

٣ بحیرا کس کا منتظر تھا؟ کس شخص کو دیکھنا چاہتا تھا؟ کہاں سے وہ آپؐ کو پہچانتا تھا؟

٤ بحیرا نے قافلے کی کیوں دعوت کی؟

٥ آپ کی نگاہ میں بحیرا جناب محمدؐ کو کیوں دوست رکھتا تھا۔ جب وہ تنہا ہوا تو کیا فکر کر رہا تھا؟

بارھواں سبق

مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ

ایک دن قریش کے سردار مسجد الحرام میں اکٹھے تھے اتنے میں ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور فریاد کی۔ اے لوگو۔ اے جوانو۔ اے سردارو۔ تمام چپ ہو گئے تاکہ اس مسافر کی بات کو اچھی طرح سن سکیں۔ اس نے کہا۔ اے مکہ کے لوگو۔ کیا تم میں کوئی جواں مرد نہیں؟ کیوں میری فریاد کو کوئی بھی نہیں آتا؟ کیوں کوئی میری مدد نہیں کرتا؟

میں دور سے تمہارے شہر میں جنس لایا ہوں تاکہ اسے فروخت کر کے اس کے پیسے سے اپنے خاندان کی زندگی کے وسائل اور خوراک مہیا کروں۔ میری اولاد میرے انتظار میں ہے تاکہ ان کے لیے لباس اور خوراک لے جاؤں کل تمہارے سرداروں میں سے ایک کی اولاد نے مجھ سے جنس خریدی میں نے جنس اس کے گھر لے جا کر اسی کی تحویل میں دی جب جنس کے پیسے کا مطالبہ کیا تو اس نے مجھے کہا چپ رہو اور بات مت کرو ——— !میں اس شہر کے سرداروں میں سے ہوں اگر تو چاہتا ہے کہ اس شہر میں آمد و رفت رکھے اور امن سے رہے تو مجھ سے اس کے پیسے نہ لے۔ میں نے جب اصرار کیا تو اس نے مجھے گالیاں دیں اور مارا پیٹا۔ کیا یہ درست ہے کہ طاقتور کمزوروں کا حق پائمال کریں۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک طاقتور آدمی میری محنت کی حاصل کردہ کمائی کو لے لے اور میری اولاد کو بھوکا رکھے۔ میری فریاد رسی کوئی نہیں کرتا؟

کسی کو جرأت نہ تھی کہ اس مسافر آدمی کی کوئی مدد کر سکے کیوں کہ طاقتور اسے بھی مارتے پیٹتے تھے کیوں کہ اس زمانے میں مکہ کسی حکومت کے ماتحت نہ تھا بلکہ ہر ایک اپنے

قبیلے کی حمایت اور دفاع کیا کرتا تھا لہٰذا مسافروں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوتا تھا اور ظالم اور طاقتور ان پر ظلم کرتے اور ان کے حق کو پائمال کیا کرتے تھے۔

اس قریش کے اجتماع میں سے حضرت محمدؐ کے چچا زبیر اٹھے اور اس مظلوم کی بات کی حمایت کی اور کہا کہ ہمیں مظلوموں کے لیے کوئی فکر کرنی چاہیئے اور ان کی مدد کے لیے کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہر آدمی اس حالت سے بیزار ہے اور چاہتا ہے کہ کمزور اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرے آج عصر کے وقت عبداللہ کے گھر اکٹھے ہوں۔

اس دن کی عصر کو ان لوگوں کا ایک گروہ جو انصاف پسند اور سمجھ دار تھے عبداللہ کے گھر اکٹھے ہو گئے اور طاقتوروں کے ظلم کے بارے میں بات چیت کی اور ظلم اور ستم کے روکنے کے لیے ایک معاہدہ طے کیا تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے کمزور اور بے سہارا لوگوں کی حمایت کریں۔ معاہدہ لکھا گیا اور تمام نے دستخط کیئے اس کے بعد تمام کے تمام اس طاقتور سردار کے گھر گئے اور اس سے اس مسافر کی جنس کی قیمت وصول کی اور اسے دے دی۔ وہ آدمی خوشحال ہو گیا اور اپنے اہل وعیال کے لیے لباس اور خوراک خریدی اور اپنے گھر واپس لوٹ گیا۔ ہمارے پیغمبر گرامیؐ ان افراد میں سے ایک موثر اور فعال رکن تھے کہ جنہوں نے وہ معاہدہ طے کیا تھا اور آخر عمر تک اس معاہدے کے وفادار رہے۔ حضرت محمدؐ اس معاہدے کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے مظلوموں کی حمایت کے معاہدے میں شرکت کی تھی اور جب تک زندہ رہوں گا اس کا وفادار رہوں گا بہت قیمتی اور وزنی معاہدہ تھا۔ میں اسے بہت دوست رکھتا ہوں اور اس معاہدے کی اہمیت کو مال وزر سے زیادہ قیمتی جانتا ہوں اور اس معاہدہ کو ایسے وسیع وعریض میدان کہ جسے قیمتی اونٹوں سے پر کر دیا گیا ہو کے عوض بھی توڑنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ ہمارے پیغمبر اس وقت بیس سال کے جوان تھے اور ابھی تک اعلانِ رسالت نہیں فرمایا تھا۔

"غور کیجیے اور جواب دیجیے"

۱ مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ کس کی تحریک پر تشکیل پایا؟

۲ اس سردار زادہ نے کون سا ظلم کیا تھا۔ جنس کے فروخت کرنے والے نے اپنا روپیہ وصول کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

۳ طاقت کا کیا مطلب ہے۔ اگر کوئی آپ پر ظلم کرے تو آپ کیا کریں گے کوئی مثال یاد ہو تو بیان کریں۔

۴ کبھی آپ نے کسی مظلوم کی حمایت کی ہے؟

۵ ہمارے پیغمبرؐ کی عمر اس وقت کتنی تھی اور اس معاہدے کے متعلق کیا فرمایا کرتے تھے؟

۶ اگر کسی بچے پر ظلم ہوتے دیکھیں تو آپ کیا کریں گے اور کس طرح اس کی مدد کریں گے؟

۷ اگر دیکھیں کہ بچے کسی حیوان کو تکلیف دے رہے ہیں تو کیا کریں گے اور اس حیوان کی کس طرح مدد کریں گے؟

۸ اس واقعہ سے کیا درس ملتا ہے۔ ہم پیغمبر علیہ السلام کی کس طرح پیروی کریں؟

تیرھواں سبق

پیغمبر اسلامؐ کی بعثت

مکہ شہر کے نزدیک ایک بلند اور خوبصورت پہاڑ ہے کہ جس کا نام حراء ہے۔ حراء میں ایک چھوٹی سی غار ہے جو اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ حضرت محمدؐ اعلان رسالت سے قبل کبھی نہ کبھی اس غار میں جاتے تھے اور اس پرسکون جگہ پر خلوت میں عبادت اور تفکر کیا کرتے تھے۔ رات کو غار کے نزدیک ایک چٹان پر کھڑے ہو جاتے اور بہت دیر تک مکہ کے صاف آسمان اور خوبصورت ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھتے رہتے اور خلقت کے جہان کی عظمت اور جلال کا تماشا کیا کرتے اس کے بعد غار میں جاتے اور اس بزرگ جہان کے خالق کے ساتھ راز و نیاز کیا کرتے اور کہتے۔ پروردگارا۔ اس عظیم جہان سورج اور خوبصورت ستاروں کو تو نے بلاوجہ پیدا نہیں کیا۔ ان کی خلقت سے کسی غرض اور غایت کو نظر میں رکھا ہے۔

ایک دن بہت سہانا سحری کا وقت تھا۔ حضرت محمدؐ اس غار میں عبادت کر رہے تھے کہ پیغمبری کی عظمت کو اپنے تمام کمال کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ اللہ کا فرشتہ جناب جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آسمانی صدا میں کہا۔

اے محمدؐ! آپ اللہ کے پیغمبر ہیں ۔ میرے اللہ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو شرک اور بت پرستی اور ذلت اور خواری سے نجات دیں اور ان کو آزادی اور خدا پرستی کی عظمت اور توحید کی دعوت دیں ۔ اے محمدؐ۔ آپ خدا کے پیغمبر ہیں لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف بلائیں۔

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جبرائیل کو دیکھا اور جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام لے کر آئے تھے۔

اس کے بعد روشن قلبی ایمان سے لبریز دل کے ساتھ حراء پہاڑی سے نیچے اترے اور اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ کی شفیق اور مہربان بیوی جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا خندہ پیشانی سے آپؐ کے نورانی اور ہشاش بشاش چہرے کو دیکھ کر خوشحال ہو گئیں۔ حضرت محمدؐ جو اب خدا کے پیغمبر ہو چکے تھے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا!

"کہ میں حراء پہاڑ پر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرشتے جناب جبرائیل کو دیکھا ہے کہ وہ آسمانی صدائیں مجھے کہہ رہا تھا کہ اے۔ محمدؐ تو اللہ کا پیغمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو شرک اور بت پرستی اور ذلت اور خواری سے نجات دے اور ان کو آزادی اور یگانہ پرستی اور توحید کی دعوت دے۔"

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اپنے سچے اور امین شوہر سے کہا۔ مجھے اس سے پہلے علم تھا۔ کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور میں اس عظیم دن کے انتظار میں تھی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے آپکیؐ پیغمبری کی بشارت دی ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمے بہت اہم ذمہ داری دی ہے میں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہوں اور آپکیؐ پیغمبری پر ایمان لاتی ہوں اور تمام حالات میں آپکیؐ مددگار اور حامی رہوں گی! حضرت علیؑ جو ایک سمجھ دار اور زیرک نوجوان تھے، نے حضرت محمدؐ کی پیغمبری پر ایمان کا اظہار کیا اور یہ پہلے انسان تھے کہ جنھوں نے اسلام اور ایمان کا اظہار کیا۔ ایک مدت تک مسلمانوں کی تعداد ان تین افراد سے زیادہ نہ تھی لیکن ان تینوں افراد نے جو عالی ہمت اور آہنی ارادے کے مالک تھے۔ پورے بت پرستی اور بے دینی کے ماحول سے مقابلہ کیا۔ ابتدائی دور میں صرف یہی تینوں افراد نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور لوگوں کی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے خدائے وحدہٗ لاشریک سے

گفتگو اور راز و نیاز کیا کرتے تھے۔

ایک شخص کہتا ہے کہ ایک دن میں مسجد احرام میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت انسان مسجد میں وارد ہوا اور آسمان کی طرف نگاہ کی اور کھڑا ہو گیا ایک نوجوان اس کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا اور اس کے بعد ایک عورت آئی اور اس کی پشت پر کھڑی ہو گئی۔ کچھ دیر کھڑے رہے اور کچھ کلمات کہتے رہے اس کے بعد جھکے اور پھر کھڑے ہو گئے اور پھر بیٹھ گئے اور اپنے سر زمین کی طرف نیچے کئے رکھے۔ میں نے بہت تعجب کیا اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا۔ عباس۔ یہ کون ہیں! اور کیا کر رہے ہیں۔

عباس نے کہا کہ وہ خوبصورت انسان جو آگے کھڑا ہے۔ محمدؐ میرے بھائی کا لڑکا ہے وہ عورت خدیجہ اس کی باوفا بیوی ہے اور وہ نوجوان علیؑ ہیں جو میرے دوسرے بھائی کا لڑکا ہے۔ محمدؐ کہتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبری کے لیے چنا ہے۔ یہ عورت اور وہ نوجوان اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کے دین کو قبول کر لیا ہے۔ ان تین آدمیوں کے علاوہ اس کے دین پر اور کوئی نہیں ہے۔ محمدؐ کہتا ہے کہ دین اسلام تمام جہان کے لوگوں کے لیے ہے اور بہت جلدی لوگ اس دین کو قبول کر لیں گے اور بہت لوگ مسلمان ہو جائیں گے"۔

ہمارے پیغمبر گرامیؐ ستائیس رجب کو پیغمبری کے لیے مبعوث ہوئے اس دن کو مبعث کا دن کہا جاتا ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱ ہمارے پیغمبرؐ مبعوث ہونے سے پہلے عبادت اور تفکر کے لیے کہاں جایا کرتے تھے؟ اور کن چیزوں کو دیکھا کرتے تھے اور خدا سے کیا کہا کرتے تھے؟

۲ کبھی آپ نے ستاروں سے پُر آسمان کو دیکھا ہے۔ اور پھر کیا غور و فکر کیا ہے؟

۳ جو فرشتہ جناب محمدؐ کے لیے پیغام لایا تھا اس کا نام کیا تھا؟

۴ جناب محمدؐ کس حالت میں حراء پہاڑی سے نیچے اترے اور اپنی رفیقہ حیات جناب خدیجہ سے کیا کہا؟

۵ آپؐ کی بیوی نے آپؐ کی بات سننے کے بعد کیا کہا؟

۶ پیغمبر اسلامؐ کس عمر میں پیغمبری کے لیے چنے گئے تھے؟

۷ مبعث کا دن کونسا دن ہے۔ کیا آپ نے اس عظیم دن کو کبھی جشن منایا ہے یا اس کی مناسبت سے کسی جشن میں شریک ہوئے ہیں؟

چودھواں سبق

اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت

جب پیغمبر علیہ السلام حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ والہٖ پیغمبری کے لیے مبعوث ہوئے تو تین سال تک مخفی طور سے دین اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ آپ اطراف مکہ مسجد الحرام کے گوشہ و کنار میں بعض لوگوں سے اسلام کی گفتگو فرماتے اور انہیں دین اسلام سمجھاتے اور اس کی تبلیغ کرتے رہتے تھے جہاں بھی کسی لائق اور فہمیدہ آدمی کو دیکھتے اس کے سامنے اپنی پیغمبری کا اظہار کرتے اور اسے بت پرستی اور ظلم وستم کرنے سے روکتے اور ظالموں کے ظلم وستم کی برائی ان سے بیان کرتے اور محروم اور ضعیف لوگوں کے لیے دلسوزی اور چارہ جوئی فرماتے آپ لوگوں سے فرماتے:

"میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں۔ مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ تمہاری راہنمائی کروں اور اس ناگوار حالات سے تمہیں نجات دلواؤں اور تمہیں آزادی اور خدا پرستی اور توحید کی طرف دعوت دوں اور رہبری کروں۔ اس عظیم مقصد میں میری مدد کرو"

پیغمبر علیہ السلام کی اس تین سال کی کوشش سے مکہ کے لوگوں میں سے بعض لوگوں نے دین اسلام کو قبول کیا۔ اور مخفی طور سے مسلمان ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالی سے آپؐ کو حکم ملا کہ اب آپ اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دین اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت محمدؐ نے اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق اپنے قریبی رشتہ داروں کو جو تقریباً چالیس آدمی تھے اپنے گھر بلایا۔ اس معین دن میں تمام مہمان آپؐ کے گھر آئے۔ آنحضرتؐ نے خندہ پیشانی سے

انہیں خوش آمدید کہا اور بہت محبت سے ان کی پذیرائی کی کھانا کھانے کے بعد پیغمبر علیہ السلام چاہتے تھے کہ کوئی بات کریں لیکن ابولہب نے مہلت نہ دی اور لوگوں سے کہا ہوشیار رہنا کہیں محمدؐ تمہیں فریب نہ دے دے یہ کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تمام لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور اس سے مجلس کا شیرازہ بکھر گیا۔ جب مہمان آپؐ کے گھر سے باہر نکلے تو ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے۔ دیکھا محمدؐ نے کس طرح ہماری مہمان نوازی کی۔ بہت عجیب تھا کہ تھوڑی خوراک بنائی تھی لیکن اس معمولی غذا سے ہم تمام سیر ہو گئے واقعی کتنا بہترین اور خوش مزہ کھانا بنایا تھا! ایک کہتا کہ کیسے اس معمولی خوراک سے ہم تمام سیر ہو گئے دوسرا ابولہب سے غصّے کے عالم میں کہتا کہ کیوں تم نے مجلس کا شیرازہ بکھیر دیا کیوں تو نے محمدؐ کی بات نہ سننے دی اور کیوں غذا کھانے کے فوراً بعد اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت محمدؐ کے گھر سے باہر نکل آئے۔

دوسرے دن حضرت محمدؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اس دن مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تاکہ میں اللہ کا پیغام سناؤں تم دوبارہ غذا بناؤ اور تمام رشتہ داروں کو مہمانی کے لیے بلاؤ شاید اللہ کا پیغام ان تک پہنچا سکوں اور آزادی اور سعادت مندی کی طرف ان کی رہبری کر سکوں۔ دوسری مہمانی کا دن آپہنچا مہمان پہنچ گئے پیغمبر اسلامؐ نے پہلے دن کی طرح انہیں مہربانی اور محبت سے خوش آمدید کہا اور خوشروئی سے ان کی پذیرائی کی۔ کھانا کھانے کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے مہمانوں سے اصرار کے ساتھ تقاضا کیا کہ بیٹھے رہیں اور میری بات کو سنیں۔ ایک گروہ آرام سے بیٹھا رہا لیکن دوسرے گروہ جیسے ابولہب وغیرہ نے شور و غل شروع کر دیا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ان سے فرمایا توجہ کرو۔ توجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اور تمام جہان کے لیے پیغام لایا ہوں۔ آزادی کا پیغام۔ سعادت مندی کا پیغام اے میرے رشتہ دارو! تم آخرت کے جہان میں اچھے کاموں کے عوض جزاء پاؤ گے اور برے کاموں کے عوض سزا پاؤ گے۔ خوبصورت بہشت نیک لوگوں کے لیے ہمیشہ کے لیے ہے اور برے لوگوں کے لیے ابدی جہنم کا عذاب ہے۔ اے میرے رشتہ دارو۔ میں دنیا اور

آخرت کی تمام خوبیوں کو تمہارے لیئے لایا ہوں۔ کوئی بھی اس سے بہتر پیغام تمہارے لیے نہیں لایا کون ہے کہ میری اس راستے میں مدد کرے تاکہ میرا بھائی وصی اور وزیر اور میرا جانشین اور خلیفہ قرار پائے۔

تمام مہمان چپ بیٹھے تھے کسی نے بھی اس آسمانی دعوت کا جواب نہیں دیا۔ صرف! حضرت علیؑ نے کہ جن کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی۔ اٹھے اور کہا۔ اے خدا کے پیغمبرؐ۔ میں حاضر ہوں کہ تمہاری مدد کروں اور میں حاضر ہوں کہ آپ کی اعانت کروں۔ پیغمبرؐ نے محبت کے انداز میں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا اور پھر اپنی گفتگو کو دوبارہ حاضرین کے لیے دھرایا اور آخر میں دوبارہ پوچھا کون میری اس کام میں مدد کرنے کے لیے تیار ہے تاکہ میرا بھائی اور وزیر اور وصی اور جانشین اور خلیفہ ہو؟ اس دفعہ بھی پیغمبر اسلام کی اس آسمانی دعوت کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ تمام چپ بیٹھے رہے؛

حضرت علی علیہ السلام نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے۔ محکم ارادے اور جذبے بھرے انداز میں کہا۔ یا رسول اللہؐ! میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی مدد کروں میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی اعانت کروں۔ پیغمبر علیہ السلام نے محبت بھری نگاہ اس فدا کار نوجوان پر ڈالی اور اپنی بات کا تیسری بار پھر تکرار کیا اور کہا۔ اے میرے رشتہ دارو! میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں تمہارے لیے لایا ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں خدا پرستی اور توحید کی دعوت دوں! کون ہے کہ اس کام میں میری مدد کرے تاکہ وہ میرا بھائی اور وزیر، وصیؑ اور جانشین اور خلیفہ ہو۔ اس دفعہ بھی تمام خاموش تھے فقط حضرتؑ علی علیہ السلام ان کے درمیان سے اٹھے اور محکم ارادے سے کہا! یا رسول اللہؐ! میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی مدد کروں۔ میں آپ کی تمام کاموں میں مدد کروں گا۔ اس وقت مہمانوں کی حیرت زدگی کے عالم میں پیغمبر گرامی قدر نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور ان کے مدد کے معاہدہ اور پیمان کو قبول فرمایا اور مہمانوں میں اعلان کیا۔ کہ یہ نوجوان میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ اس کی بات کو سنو اور اس پر عمل کرو۔ بہت سے مہمان ناراض

ہوئے وہاں سے اٹھے اور ہنستے اور تمسخر اڑاتے تھے اور ابو طالبؑ سے کہتے تھے کہ آج سے علیؑ تیرا حاکم ہو گیا ہے۔ محمدؐ نے حکم دیا ہے۔ کہ تم اپنے بیٹے کی باتوں کو سنو اور اس پر عمل کرو اور اس کی پیروی کرو۔

''سوالات''

۱ پیغمبر اسلامؐ لوگوں کو ابتدا میں اسلام کے لیے کیسے مدعو کرتے تھے اور کتنے عرصہ تک ایسا کرتے رہے؟

۲ پیغمبر اسلامؐ لوگوں کو کس غرض اور ہدف کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان سے کیا چاہتے تھے؟

۳ تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ کا آپؐ کو کیا حکم ملا۔؟

۴ پیغمبر اسلامؐ نے حکم کی تعمیل کے لیے کیا کیا؟

۵ جب مہمان گھر سے باہر نکلتے تھے تو ایک دوسرے کو کیا کہتے تھے اور ابولہب کو کیا کہتے تھے؟

۶ دوسرے دن کی مجلس میں پیغمبرؐ نے اپنے رشتہ داروں سے کیا فرمایا تھا اور ان سے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟

۷ کس نے پیغمبرؐ کی دعوت کا مثبت جواب دیا اور کیا کہا؟

۸ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کا تعارف کس عنوان سے کروایا؟

۹ مہمانوں نے حضرت رسولؐ کی بات کا کیا مطلب سمجھا کہ اسے جناب ابو طالبؑ سے کس انداز میں کہنا شروع کیا؟

اپنے دوستوں کو بلائیے یہ واقعہ ان کو سنائیے اور اس موضوع میں ان سے گفتگو کیجئے تا کہ اس پیغام کے پہنچانے میں آپ اپنی ذمہ داری کو ادا کر سکیں؟

پندرھواں سبق

صبر اور استقامت

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور جو تھے بھی ان کی اکثریت فقیر، کارکن اور مزدور قسم کے لوگوں کی تھی لیکن اللہ اور اس کے پیغمبرؐ پر صحیح اور پختہ ایمان لا چکے تھے۔ اللہ پر ایمان کو قیمتی سرمایہ جانتے تھے۔ دین اسلام کی عظمت کے قائل تھے اور اس عظیم دین اسلام کی حفاظت کے لیے کوشش کرتے تھے اور اسلام کی ترقی کے لیے جان کی قربانی تک پیش کر دیتے اور استقامت دکھلاتے تھے۔ وہ صحیح بامراد، مستقل مزاج اور فدا ہونے والے انسان تھے۔

مکہ کے طاقتور اور بت پرست نئے نئے مسلمان ہونے والوں کا مذاق اڑاتے اور گالیاں دیتے اور ناروا کلمات کہتے تھے ان کو بہت سخت کاموں پر لگاتے اور تکالیف پہنچاتے تا کہ دین اسلام سے دست بردار اور کافر ہو جائیں۔ لوہے کی زرہ ان کے بدن پر پہناتے اور پہاڑ اور میدان کے درمیان تپتے سورج کے سامنے کھڑا کیے رکھتے زرہ گرم ہو جاتی اور ان کے جسم کو جلا ڈالتی پھر ان کو اسی حالت میں پتھروں اور گرم ریت پر گھسیٹتے اور کہتے کہ دین اسلام کو چھوڑ دو اور حضرت محمدؐ کو ناروا اور ناسزا کلمات کہو تا کہ ہم تمہیں ایسے شکنجے میں نہ ڈالیں لیکن وہ فداکار مسلمان تھے اور سخت شکنجوں کو برداشت کرتے تھے۔ لیکن وہ اللہ پر ایمان اور حضرت محمدؐ کی پیروی سے دست بردار نہ ہوتے۔ انہوں نے اتنا صبر اور استقامت کا ثبوت دیا کہ مکہ کے بہانہ باز بت پرست تھک گئے اور اپنی کمزوری اور پریشانی کا اظہار کیا۔ ان بہادر مسلمانوں کا ایمان اور استقامت تھی کہ جس نے اسلام کو نابود ہونے کے خطرے سے محفوظ رکھا۔ عمار ایسے ہی بہادر مسلمانوں میں ایک تھے۔ ظالم بت پرست اسے اور اس کے باپ یاسر اور اس کی

ماں سمیہؓ کو پکڑ کر شہر سے باہر لے جاتے اور گرم اور جلا دینے والی ریت پر مکّہ کے اطراف میں دوپہر کے وقت مختلف اذیتیں دیتے۔ عمار کی ماں کہ جس پر ہمارے بہت درود و سلام ہوں، پہلی عورت ہیں جو اسلام کے راستے میں شہید ہوئیں۔ جب پیغمبرؐ انکی دردناک اذیتوں سے مطلع ہوتے اور ان فداکار مسلمانوں کا دفاع نہ کرسکتے تھے تو ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور فرماتے کہ صبر اور استقامت سے کام لو۔ اپنے ایمان اور عقیدے کو محفوظ رکھو کیونکہ سب نے آخرت ہی کی طرف لوٹنا ہے اور تمہارے لیے اللہ کا وعدہ بہشت بریں ہے یہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے آخر کار تم ہی کامیاب ہو گے۔ بلال بھی ان بہادر اور فداکار مسلمانوں میں سے ایک تھے وہ دین اسلام کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ ظالم انسان انھیں دوپہر کے وقت جلتی دھوپ میں ریت پر لٹاتے اور بہت بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتے اور ان سے مطالبہ کرتے کہ وہ دین اسلام سے پھر جائیں اور خدا اور پیغمبر اسلامؐ کو ناسزا کلمات کہیں اور بتوں کی عظمت بیان کریں لیکن وہ بجائے اس کے کہ اسلام کا انکار کرتے اور بتوں کی تعریف کرتے ہمیشہ یہی کہتے۔ احد۔ احد۔ یعنی ایک خدا۔ ایک خدا۔ صمد۔ صمد۔ یعنی بے نیاز اور محتاجوں کی پناہ گاہ خدا۔

اسلام کے فدائیوں نے تکلیفیں دیکھیں اور مصیبتیں جھیلیں اور اس طرح سے دین اسلام کی حفاظت کی اور اسے ہم تک پہنچایا۔ اب دین اسلام کے راستے میں ہماری فداکاری اور جہاد کا وقت ہے۔ دیکھیں کس طرح ہم اتنی بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآء ہوتے ہیں۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ وہ مسلمان جو صحیح اور سچا ایمان لائے تھے اُنکی صفات کیسی تھیں؟

۲ بت پرست مسلمانوں کو کیوں تکالیف اور اذیت پہنچاتے تھے؟

۳ صبر کا کیا مطلب ہے۔ ان سچے مسلمانوں کا دین کے راستے میں صبر کس طرح تھا؟

۴ اسلام میں پہلے شہید کا نام کیا ہے اور وہ کس طرح شہید ہوا؟

۵ ہمارے پیغمبرؐ نے ان فداکار مسلمانوں سے کیا فرمایا اور ان کی کیسے دلجوئی فرمائی؟

۶ بلال کون تھے۔ بت پرست ان سے کیا چاہتے تھے اور وہ جواب میں کیا کہتے تھے؟

۷ دین اسلام کی صحیح مسلمانوں نے کس طرح حفاظت کی؟

۸ اسلام کے قوانین کی حفاظت اور اس کے دفاع کے بارے میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

سولھواں سبق

دین اسلام کا تعارف

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ مکّہ کے بت پرست ان مسلمانوں سے دشمنی اور مخالفت کرتے تھے اور انہیں تکلیف پہنچاتے تھے۔ مسلمانوں کے پاس چونکہ قدرت اور طاقت نہ تھی وہ ان بت پرستوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں تاکہ اس ملک میں دین اسلام پر آزادانہ عمل کر سکیں اسی نظریہ کے تحت گروہ در گروہ کشتی پر سوار ہوتے اور مخفی طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کر جاتے۔

حبشہ کا بادشاہ نجاشی تھا (نجاشی حبشہ کے چند ایک بادشاہوں کا لقب تھا) یہ عیسائی تھا مسلمانوں کے وہاں جا پہنچنے سے باخبر ہوا تو ان کو مہربانی اور خوش اخلاقی سے پناہ دی۔ جب مکہ کے بت پرستوں کو مسلمانوں کے ہجرت کر جانے کی اطلاع ملی تو بہت ناراض اور غضب ناک ہوئے۔ دو آدمیوں کو بہت زیادہ قیمتی تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کو وہاں سے پکڑ کر مکہ واپس لے آئیں۔ وہ دو آدمی حبشہ آئے اور نجاشی کے پاس گئے اور اس کی تعظیم بجا لائے اور اسے تحائف پیش کئے۔ نجاشی نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے دیدار کے لیے مکہ کے شہر سے آئے ہیں ہمارے نادان جوانوں میں سے ایک تعداد ہمارے دین سے خارج ہو گئی ہے اور ہمارے بتوں کی پرستش سے ہاتھ اٹھا لیا ہے یہ آپ کے ملک میں بھاگ کر آ گئے ہیں مکہ کے اشراف اور سردار آپ سے تقاضا کرتے ہیں کہ ان کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ان کو ہم اپنے شہر لے جائیں

اور انہیں سزا اور تنبیہ کریں۔ نجاشی نے ان دونوں سے کہا کہ مجھے تحقیق کرنی ہوگی۔ اس کے بعد نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے محل میں دعوت دی اور عیسائی علماء کے سامنے ان سے سوالات کئے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارا اس سے پہلے کیا دین تھا۔ اب تمہارا کیا دین ہے۔ کیوں ہمارے ملک میں ہجرت کی ہے۔ جناب جعفر ابن ابی طالبؑ نے جو ایک فداکار اور مومن جوان تھے جواب دیا۔ کہ ہمارے شہر میں طاقت ور کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ بت پرست ہیں مُردار گوشت کھاتے ہیں۔ بُرے اور ناپسندیدہ کام انجام دیتے ہیں! اپنوں کے ساتھ باوفا اور مہربان نہیں ہیں۔ ہمسایوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک پیغمبر جو ہمارے درمیان سچائی اور امانت میں مشہور ہے بھیجا ہے وہ ہمارے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے دین اسلام لایا ہے۔ دین اسلام ... اسوقت نجاشی نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور تھوڑا سا آگے بڑھا تاکہ غور سے سُنے کہ دین اسلام کیا ہے۔ اور کیا کہتا ہے۔

جناب جعفر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے اور ایک نگاہ عیسائی علماء کی طرف کی اور کہا کہ دین اسلام ہمیں کہتا ہے کہ بت پرستی نہ کرو اور ایک خدا کی عبادت کرو اور صرف اسی کے حکم کو قبول کرو۔ دین اسلام ہمیں کہتا ہے کہ سچے بنو۔ امانت دار بنو۔ وفادار ہو جاؤ۔ رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی کرو۔ ہمسایوں سے اچھائی کرو۔ کسی کا ناحق خون نہ بہاؤ۔ بُرے کاموں سے دور رہو۔ کسی کی بدگوئی نہ کرو۔ کسی کو گالیاں نہ دو۔ لغو اور بیہودہ کلام نہ کرو۔ یتیم کا مال ظلم سے نہ کھاؤ۔ نماز پڑھو اور اپنے مال کا کچھ حصّہ اچھے کاموں میں خرچ کرو۔ نجاشی اور عیسائی علماء خوب غور سے سن رہے تھے اور آپ کی گفتگو سے لذّت حاصل کر رہے تھے لیکن وہ ! دو آدمی غصّے سے اپنے ہونٹوں کو چبا رہے تھے اور غصّے کے عالم میں مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔

جناب جعفر نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اے حبشہ کے بادشاہ دین اسلام کو حضرت محمدؐ اللہ کی طرف سے لائے ہیں۔ ہم نے اسے قبول کیا ہے۔ اور خدا اور اس کے پیغمبرؐ پر ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں۔ مکہ کے بت پرست اس سے ناراض ہوئے اور جتنا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی اور اذیتیں دیں۔ ہم مجبور ہوئے کہ اپنے شہر سے ہجرت کر کے اس ملک میں پناہ لیں تاکہ اللہ تعالٰی کی عبادت کر سکیں اور اپنے مذہب کے اعمال اور عبادات کو آزادانہ طور پر بجا لاسکیں۔

نجاشی حضرت جعفر کی گفتگو سن کر خوش ہوا اور کہا کہ آپ کے پیغمبرؐ کے کلام اور جناب عیسٰے علیہ السلام کے کلام کا سرچشمہ ایک ہے۔ دونوں اللہ کے کلام ہیں۔ تم اس ملک میں آزاد ہو۔ تم اپنے دین کے اعمال کو اور عبادت کو آزادانہ انجام دے سکتے ہو۔ اور دین اسلام پر باقی رہو۔ واقعی کتنا اچھا دین ہے۔

اس کے بعد ان دو بت پرستوں کو آواز دی اور کہا کہ میں رشوت نہیں لیتا جو چیزیں تم لائے تھے انہیں اٹھا لو اور جلدی یہاں سے چلے جاؤ۔

یقین جانو کہ میں مسلمانوں کو تمہارے حوالہ نہیں کروں گا جتنا جلدی ہو مکہ لوٹ جاؤ۔ بہت زیادہ جلدی؛

وہ دو آدمی تحائف کو لیکر شرمندہ باہر نکلے اور چلے گئے۔

"سوالات"

۱ ہجرت کے کیا معنی ہیں۔ مسلمانوں نے کیوں ہجرت کی۔

۲ حبشہ کے بادشاہ کا کیا دین تھا۔ اور مسلمانوں کو کیوں واپس نہ کیا۔

۳ جعفر کون تھے انہوں نے عیسائی علماء کے سامنے پیغمبرؐ اور دین اسلام کے متعلق کیا گفتگو کی؟

۴ اگر آپ سے دین اسلام اور پیغمبرؐ کے بارے میں سوال کیا جائے تو کیا جواب دیں گے۔؟
اسلام اور پیغمبرؐ کا کیسے تعارف کروائیں گے؟

۵ نجاشی نے جناب جعفر کی گفتگو سننے کے بعد کیا کہ بت پرستوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور
کیا ان کے تحائف کو قبول کر لیا۔ اور کیوں؟

سترھواں سبق

مظلوم کا دفاع

ایک بوڑھا آدمی کسی بیابان میں رہتا تھا۔ اونٹوں کی پرورش اور نگہبانی کرتا تھا۔ اونٹوں کو شہروں میں لے جاکر بیچتا اور اس سے اپنے گھر بار اور بچوں کی ضروریات کی خریداری کرتا تھا۔ ایک دفعہ اونٹوں کو لیکر مکہ گیا۔

لوگ اس کے اردگرد جمع تھے اور اونٹوں کی قیمت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک ابوجہل آیا اور دوسروں کی پرواہ کئے بغیر اس بوڑھے آدمی سے کہا کہ اونٹ صرف مجھے فروخت کرنا! صرف مجھے! سمجھ گئے! دوسروں نے جب ابوجہل کی کرخت لہجے میں بات سنی تو سب وہاں سے چلے گئے اور اسے اس بوڑھے اونٹ فروش کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا۔ ابوجہل نے کہا کہ اونٹ میرے گھر لے آؤ۔ اس بوڑھے آدمی نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور اونٹ اس کے گھر پہنچا دیئے اور روپے کا تقاضا کیا۔ ابوجہل نے بلند آواز میں کہا کون سا روپیہ۔ میں اس شہر کا سردار ہوں۔ اگر چاہتے ہو پھر مکہ آؤ اور اونٹ فروخت کرو تو تمہیں چاہیئے کہ اونٹوں کا روپیہ مجھ سے نہ لو! سمجھ گئے! بوڑھے آدمی نے کہا کہ یہی اونٹ میرا سارا سرمایہ ہیں۔ میں نے ان کی پرورش اور حفاظت میں بہت مصیبتیں اٹھائی ہیں اس سرمایہ سے چاہتا تھا کہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے روزی مہیا کروں۔ اسلئے تمہیں زیب نہیں دیتا کہ میں خالی ہاتھ اور بے چارہ لوٹ جاؤں اور تمام زندگی اور کام سے رہ جاؤں۔ چونکہ ابوجہل ایک ظالم اور خودپسند آدمی تھا بجائے اس کے کہ اس کا حق ادا کرتا۔

غضب ناک ہو کر کہا کہ تم نے وہ نہیں سنا جو میں نے کہا ہے! بہت جلدی یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ کوڑوں سے تیرا جواب دوں گا۔! سمجھ گئے! اس بوڑھے آدمی نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور بیٹھتا ہوں تو ممکن ہے کہ مار بھی کھاؤں۔ مجبور ہو کر وہ اس ظالم بے رحم کے گھر سے اٹھ کر چلا گیا۔ راستے میں اپنے واقعہ کو چند گزرنے والوں سے بیان کیا اور ان سے مدد مانگی لیکن کوئی بھی اس کی مدد کرنے کو تیار نہ ہوا۔ بلکہ وہ جواب دیتے کہ ابوجہل ہمارا شہری ہے۔ وہ قریش میں سے طاقتور آدمی ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔ وہ بوڑھا آدمی گلی کوچہ میں سرگردان جا رہا تھا کہ مسجد الحرام تک پہنچ گیا۔ وہاں قریش کی عمومی مجلس میں ابوجہل کی شکایت کی۔ دو آدمیوں نے از راہ مذاق اس بوڑھے آدمی سے کہا۔ اس آدمی کو دیکھو۔ یہ محمدؐ ہے! اس نے کہنا شروع کیا ہے کہ میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں۔ وہ ابوجہل کا دوست ہے! وہ تیرا حق ابوجہل سے لے سکتا ہے۔ جاؤ اس کے پاس! وہ جھوٹ بول رہے تھے۔ ہمارے پیغمبرؐ ابوجہل کے دوست نہ تھے بلکہ اس کے اور اس کے کاموں کے دشمن تھے۔ خدا نے حضرت محمدؐ کو پیغمبری کے لیے چنا تھا کہ وہ ظالموں کے دشمن رہیں اور ان کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اور بہادر نیک لوگوں کی مدد سے ظالموں اور خود پسندوں کو ختم کریں۔ خدا نے حضرت محمدؐ کو لوگوں کی راہبری کے لیے بھیجا تھا تاکہ اجتماع میں عدل اور انصاف کو برقرار رکھیں اور لوگ آزادانہ خدا کی پرستش کریں وہ جھوٹ بول رہے تھے لیکن بوڑھا مظلوم انسان ان کی باتوں کو صحیح خیال کر رہا تھا وہ سمجھتا تھا کہ واقعی حضرت محمدؐ ابوجہل کے دوست ہیں لہٰذا وہ بوڑھا آدمی حضرت محمدؐ کے پاس آیا تاکہ آپ سے مدد کرنے کی درخواست کرے۔ جو لوگ قریش کی عمومی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہنس رہے تھے اور مذاق کر رہے تھے اور کہتے تھے کون ہے جو ابوجہل سے بات کر سکتا ہے؟ وہ قریش کا طاقتور انسان ہے کسی کو جرأت نہیں کہ اس کی مخالفت کرے۔ ابوجہل محمدؐ کو بھی مارے گا اور وہ شرمندہ واپس لوٹیں گے۔ وہ بوڑھا آدمی حضرت محمدؐ کے پاس پہنچا اور اپنی سرگزشت بیان کی

اور آپ سے مدد چاہی۔ حضرت محمدؐ نے اُس کی شکایت کو غور سے سنا اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ۔ وہ بوڑھا آدمی پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ابوجہل کے گھر پہنچا کچھ آدمی تھوڑے فاصلے پر ان کے پیچھے ہو لیے تاکہ دیکھیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ابوجہل کے گھر پہنچے اونٹوں کی آواز ابوجہل کے گھر سے سنائی دے رہی تھی۔ حضرت محمدؐ نے دروازہ کھٹکھٹایا ابوجہل نے سخت لہجے میں کہا کہ کون ہے! دروازہ کھولو۔ محمدؐ ہوں! بوڑھے آدمی نے جب ابوجہل کی سخت آواز سنی تو چند قدم پیچھے ہٹ کر علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کی اور پھر تیز نگاہ سے اسے دیکھا۔ اور سخت غصے کی حالت میں فرمایا۔ اے ابوجہل! کیوں اس آدمی کے اونٹوں کے پیسے نہیں دیتے ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد بلند آواز سے کہا کہ کیوں کھڑے ہو۔ جلدی کرو اس کے پیسے دو۔ ابوجہل گھر گیا۔ جو لوگ دور کھڑے تھے۔ انہوں نے گمان کیا کہ ابوجہل اندر گیا ہے تاکہ چابک یا تلوار اٹھا لائے گا لیکن ان کی امید کے برعکس وہ پریشان حالت میں گھر سے باہر آیا۔ اور لرزتے ہاتھ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بوڑھے آدمی کو دے دی۔ بوڑھے آدمی نے وہ تھیلی لے لی۔

حضرت محمدؐ نے اس سے فرمایا کہ تھیلی کو کھولو اور روپیہ گن کر دیکھو کہیں کم نہ ہوں۔ اس بوڑھے آدمی نے روپیہ گنا اور کہا کہ پورے ہیں۔ اور حضرت محمدؐ کا شکریہ ادا کیا۔ جو لوگ دور سے اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے انہوں نے تعجب کیا اس کے بعد جب ابوجہل کو دیکھا تو اسے ملامت کی اور کہا کہ محمدؐ سے ڈر گیا تھا! کتنا ڈرپوک ہے تو۔

ابوجہل نے جواب میں کہا وہ جب میرے گھر آئے اور غصے سے مجھے دیکھا اور میرے اوپر فریاد کی اس قدر خوف اور اضطراب مجھ پر طاری ہوا کہ میں مجبور ہو گیا کہ ان کے حکم پر عمل کروں اور اونٹوں کی قیمت ادا کروں۔

اگر تم میری جگہ ہوتے تو اس کے سوا کوئی چارہ تمہارے لیے بھی نہ ہوتا۔

اس دن کے بعد جب بھی ابوجہل اور اشراف مکہ اکٹھے مل کر بیٹھتے حضرت محمدؐ اور آپ کے اصحاب کے متعلق گفتگو کرتے تو کہتے کہ محمدؐ کے پیروکاروں کو اتنی تکلیف دیں گے کہ وہ محمدؐ کو تنہا چھوڑ دیں اور دین اسلام سے دست بردار ہو جائیں۔ محمدؐ کو اتنا تنگ کریں کہ پھر وہ ہم سے مقابلہ نہ کر سکیں۔ اور کمزوروں کا حق ہم سے وصول نہ کر سکیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ کیا تکلیف دینے اور اذیتیں پہنچانے سے سچے مسلمانوں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا تھا؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ نے ان سے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔
کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پھر حضرت محمدؐ نے مظلوموں کی مدد نہیں کی۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ کیا ہمارے پیغمبرؐ ابوجہل کے دوست تھے۔ خدا نے آپؐ کو کس غرض کے لیے پیغمبری کے لیے چنا تھا؟
۲ لوگوں نے اس بوڑھے آدمی کی مدد کیوں نہ کی؟
۳ جب وہ آدمی لوگوں سے مدد مانگتا تھا تو اس کو کیا جواب ملتا تھا اور کیا ان کا جواب درست تھا اور اگر درست نہیں تھا کیوں؟
۴ اگر کوئی تم سے مدد اور امانت چاہے تو اسے کیا جواب دو گے؟
۵ تم نے آج تک کسی مظلوم کی مدد کی ہے اور کس طرح؟ بیان کیجئے؟

۶ ہمارے پیغمبرؐ ابوجہل سے کیسے پیش آئے اور اس سے کیا فرمایا؟

۷ پیغمبر علیہ السّلام کے اس کردار سے آپ کیا درس لیتے ہیں اور کس طرح پیغمبرؐ کے اس کردار کی آپ پیروی کریں گے؟

۸ بت پرستوں نے کیوں ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو اذیتیں پہنچائیں گے؟

اٹھارھواں سبق

خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ

اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت محمدؐ کو پیغمبری کے لیے چنا ہے انہیں اپنا آخری پیغمبر قرار دیا ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ گرامی قدر نے اس ابتدائی دعوت کے وقت سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود کو آخری نبی ہونے کا اعلان کر دیا تھا یعنی اعلان کیا تھا کہ میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ تمام وہ لوگ جو ابتداء اسلام میں آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے اور مسلمان ہوئے تھے جانتے تھے کہ آپ خدا کے آخری پیغمبر ہیں۔ قرآن کریم نے بھی جو اللہ کا کلام اور پیغمبرؐ کا دائمی معجزہ ہے۔ حضرت محمدؐ کو آخری پیغمبر بتلایا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ کہ محمدؐ رسول خدا اور خاتم النبین ہیں لہذا جو مسلمان ہیں اور قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں حضرت محمدؐ کو اللہ کا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام کا پروگرام اتنا دقیق اور کامل ہے کہ حق طلب انسانوں کو ہمیشہ اور ہر وقت تک سعادت اور کمال تک پہنچاتا ہے۔ وہ خدا جو تمام انسانوں کی ضروریات کو تمام زمانوں میں جانتا تھا قرآن کے تربیتی پروگرام کو اس طرح دقیق اور کامل منظم کیا ہے کہ انسان کے کمال کی ضروریات مہیا کر دی ہیں اسی لیے جتنا بھی انسان ترقی کر جائے اور اس کے علم و کمال میں زیادتی ہو جائے پھر بھی قرآن کا جو اللہ کا کلام اور اس کی طرف سے ہدایت ہے، محتاج ہے جیسے

اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات جیسے پانی سورج ہوا وغیرہ ہمیشہ اور ہر حالت میں محتاج ہیں۔

انسان کی تربیت اسلامی کا پروگرام قرآن میں ہے اور قرآن آسمانی کتابوں کی آخری کتاب ہے اور دین اسلام کی ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے کہ جس کی خداوند عالم نے فداکار مسلمانوں کی مدد سے محافظت کی ہے اور ہم تک پہنچا یا ہے۔ یہ عظیم کتاب انسان کی تربیت کا کامل ترین پروگرام ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو آخری آسمانی دین اور ہمارے پیغمبرؐ کو آخری پیغام لے آنے والا بتلایا ہے

دو ان مطالب کو دیکھتے ہوئے مندرجہ ذیل جملے مکمل کیجیے ،،

۱ اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت محمدؐ کو پیغمبری کے لیے چنا ہے انہیں .... دیا ہے

۲ ہمارے پیغمبر گرامی قدر نے اسکا ابتدائی .... اعلان کر دیا تھا۔

۳ قرآن کریم نے بھی جو اللہ کا کلام اور پیغمبر کا دائمی معجزہ .... بتلایا ہے۔

۴ لہذا ہم جو مسلمان ہیں .... شمار کرتے ہیں

دو نیچے دیئے ہوئے سوالوں کو پڑھیے اور اس درس کے مطالب کو توجہ سے پڑھنے کے بعد ان کا جواب دیجیے

۱ کیا کوئی ایسی کتاب ہے کہ جو راہنمائی اور ہدایت کا تمام انسانوں کے لیے تمام زمانوں میں پروگرام رکھتی ہو ؟ اور کس طرح ؟ ۔ اس کا جواب ہاں میں ہوگا کیونکہ

خدا جو تمام انسانوں کی تمام زمانوں میں ضروریات کو جانتا ہے قرآن کو ....

۲ کیا لوگ ہمیشہ کے لیے قرآن کی راہنمائی اور ہدایت کے محتاج ہیں ؟

جواب ؛ ہاں ہیں ہے کیوں کہ قرآن کے ہم اسی طرح ....

۳ پیغمبر گرامی قدر نے ابتدائے اسلام سے اپنے آپ کو کس طرح سے متعارف کرایا؟

جواب : خود کو آخری پیغمبر ہونا بتلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں میرے..............

۴ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو آخری دین اور پیغمبر گرامی قدر کو آخری پیغمبر کیوں بتلایا؟

جواب : کیوں کہ قرآن دین اسلام کی ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے............

انیسواں سبق

قرآن اللہ کا کلام ہے

اگر آپ بھی وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ ایک دانشمند خانہ کعبہ کے نزدیک کھڑا تھا اور تھوڑی سی روئی ہاتھ میں لے کر کان میں دے رہا تھا اور پھر اسے دباتا تھا وہ مکہ میں نو وارد تھا اس کے دوست اس کی ملاقات کے لیے گئے اور مکہ کی تازہ خبر ناراضگی اور اضطراب کے ساتھ اسے بتائی گئی تھی اور اس سے کہا کہ محمدؐ امین کو پہنچانتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لایا ہوں۔ محمدؐ کہتا ہے کہ بتوں میں تو کوئی قدرت ہی نہیں کہ جنہیں تم پوجتے ہو۔ بتوں کی پرستش کو چھوڑ دو اور ظالموں کے سامنے نہ جھکو اور عاجزی کا اظہار نہ کرو۔ وہ کہتا ہے کہ تم سب کے سب اللہ کی مخلوق ہو صرف اسی کی پرستش کرو۔ تمہارا مالک خدا ہے اور تم اپنے آپ کو دوسروں کے اختیار میں قرار نہ دو۔ صاحب قدرت اور ظالم لوگ تم پر کوئی فضیلت نہیں رکھتے آنکھ بند کر کے ان کی اطاعت کیوں کرتے ہو اور کیوں ان کی غیر معقول باتوں کو سنتے اور مانتے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اب غلام ہمارے حکم کو نہیں مانتے اور ہماری اطاعت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور حضرت محمدؐ کے پیروکار ہیں اور ظلم و ستم کے سامنے نہیں جھکیں گے۔

اے بڑے عقلمند اور دانشمند انسان تم ہرگز اس سے بات نہ کرنا اور اس کی گفتگو نہ سننا، ہمیں ڈر ہے کہ تجھے بھی گمراہ نہ کر دے یہ روئی لو اور اپنے کانوں میں ڈال لو اور اس کے بعد مسجد الحرام میں جانا۔ ازدی قبیلہ کے اس عالم اور دانشمند نے روئی لی اور خانہ کعبہ

کی زیارت کے لیے مسجد الحرام کی طرف چل پڑا۔ خانہ کعبہ کے نزدیک پہنچا تو روئی اپنے کانوں میں رکھی اور طواف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ طواف کی حالت میں محمدؐ امین کو دیکھا کہ کچھ پڑھ رہا ہے اس کے لبوں کی حرکت کو میں دیکھ رہا تھا لیکن ان کی آواز کو نہیں سن رہا تھا میں ان کے ذرا نزدیک ہوا آپ کے پاک اور زیبا چہرے کو دیکھا آپ جو کچھ پڑھ رہے تھے اس کی بھنبھناہٹ میرے کان تک پہنچی میں آپ کا مجذوب ہو گیا کہ کیوں محمدؐ کی باتوں کو نہ سنوں؟ کتنا اچھا ہے کہ روئی کو کانوں سے نکال دوں اور آپ کی باتوں کو سنوں۔ اگر ٹھیک ہوئیں قبول کر لوں گا اور اگر ٹھیک نہ ہوئیں تو چھوڑ دوں گا۔ میں نے روئی کانوں سے نکالی جو کچھ محمدؐ پڑھ رہے تھے کان دھرے عمدہ کلمات اور خوش آواز کے سننے سے متزلزل ہوا۔ جو کچھ پڑھ رہے تھے وہ کلام ختم ہو گیا۔ آپؐ اپنی جگہ سے اٹھے اور مسجد الحرام سے باہر نکل پڑے میں بھی آپؐ کے ساتھ مسجد الحرام سے باہر آیا راستے میں آپؐ سے بات کی یہاں تک کہ آپؐ کے گھر پہنچ گیا۔ گھر کے اندر آیا آپ کا ایک سادہ کمرہ تھا وہاں بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہوا۔ میں نے کہا۔ اے محمدؐ۔ میں نے ان کلمات کی جو آپؐ پڑھ رہے تھے بھنبھناہٹ تو سنی تھی لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ اس میں سے کچھ حصہ میرے سامنے پڑھیں، واقعی کتنا اچھا کلام آپؐ پڑھ رہے تھے۔ محمدؐ امین نے جو میری بات کو غور سے سن رہے تھے۔ تبسم فرمایا اور کہا۔ وہ کلام میرا نہ تھا بلکہ میرے خدا کا ہے۔ تم بت پرست مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے چالیس سال تم میں گزارے ہیں اور میں امانت داری اور سچائی میں معروف تھا۔ تم سب جانتے ہو کہ میں نے کسی سے درس نہیں پڑھا اب اس قسم کے زیبا کلمات اور پر معنی کلام تمہارے لیے لایا ہوں کیا وہ علماء اور دانشمند جنہوں نے سالہا سال درس پڑھا ہے اس قسم کا کلام لا سکتے ہیں؟ کیا تم خود اس قسم کا کلام بنا سکتے ہو؟ اگر تھوڑا سا غور کرو تو سمجھ جاؤ گے کہ یہ کلام میرا نہیں ہے بلکہ میرے خدا کا ہے کہ جس نے مجھے پیغمبری کے لیے چنا ہے۔ یہ عمدہ اور پر مطلب کلام اللہ کا پیغام ہے اور میں صرف اس پیغام کا لانے والا ہوں

تمہارے اور تمام انسانوں کے لیے یہ آزادی کا پیغام ہے اور سعادت کی خوشخبری ہے اب تم اللہ کے پیغام کو سنو! محمدؐ امین نے ان ہی عمدہ اور پر مطلب کلمات میں سے کچھ میرے لیے پڑھے۔ عجیب کلام تھا میں نے اس قسم کا کلام ہرگز نہیں سنا تھا تھوڑا سا میں نے فکر کیا اور میں سمجھا کہ اس کلام کو محمدؐ نے نہیں گھڑا اور کوئی بھی انسان اس قسم کا عمدہ اور پر مغز کلام نہیں کہہ سکتا اور بنا سکتا میں نے یقین کے ساتھ سمجھا کہ حضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں۔ میں ان پر ایمان لایا ہوں اور دین اسلام کو قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کو تسلیم کر لیا۔

جانتے ہو کہ جب مسلمان ہو گیا تو میرے دوستوں نے مجھ سے کیا کہا اور مجھ سے کیا پوچھا۔ اور مجھ سے کیا سلوک کیا

بیسواں سبق

قرآن پیغمبر علیہ السلام کا دائمی معجزہ ہے

ہمارے پیغمبر کا دائمی معجزہ قرآن ہے۔ سمجھ دار انسان قرآنی آیات کو سن کر یہ سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی آیات خود پیغمبر علیہ السلام کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہیں۔ سمجھ دار اور حق طلب لوگ قرآن کے سننے اور اس کی آیات میں غور کرنے سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ سے ایک خاص ربط کی وجہ سے اس قسم کا عمدہ اور پر مغز کلام لائے ہیں۔ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے! اگر اس قرآن میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تمہیں شک ہو یعنی یہ گمان کہ یہ اللہ کا نہیں ہے اور ایک معمولی انسان کا کلام ہے تو اس قسم کا ایک سورہ قرآن کی سورتوں کی طرح بنالاؤ! ایک اور جگہ خدا قرآن میں فرماتا ہے! اگر تمام مخلوق اکٹھی ہو جائے اور ایک دوسرے کی مدد کرے کہ قرآن جیسی کوئی کتاب بنائیں تو ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ کوئی بھی مخلوق کتنی ہی ترقی کر جائے پھر بھی ہے تو اسکی مخلوق کہ جسے اُن مخصوص کاموں کی قدرت نہیں ہو سکتی کہ انھیں اللہ تعالیٰ انجام دیتا ہے اسی لیے آج تک کوئی بھی قرآن کی مانند کوئی کتاب نہیں لا سکا اور نہ ہی آئندہ لا سکے گا۔ اب جب کہ اتنا بڑا معجزہ پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کا ہمارے پاس ہے ہمیں اس کی قدر و منزلت پہچانی چاہیئے اور اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ اسے پڑھیں اور اس کے مطالب سے آشنا ہوں اور اس کی راہنمائی کو قبول کریں اور اس آسمانی کتاب کو اپنی زندگی کا راہنما قرار دیں تاکہ دنیا اور آخرت میں سعادت مند زندگی بسر کر سکیں۔

سوالات

۱ وہ دانشمند انسان کیوں اپنے کان میں روئی ڈالتا تھا؟ اس کے دوستوں نے اسے کیا کہا تھا؟

۲ اپنے آپ سے اس نے کیا کہا کہ جس کے بعد اس نے اپنے کانوں سے روئی نکال ڈالی؟

۳ وہ آدمی کیوں پیغمبر علیہ السّلام کے ساتھ چل پڑا؟

۴ پیغمبر علیہ السلام نے اسے اپنے گھر کیا فرمایا۔ کس طرح اس کے سامنے وضاحت کی کہ قرآن خدا کا کلام ہے؟

۵ اس آدمی نے کیسے سمجھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کے متعلق اس نے کیا فکر کی؟

۶ جب اس نے جان لیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے تو اس نے کیا کیا؟

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ قرآن پیغمبر کا دائمی معجزہ ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

۲ حق طلب لوگوں نے قرآن کی آیات میں فکر کرنے سے کیا سمجھا؟

۳ انھوں نے کس طرح سمجھا کہ قرآن کے لانے والا خدا کا پیغمبر ہے؟

۴ خداوند عالم قرآن کے معجزے ہونے میں کیا فرماتا ہے؟

۵ خدا کس طرح واضح کرتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؟

۶ کیا لوگ قرآن جیسی کتاب بنا سکتے ہیں؟

۷ قرآن کی قدر کرنے سے کیا مراد ہے۔ قرآن کا کس طرح احترام کریں؟

اکیسواں سبق

سبق آموز کہانی

دو بھائی

ایک نیک اور مہربان دوسرا مغرور اور خود پسند اور بد کردار

ایک دولت مند انسان دنیا سے انتقال کر گیا اس کی وافر دولت اس کے دو لڑکوں کو ملی۔ ان میں سے ایک دین دار اور عاقل جوان تھا۔ دانا اور عاقبت اندیش تھا۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتا تھا۔ اپنی دولت سے آخرت کے جہان کے لیے فائدہ حاصل کرتا۔ اپنے مال کے واجب حقوق دیا کرتا اور فقیروں اور غریبوں کی مدد کرتا۔ ان کو سرمایہ اور کام مہیا کیا کرتا تھا۔ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی دولت سے مدد کرتا۔ نیک کاموں میں سبقت لیجاتا۔ مسجد بناتا۔ ہسپتال اور مدرسہ بناتا طالب علموں کو تحصیل علم کے لیے مال دیتا اور علماء کی زندگی کے مصارف برداشت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ کام اللہ تعالے کی رضا اور خوشنودی کے لیے انجام دیتا ہوں۔ یہ کام میرے آخرت کے جہان کے لیے ذخیرہ ہیں۔ دوسرا لڑکا نادان اور حریص تھا جو کچھ ہوتا تھا اس کو اپنے لیے ہی رکھتا باغ اور کھیتی بناتا بہترین مکان بناتا لیکن اپنے نادار رشتہ داروں کی کبھی دعوت نہ کرتا اور ان سے میل جول نہ رکھتا اپنے مال کے واجب حقوق ادا نہ کرتا۔ غریبوں کے سلام کا جواب نہ دیتا۔ نیک کاموں میں شریک نہ ہوتا اور کہتا کہ مجھے کام ہے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس مغرور انسان کے دو بہت بڑے باغ تھے جو خرما اور انگور اور دوسرے میوہ دار درختوں سے پُر تھے۔ پانی کی نہریں اس کے باغ کے کنارے سے گزرتی تھیں۔

ان باغوں کے درمیان بڑی سرسبز کھیتی تھی کہ جس میں مختلف قسم کی سبزیاں بوئی ہوئی تھیں۔ جب یہ دولت مند بھائی اپنے دوسرے بھائی کیساتھ اپنے باغ میں جاتا تو سرسبز میوے سے لدے ہوئے بلند درختوں کو دیکھ کر خوش ہوتا اونچی آواز میں ہنستا اور اپنے نیک بھائی کا مذاق اڑاتا اور کہتا! کہ تو غلطی کرتا ہے کہ اپنی دولت دوسروں کو دے دیتا ہے! لیکن میں اپنی دولت کسی کو نہیں دیتا جس کے نتیجے میں ان باغات اور زیادہ دولت کا مالک ہوں۔ واقعی کتنا بڑا یہ باغ اور کتنی زیادہ دولت! کیا کہنا! میں ہمیشہ اچھی زندگی گزارتا ہوں۔ یہ دولت تو ختم ہونے والی نہیں جو میرے پاس ہے۔

مجھے گمان نہیں کہ قیامت بھی ہے اور جہانِ آخرت بھی! اور اگر قیامت ہو بھی تو بھی خدا مجھے اس سے بہتر دے گا اس کا نیک بھائی اسے کہتا۔ کہ آخرت کی نعمتیں کسی کو مفت نہیں ملتیں۔ چاہیے کہ اعمال صالحہ اور کار خیر بجالاؤ تاکہ آخرت کے جہان میں استفادہ کرکے نجات پاسکو۔ زیادہ دولت نے تجھے خدا سے غافل کر دیا ہے۔ میرے بھائی تکبر نہ کر غریبوں کے سلام کا جواب دیا کر فقیروں کی دست گیری کیا کر اتنی بڑی دولت سے آخرت کے لیے فائدہ اٹھا نیک کاموں میں شریک ہوا کر یہ نہ کہا کر کہ میرے پاس وقت نہیں ہے! نہیں کر سکتا! مجھے کام ہے! گناہ اور مستی نہ کیا کر اللہ کے غضب سے ڈر ممکن ہے خدا کوئی عذاب بھیجے اور یہ تمام دولت اور نعمت تجھ سے لے لے اس وقت پشیمان ہوگا لیکن اس وقت کی پشیمانی فائدہ مند نہ ہوگی۔

لیکن اس کا وہ مغرور بھائی اس عاقل اور نیک بھائی کی نصیحت نہ سنتا اور اپنے ناروا کاموں میں مشغول رہتا۔ ایک دن وہ مغرور شخص اپنے باغ میں گیا جب وہاں پہنچا تو بہت دیر ساکت کھڑا رہا اور گھور گھور کر دیکھتا رہا ایک چیخ ماری اور گر پڑا۔ جی ہاں۔ خدا کا عذاب نازل ہو چکا تھا اور باغ کو ویران کر گیا تھا۔ باغ کی دیواریں گر چکی تھیں اونچے درخت اور اس کی شاخیں اور میوے جل چکے تھے اور ......

جب ہوش میں آیا تو گریہ وزاری کی اور افسوس کیا اور کہنے لگا۔ کاش! کہ میں اپنے بھائی کی باتوں کو سنتا! کاش! میں اپنی دولت خدا کے راستے پر خرچ کرتا! کاش! کہ میں نیک کاموں میں شریک ہوتا اور واجب حقوق ادا کرتا۔ میرے ہاتھ سے دولت نکل گئی اب نہ دنیا میں میرے پاس کوئی چیز ہے اور نہ آخرت میں! یہ ہے اس دولت کا انجام جو اللہ کے راستے اور اس کے نیک بندوں پر خرچ نہ ہو۔ یہ سب میرے تکبّر اور نادانی کا نتیجہ ہے۔

ایک تربیتی کہانی

ظالم حریص قارون

قارون حضرت موسےٰ علیہ السلام کے رشتہ داروں میں سے تھا اور بظاہر اس نے آپ کا دین بھی قبول کیا ہوا تھا؛ نماز پڑھتا تھا۔ تورات پڑھتا تھا لیکن ریاکار اور کمزور عقیدے کا انسان تھا۔ مکمل ایمان نہیں رکھتا تھا۔ چاہتا تھا کہ لوگ اس سے خوش فہمی رکھیں تاکہ انہیں فریب دے سکے۔ قارون فصلوں کو پیشگی سستا خرید لیتا اور بعد میں انہیں مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ معاملات میں کم تولتا دھوکا اور بے انصافی کرتا۔ سود کھاتا اور جتنا ہو سکتا تھا لوگوں پر ظلم کیا کرتا اس قسم کے کاموں سے بہت زیادہ دولت اکٹھی کرلی تھی اور اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا تھا قارون خداپرست نہ تھا بلکہ دولت پرست تھا اپنی دولت عیش اور عشرت میں خرچ کرتا تھا بہت عمدہ محل بناتا اور ان کے درو دیوار کو سونے اور مختلف قسم کے جواہرات سے مزیّن کرتا حتیٰ کہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سونے اور جواہرات سے زینت دیا کرتا۔ قارون کے پاس سینکڑوں غلام اور کنیزیں تھیں اور ان کے ساتھ بُرا سلوک کرتا اور انہیں مجبور کرتا کہ اس کے سامنے زمین پر گر پڑیں اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیں۔ بعض دانا مومن اسے نصیحت کرتے اور کہتے کہ اے قارون یہ تمام باغ اور ثروت کس لیے ہے؟ یہ سب دولت اور مال کس لیے ذخیرہ کر رکھا ہے؟ کیوں لوگوں پر اتنے ظلم ڈھاتا ہے؟ خدا کو کیا جواب دے گا؟ لوگوں کا حق کیوں پامال کرتا

ہے؟ غریبوں اور ناداروں کی کیوں مدد نہیں کرتا؟ نیک کاموں میں کیوں قدم نہیں اٹھاتا؟

قارون غرور اور تکبر میں جواب دیتا کہ کسی کو ان باتوں کا حق نہیں پہنچتا۔ میں اپنی دولت خرچ کرتا ہوں، مومن اسے وعظ کرتے اور کہتے کہ اتنی بڑی دولت حلال سے اکٹھی نہیں ہوتی اگر تو نے بے انصافی نہ کی ہوتی اگر تو نے سود نہ کھایا ہوتا تو اتنا بڑا سرمایہ نہ رکھتا بلکہ تو بھی دوسروں کی طرح ہوتا اور ان سے کوئی خاص فرق نہ رکھتا؛

قارون جواب میں کہتا نہیں! میں دوسروں کی طرح نہیں؛ میں چالاک اور محنتی ہوں میں نے کام کیا ہے اور دولت مند ہوا ہوں دوسرے بھی جائیں کام کریں زحمت اٹھائیں تاکہ وہ بھی دولت مند ہو جائیں۔ میں کس لیے غریبوں کی مدد کروں لیکن مومن اس کی رہنمائی کے لیے پھر بھی کہتے! کہ تم لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتے جبکہ اتنے دولت مند ہوئے ہو اگر تم مزدوروں کے حق دیتے تو اتنے ثروت مند نہ ہوتے اور وہ اتنے فقیر اور خالی ہاتھ نہ ہوتے اب بھی اگر چاہتے ہو کہ سعادت مند اور عاقبت بخیر ہو جاؤ تو اپنی دولت کو مخلوق خدا کی آسائش اور ترقی میں خرچ کرو۔ دولت کا انبار لگا لینا اچھا نہیں دولت کو ان راستوں میں کہ جسے خدا پسند کرتا ہے خرچ کرو۔ لیکن قارون مومنین کا مذاق اڑاتا اور ان کی باتوں پر ہنستا اور غرور اور بے اعتنائی سے انہیں کہتا کہ بے فائدہ مجھے نصیحت نہ کرو۔ میں تم سے بہتر ہوں اور اللہ پر زیادہ ایمان رکھتا ہوں۔ جاؤ اپنا کام کرو اور اپنی فکر کرو۔

خوش بختی اور سعادت کس چیز میں ہے

ایک دن قارون نے بہت عمدہ لباس پہنا اور بہت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے محل سے باہر نکلا بہت زیادہ نوکر چاکر بھی اس کے ساتھ باہر آئے۔ لوگ قارون کی عظمت اور شکوہ کو دیکھنے کے لیے راستے میں کھڑے تھے اور اس قدر سونے اور جواہرات کے دیکھنے پر حسرت کر رہے تھے۔ بعض نادان اس کے سامنے جھکتے اور زمین

پر گر پڑتے اور کہتے کتنا خوش نصیب ہے قارون! کتنی ثروت کا مالک اور کتنی سعادت رکھتا ہے! خوش حال قارون! کتنی اچھی زندگی گزارتا ہے کتنا سعادت مند اور خوش بخت ہے! کاش! ہم بھی قارون کی طرح ہوتے؟ لیکن سمجھ دار مومنین کا دل ان لوگوں کی حالت پر جلتا وہ انہیں سمجھاتے اور کہتے کہ سعادت اور خوش بختی زیادہ دولت میں نہیں ہوا کرتی کیوں اس کے سامنے زمین پر گر پڑتے ہو۔ ایک ظالم انسان کا اتنا احترام کیوں کرتے ہو! وہ احترام کے لائق نہیں۔ اس نے یہ ساری دولت گراں فروشی اور بے انصافی سے کمائی ہے وہ سعادتمند نہیں۔ سعادت مند وہ انسان ہے جو خدا پر واقعی ایمان رکھتا ہو اللہ کی مخلوق کی مدد کرتا ہو اور لوگوں کے حقوق سے تجاوز نہ کرتا ہو۔ ایک دن اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت موسےٰ کو حکم ہوا کہ دولت مندوں سے کہو کہ وہ زکوٰۃ دیں۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ کا حکم دولت مندوں کو سنایا اور قارون کو بھی اطلاع دی کہ دوسروں کی طرح اپنے مال کی زکوٰۃ دے۔ اس سے قارون بہت ناراض ہوا اور سخت لہجے میں حضرت موسیٰ سے کہا! زکوٰۃ کیا ہے کس دلیل سے میں اپنی دولت دوسروں کو دوں! وہ بھی جائیں اور کام کریں۔ اور محنت کریں تاکہ دولت کمالیں! حضرت موسیٰؑ نے فرمایا زکوٰۃ یعنی اتنی بڑی دولت کا ایک حصہ غریبوں اور ناداروں کو دے تاکہ وہ بھی زندگی گزار سکیں چونکہ تم شہر میں رہتے ہو اور معاشرے کے فرد ہو اور ان کی مدد سے اتنی کثیر دولت اکٹھی کی ہے اگر وہ تیری مدد نہ کرتے تو تو ہرگز اتنی دولت نہیں کما سکتا تھا مثلاً اگر تو بیابان کے وسط میں تنہا زندگی بسر کرتا تو ہرگز اتنے بڑے محل نہ بنا سکتا اور باغ آباد نہ کرسکتا۔ یہ دولت جو تو نے حاصل کی ہے ان لوگوں کی مدد سے حاصل کی ہے پس تیری دولت کا کچھ حصہ ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے مال کا کچھ حصہ بھی انہیں نہیں دے رہا بلکہ ان کے اپنے حق اور مال کو زکوٰۃ کے نام سے انہیں واپس کر رہا ہے۔ لیکن قارون نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دلیل کی طرف توجہ نہ کی اور کہا۔ اے موسےٰ یہ کیسی بات ہے کہ جو تو کہہ

رہا ہے۔ زکواۃ کیا ہے ہم نے بُرا کام کیا کہ تم پر ایمان لے آئے ہیں۔ کیا ہم نے گناہ کیا ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اب آپ کو خراج بھی دیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے قارون کی تندروی کو برداشت کیا اور نرمی سے اُسے کہا کہ اسے قارون زکوٰۃ کوئی میں اپنے لیے تو لے نہیں رہا بلکہ اجتماعی خدمات اور غریبوں کی مدد کے لیے چاہتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مالدار غریبوں اور ناداروں کا حق ادا کریں یعنی زکواۃ دیں تاکہ وہ بھی محتاج اور فقیر نہ رہیں اگر تو واقعی خدا پر ایمان رکھتا ہے اور مجھے خدا کا پیغمبر مانتا ہے تو پھر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اگر نماز پڑھتے ہو تو زکوٰۃ بھی دو کیوں کہ نماز بغیر زکوٰۃ کے فائدہ مند نہیں ہے۔ تورات کا پڑھنا سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے ہے لیکن قارون نے حضرت موسیٰ اور مومنین کی نصیحت اور موعظہ کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اس کے علاوہ مومنین کو اذیت بھی پہنچانے لگا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ تہمت لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ حضرت موسےٰ قارون کی گستاخی اور سخت دلی سے بہت ناراض ہوئے اور آپ کا دل ٹوٹا اور خداوند عالم سے درخواست کی کہ اس حریص اور ظالم انسان کو اس کے اعمال کی سزا دے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی

اللہ کے حکم سے زمین لرزی اور ایک شدید زلزلہ آیا اور ایک لحظہ میں قارون کے محل ویران اور زمین بوس ہو گئے قارون کو بمع قصر کے زمین نگل گئی اور اس حریص کے ظلم کا خاتمہ کر دیا۔ قارون خالی ہاتھ آخرت کے جہان کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ اپنے برے کاموں کی سزا کو دیکھے اور عذاب دیا جائے کہ آخرت کا عذاب سخت اور دائمی ہے اس وقت وہ لوگ جو قارون کو سعادت مند سمجھتے تھے اور اس کی دولت کی آرزو کرتے تھے اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوئے، اور توبہ کی اور کہا۔ کتنی بری عاقبت اور

بُرا انجام ہے یہ!

قارون نے اپنے مال کو ہاتھ سے نہ دیا اور خالی ہاتھ اور گناہ گار آخرت کے جہان کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے کیئے کا عذاب چکھے۔ اب ہم نے سمجھا کہ تنہا مال اور دولت کسی کو خوش بخت نہیں کرتی بلکہ خوش بختی خدا پر ایمان اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے میں ہے۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ قارون نے دولت کس طریقے سے اکٹھی کی تھی؟

۲ قارون اپنی دولت کو کہاں خرچ کرتا تھا؟

۳ مومن اس سے کیا کہتے تھے اور کس طرح اسے نصیحت کرتے تھے؟

۴ زکواۃ سے کیا مراد ہے۔ کس دلیل کی بنا پر اپنی دولت دوسروں کو دی جائے؟ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے قارون کے دو سوالوں کا کیا جواب دیا تھا۔

۵ کس دلیل سے مال کا کچھ حصہ فقراء سے تعلق رکھتا ہے؟

۶ جب نادان لوگوں نے قارون کا ظاہری جاہ و جلال دیکھا تو کیا کہتے تھے اور کیا آرزو کرتے تھے؟

۷ حضرت موسےٰ زکواۃ کو کن جگہوں پر خرچ کرتے تھے؟

۸ کیا قارون واقعاً سعادت مند تھا اور اس کا انجام کیا ہوا؟

۹ اپنے ظلم کی کامل سزا کہاں پائے گا؟

۱۰ جو لوگ اسے سعادت مند سمجھتے تھے وہ اپنی غلطی سے کیسے مطلع ہوئے اور انہوں نے کیا کہا؟

اس داستان کو اپنے خاندان کے افراد کے سامنے بیان کیجئے اور اس کے متعلق بحث اور گفتگو کیجئے

چوتھا حصّہ

امامت

پہلا سبق

پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین کون ہو سکتا ہے؟

ہوائی جہاز پر مسافر سوار ہو چکے تھے لیکن ابھی ہوائی جہاز کا پائیلٹ نہیں آیا تھا اور وہ آ بھی نہیں سکتا تھا۔ کسی آدمی کو اس کی جگہ لایا جائیگا۔ کہ جو مسافروں کو ان کی منزل تک پہنچا دے کیا انہیں مسافروں میں سے کسی ایک کو یا ہوائی جہاز میں کسی کام کرنے والے کو یا کسی راہ گیر کو آیا اسے جو ہوائی جہاز چلانے میں مہارت اور آگاہی نہ رکھتا ہو ہوائی جہاز چلانے کے لیے اس پائیلٹ کی جگہ بھیج دیا جائے گا؟ کیا اس پر مسافر اعتماد کر سکیں گے اور کیا وہ ہوائی جہاز اڑا سکے گا کون آدمی ایک پائیلٹ کا جانشین ہو سکتا ہے؟ یقیناً وہ آدمی جو ہوائی جہاز چلانے میں مہارت رکھتا ہو اور اس فن میں کافی معلومات اور آگاہی رکھتا ہو اور خود پائیلٹ ہو اس مثال کو دیکھتے ہوئے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کون آدمی پیغمبرؑ کا جانشین اور خلیفہ ہو سکتا ہے؟

پیغمبر کا جانشین کیسا ہونا چاہیئے

آیا وہ آدمی جو لوگوں کی ہدایت کی اہلیت اور اس کے متعلق کامل علم نہ رکھتا ہو وہ پیغمبر کا جانشین ہو سکتا ہے؟ آیا وہ آدمی جو دین اسلام کے قوانین نہ جانتا ہو اور ان میں غلطیاں کرتا ہو اور گناہ کرتا ہو پیغمبر علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ ہو سکتا ہے اور اس منصب

کے لائق ہوسکتا ہے۔

کون بہتر جانتا ہے کہ پیغمبرؐ کی جانشینی کے لیے کون لائق اور سزاوار ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے یا لوگ ؟ یقیناً خدا بہتر جانتا ہے لہٰذا خدا ہی پیغمبرؐ کی جانشینی کے لیے کسی لائق انسان کو معین کرتا ہے اور پیغمبرؐ کو حکم دیتا ہے کہ علم الٰہی کو جو اس کو دیا گیا ہے اسے بھی آگاہ کرے۔ پیغمبرؐ بھی اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے اور اس کا اپنی جانشینی کے لیے اعلان کرتا ہے۔ پیغمبرؐ کے جانشین کو امام کہا جاتا ہے!

دوسرا سبق

پیغمبر کا جانشین امام معصوم ہوتا ہے

پیغمبر اللہ کے حکم سے ایک ایسے انسان کو جو امین اور معصوم ہوتا ہے اپنی جانشینی کے لیے چنتا ہے تاکہ وہ اس کا خلیفہ ہو اور اس کے کاموں کو انجام دے۔ امام ایک امین اور معصوم انسان ہوتا ہے کہ جسے خدا نے لوگوں کی رہبری کے لیے چنا ہوتا ہے اور اللہ کے فرمان اور حکم سے پیغمبرؐ اسے لوگوں کو بتلاتا اور اعلان کرتا ہے تاکہ وہ اپنے کردار اور گفتار سے لوگوں کی اللہ تعالےٰ کی طرف راہنمائی اور ہدایت کرے اور لوگ اپنی زندگی میں اسے اپنے لیے نمونہ قرار دیں اور اس کی پیروی کریں۔ پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے علم اور آگاہی کو اس کے اختیار میں قرار دیتا ہے۔ تاکہ لوگوں کی راہنمائی اور رہبری کر سکے! امام دین کے قانون اور دستور کو جانتا ہے یعنی خدا اور پیغمبر اسے اس کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر وہ اسے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ امام پیغمبرؐ کی طرح دین کا کامل نمونہ ہوتا ہے اور دین کے پورے احکام اور دستور پر عمل کرتا ہے۔ امام پیغمبرؐ کی طرح گناہ کی نجاست اور قباحت کو دیکھتا ہے اور اسی علم اور آگاہی کی وجہ سے ہرگز گناہ نہیں کرتا بلکہ گناہ سے گریزاں ہوتا ہے۔ امام پیغمبر کی طرح گناہ اور غلطی نہیں کرتا لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے اقوال اور اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔ بارہ امام تمام کے تمام معصوم ہیں یعنی گناہ نہیں کرتے کامل طور پر امین اور صحیح انسان ہیں۔ دین اسلام کے احکام اور قوانین کو ٹھیک اور کامل لوگوں تک پہنچاتے ہیں یعنی اس میں غلطی اور نسیان نہیں کرتے۔

"سوالات"

۱ کون آدمی پیغمبر کا جانشین ہو سکتا ہے ؟

۲ کیا گناہ گار اور خطا کار آدمی مسلمانوں کا امام ہو سکتا ہے۔ اور کیوں ؟

۳ دین کا کامل نمونہ ہونے کا کیا مطلب ہے ؟

۴ امام گناہوں سے کیوں بیزار ہوتا ہے ؟

۵ علم اور آگاہی امام کو کون دیتا ہے ؟

۶ معصوم ہونے سے کیا مراد ہے ؟

۷ امام پر اللہ کی کیا ذمہ داری عائید ہوتی ہے ؟

تیسرا سبق

عید غدیر

پیغمبرؐ اسلام اپنی زندگی کے آخری سال حج بجالانے کے لیے تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی اس سال حج میں شریک ہوں اس کی بنا پر مسلمانوں نے جو بھی حج کے لیے آسکتے تھے پیغمبرؐ کے اس فرمان کو قبول کیا اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کی کافی تعداد مکہ کی طرف روانہ ہوگئی وہاں حج کی باعظمت عبادت میں شرکت کی اور حج کے کامل اور پورے اعمال پیغمبر گرامیؐ سے یاد کئے۔ جب حج اور خانہ کعبہ کی زیارت کے اعمال ختم ہو گئے تو قافلے واپس لوٹنے کے لیے تیاری کرکے چل پڑے پیغمبر علیہ السلام نے بھی قافلوں کے ساتھ مدینہ کی طرف حرکت کی۔ اونٹوں کی گھنٹیوں کی آواز نے میدانوں کی خاموشی کو توڑ دیا تھا موسم بہت گرم تھا اور صحرا آگ برسا رہا تھا کہ راستے میں پیغمبر پر اللہ تعالی کی وحی نازل ہوئی اور یہ پیغام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام کے لیے آیا۔

"اے پیغمبرؐ۔ وہ پیغام جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپکی طرف اتارا جا چکا ہے لوگوں تک پہنچا دے کہ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو آپنے رسالت ہی انجام نہیں دی۔ اللہ آپکو دشمنوں سے محفوظ رکھے گا اور کافر اپنے مقصد تک نہیں پہنچیں گے"۔ پیغمبر علیہ السلام وہیں پر فوراً اتر گئے تاکہ اللہ تعالی کے اس حکم پر عمل کریں مسلمانوں کی ایک تعداد کو آواز دی اور فرمایا کہ جتنے قافلے آگے جا چکے ہیں ان کو خبر کرو کہ وہ واپس لوٹ آئیں اور وہ قافلے جو پیچھے رہ گئے ہیں اور ابھی یہاں نہیں پہنچے انہیں کہو کہ وہ جلد یہاں پہنچ جائیں یہ لوگ تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہوئے اور تیزی سے ان قافلوں کو جو آگے چلے گئے

تھے جا ملے اور انہیں آواز دی ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ واپس لوٹ آؤ۔ قافلے والوں نے اونٹوں کی مہاریں کھینچیں اور اونٹوں کی گھنٹیاں خاموش ہوگئیں برابر پوچھ رہے تھے! کیوں ٹھہریں کیا خبر ہے۔ اس گرمی کے عالم میں کیوں رُکیں اور واپس لوٹ آئیں۔ اونٹ سوار کہتے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے۔ لوٹ آؤ۔ غدیر کے نزدیک میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ" قافلے واپس لوٹ آئے غدیر کے قریب اپنے سامان کو اتارا اور جو قافلے ابھی تک نہیں پہنچے تھے وہ بھی پہنچ گئے اس لحاظ سے ہزاروں مسلمان جو حج سے واپس آرہے تھے اٹھارہ ذی الحج کو جمع ہوگئے۔ ظہر کی نماز انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ پڑھی اس کے بعد اونٹوں کے پالانوں سے منبر بنایا گیا۔ پیغمبر علیہ السلام اس منبر پر گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو انجام دیں اور وہ اہم پیغام لوگوں تک پہنچا دیں؛ تمام لوگ چپ اور منتظر بیٹھے تھے کہ پیغمبر گرامیؐ کا پیغام سنیں اور دیکھیں کہ وہ اہم پیغام کیا ہے؟

پیغمبر اسلام نے چند مفید کلمات کے بعد آسمانی آوازمیں جو سب تک پہنچ رہی تھی لوگوں سے پوچھا! "لوگو۔ تمہارا پیشوا اور حاکم کون ہے۔؟ تمہارا رہبر اور صاحبِ اختیار کون ہے؟ کیا میں تمہارا رہبر اور پیشوا نہیں ہوں؟ کیا میں تمہارا رہبر اور صاحب اختیار نہیں ہوں؟" تمام نے کہا! یا رسول اللہ! آپ ہمارے رہبر اور صاحب اختیار ہیں آپ ہمارے پیشوا ہیں؟ اس کے بعد پیغمبر گرامیؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو آواز دی اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان کا ہاتھ پکڑا اور انھیں بلند کیا اور لوگوں کو دکھلایا اور بہت بلند اور باعظمت آواز میں فرمایا! "جس کا میں پیشوا اور صاحب اختیار ہوں میرے بعد علی علیہ السلام اس کے پیشوا اور صاحب اختیار ہیں۔ اے لوگو! اے مسلمانو! میرے بعد تمہارے علیؑ پیشوا اور رہبر ہیں۔" اس کے بعد اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور فرمایا "پروردگار! علی علیہ السلام کے دوستوں سے دوستی رکھ اور علی علیہ السلام کے دشمنوں سے دشمنی رکھ۔ پروردگار! علیؑ کے دوستوں سے

دوستی رکھ اور علیؑ کے بدخواہوں کو ذلیل اور خوار کر۔"

اس کے بعد آپ منبر سے نیچے اترے۔ اپنی پیشانی سے پسینے کو صاف کر رہے تھے اور ایک بلند آہ بھری اور تھوڑی دیر آرام سے ٹھہرے اور اس کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ میرے بھائی اور جانشین علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس منصب الٰہی کی انھیں مبارک باد دیں۔ وہ پیشوا اور امیر المومنین ہیں۔ مسلمان گروہ در گروہ آئے اور حضرت علیؑ سے ہاتھ ملا کر ان کو مومنین کے منصب رہبری کی مبارک باد دی اور آپکو امیر المومنینؑ کہہ کر پکارا اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام اٹھارہ ذی الحج کو رہبری اور امامت کے لیے چنے گئے۔ رہبری اور امامت کا مقام دین اسلام کا جزو ہے اور رہبر اور امام کے معیّن کردینے سے دین اسلام کامل اور جاودانی ہوگیا ہے۔ ہم ہر سال اس مبارک دن کو عید مناتے ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور پیشوائی پر خوش ہوتے ہیں اور حضرت علیؑ کو مسلمانوں کا رہبر اور امام سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی گفتار اور کردار کی پیروی کریں۔

سوالات

۱ بیعت کا کیا مطلب ہے۔ مسلمانوں نے حضرت علیؑ کی کیوں بیعت کی تھی؟ اور کیوں آپ کو مبارک باد دی تھی۔

۲ ہمارے پیغمبر نے حضرت علی کو لوگوں کے لیے امام معیّن کرنے سے پہلے ان سے کیا پوچھا تھا اور ان سوالوں کا حضرت علی علیہ السلام کے تعارف اور تعیّن سے کیا تعلق تھا؟

۳ وہ اہم پیغام کیا تھا کہ جس کے پہنچانے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا؟

۴ پیغمبر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی سننے کے بعد کیا کیا اور مسلمانوں سے کیا فرمایا؟

۵ پیغمبرؐ اسلام نے حضرت علیؑ کا لوگوں سے کس طرح تعارف کرایا اور آپ کے حق میں کیا فرمایا؟

۶ غدیر کی عید کون سے دن ہوتی ہے۔ اس عید کے جشن میں ہم کیا کرتے ہیں اور کس چیز کی کوشش کرتے ہیں؟

اس سال غدیر کی عید کس موسم میں آئے گی اور کس مہینے میں۔

یاد رکھیے گا کہ اس دن جشن منائیں اور اپنے دوستوں کو اس جشن میں دعوت دیں۔

چوتھا سبق

شیعہ

حضرت علی علیہ السلام پہلے مسلمان ہیں اور بعد از پیغمبرؐ سب سے افضل ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کے فرمان کو اچھی طرح سنتے تھے اور پیغمبر علیہ السلام کے فرمان کی اطاعت کرتے تھے تمام کاموں میں پیغمبر علیہ السلام کے احکامات کے کامل مطیع تھے۔ ہر جگہ پیغمبرؐ کی مدد اور اعانت کرتے تھے۔ دینداری میں کوشش اور جہاد کرتے تھے!

پیغمبرؐ کے زمانے میں ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کا دوست تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسلام کی پیش رفت میں کوشش اور جہاد کرتا تھا۔ یہ گروہ تمام حالات میں حضرت علی علیہ السلام کی گفتار، رفتار اور اخلاق میں پیروی کیا کرتا تھا۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کی طرح پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت کرتے تھے۔ پیغمبر علیہ السلام حضرت علیؑ اور اس ممتاز گروہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اے علی علیہ السلام کہ آپ اور آپ کے شیعہ روئے زمین بہترین انسان ہیں اور جب حضرت علیؑ کو اپنے دوستوں کے ساتھ دیکھتے تو ان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہ نوجوان اور اس کے شیعہ نجات پائے ہوئے ہیں۔ پیغمبرؐ گرامی اس ممتاز گروہ کو جو مکمل ایمان لے آیا تھا شیعہ کے نام سے پکارتے تھے اسی دن سے جو مسلمان رفتار، گفتار اور کردار میں ممتاز تھے اور دینداری میں حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرتے تھے۔ شیعہ کہلاتے تھے یعنی پیروکار۔ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد مسلمانوں کا وہ ممتاز گروہ جو واقعی ایمان لایا تھا اور پیغمبرؐ کے فرمان کا مطیع تھا انہوں نے مکمل طور پر پیغمبرؐ کے فرمان

پر عمل کیا اور حضرت علی علیہ السلام کو پیشوائی اور رہبری اور امامت کے لیے قبول کیا اور ان کی مدد اور حمایت کی البتہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے پیغمبر علیہ السلام کے فرمان کو قبول نہ کیا اور جناب ابوبکرؓ کو پیغمبر علیہ السلام کا جانشین شمار کیا اور اس کے بعد حضرت عمرؓ کو دوسرا اور جناب عثمانؓ کو تیسرا خلیفہ اور حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ جانا - اس گروہ کو اہلسنّت ! کہا جاتا ہے یہ دونوں گروہ مسلمان ہیں - خدا اور پیغمبرؐ اور قرآن کو قبول کرتے ہیں - اور ایک دوسرے سے محبت اور مہربانی کرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم اور پیغمبر علیہ السلام کی تعلیمات میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں - ہم شیعہ جیسے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے بارہ امام اور رہبر ہیں پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں اور بارھویں امام حضرت مہدی علیہ السلام ہیں کیوں کہ پیغمبر علیہ السلام کے حکم کے مطابق آپ کے خلیفہ اور جانشین بارہ ہوں گے - شیعہ مذہب کو جعفری مذہب بھی کہا جاتا ہے -

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ شیعہ کا کیا مطلب ہے - شیعہ اسلام اور دین داری میں کس کی پیروی کرتے ہیں ؟

۲ مسلمانوں کے کس ممتاز گروہ کا نام شیعہ ہے اور پیغمبرؐ نے ان کے متعلق کیا فرمایا ہے -

۳ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد کن لوگوں نے پیغمبرؐ کی تعلیمات پر عمل کیا اور کس طرح ؟

۴ مسلمانوں کے دوسرے گروہ کو کیا کہا جاتا ہے - وہ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد کس کو پیغمبر علیہ السلام کا جانشین مانتے ہیں ؟

۵ یہ دونوں گروہ آپس میں کیسے تعلقات رکھتے ہیں اور کن مسائل کی شناخت میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں؟

۶ ہمارا عقیدہ پیغمبرؐ کے جانشینوں کے متعلق کیا ہے۔ ایران کا رسمی مذہب کون سا ہے؟ اس قسم کے دوسرے سوال بنایئے اور ان کے جواب دوستوں سے پوچھئے!!

پانچواں سبق

آٹھویں امام

حضرت امام رضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام ایک سو اڑتالیس ۱۴۸ ہجری گیارہ ذیقعدہ مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپ کے والد حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام تھے اور آپ کا نام علی ہے اور رضا کے لقب سے معروف ہوئے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نجمہ تھا۔ حضرت امام موسےٰ کاظمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور پیغمبر علیہ السلام کی وصیّت کے مطابق اپنے بعد آپ کو لوگوں کا امام معیّن کیا اور لوگوں کو آگاہ کیا۔ امام رضا علیہ السلام کا علم دوسرے اماموں کی طرح آسمانی اور الٰہی تھا اسی لیے تمام لوگوں کے علم پر آپ کے علم کو برتری حاصل تھی۔ طالبانِ علم اور علماء اور دانشمند آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں آتے اور علوم سے بہرہ مند ہوتے۔ عیسائی اور یہودی اور دوسرے ادیان کے علمائ آپ کے پاس آتے اور امام علیہ السلام ان سے گفتگو اور مباحثہ کیا کرتے اور ان کے مشکل سوالوں کا جواب دیا کرتے تھے اور ان کی راہنمائی اور ہدایت فرمایا کرتے! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کے سوالوں کا جواب نہ دیا ہو یا جواب صحیح نہ دیا ہو آپکو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کثیر علم کی وجہ سے عالمِ آلِ محمدؐ کہا جاتا تھا۔ آپ کے بہت سے قیمتی فرامین ہمارے لیے ج بھی مشعل راہ ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کی امامت کے زمانے میں مامون مسلمانوں کا حاکم اور خلیفہ تھا اور

چونکہ وہ لوگوں کو امام رضا علیہ السلام سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ امامؑ کو جو مدینہ منورہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔ شہر طوس میں بلوایا اور امام علیہ السلام کے سامنے ولی عہدی اور خلافت کے عہدے کی پیش کش کی لیکن امام رضا علیہ السلام نے جو مامون کے مکر و فریب اور منافقت سے آگاہ تھے مامون کی اس پیش کش کو قبول نہ کیا۔ مامون نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ امام رضا علیہ السلام چاہتے تھے کہ ولی عہدی کو قبول نہ کریں لیکن مامون کے بہت زیادہ اصرار کے بعد آپؑ نے بظاہر ولی عہدی کو قبول کر لیا لیکن شرط لگا دی کہ آپؑ حکومت کے کسی کام میں دخل نہیں دیں گے۔ بالآخر مامون نے جو امامؑ کی شخصیت سے سخت خائف تھا اور آپ کی صلاحیتوں کی وجہ سے خطرے کا احساس رکھتا تھا آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔

حضرت امام رضاؑ نے صفر کی آخری تاریخ کو سن دو سو تین ۲۰۳ ہجری میں طوس میں شہادت پائی اور آپ کے جسم مبارک کو اسی شہر کے نزدیک کہ جو آج مشہد مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ دفن کر دیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک آج کے دور میں تمام مسلمانان جہان کے لیے زیارت گاہ ہے۔

چھٹا سبق

اسراف کیوں؟

امام رضا علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک آدھا کھایا ہوا پھل زمین پر پڑا ہے آپؑ کے خادموں میں سے کسی نے پھل کا کچھ حصّہ کھایا تھا اور باقی کو زمین پر پھینک دیا تھا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اس سے ناراض ہوئے اور اس خادم کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ کیوں اسراف کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ کیوں بے پرواہی کرتے ہو کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والے انسان کو دوست نہیں رکھتا مگر تم نہیں جانتے خدا اسراف کرنے والے کو سخت سزا دے گا۔ اگر تمہیں کسی چیز کی حاجت نہیں تو اسے ضائع نہ کرو اور فضول خرچ نہ کرو بلکہ وہ ان کو دے دو کہ جو اس کے محتاج ہیں

امام رضا علیہ السلام کے فرمان سے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ خدا کیوں اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا؟ اور کیوں اسراف کرنا بُرا و ناپسندیدہ فعل ہے؟

ان دو سوالوں کے جواب دینے کے لیے یہ سوچیے کہ ایک سیب کو تیار ہونے کے لیے کتنی قوت اور توانائی خرچ ہوتی ہے اور کتنے کام انجام پاتے ہیں تب جا کر ایک سیب بنتا ہے مثلاً سوچیے کہ سیب کے پودے کو بڑھنے کے لیے سورج کی

کتنی توانائی ضروری ہے۔ کتنی مقدار میں پانی ہوا معدنی اجزاء خرچ ہوں گے اور کتنے لوگ محنت کریں گے تب جاکر سیب کا ایک دانہ آپ کے ہاتھ تک پہنچے گا۔ سوچیے! اس قدر کام اور توانائی کتنی قیمتی ہے؟ جب سیب کا کچھ حصّہ پھینک دیتے ہیں یا کسی اور اللہ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو بے جا خرچ کرتے ہیں تو درحقیقت اس تمام توانائی اور محنت کو ضائع کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ایک دوسرے انسان کو بھی غدا کی نعمتوں سے محروم کرتے ہیں اور اس کے حق کو ضائع کرتے ہیں۔ کیا اسراف کرنا اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی حرمت کے منافی نہیں؟

کیا اسراف کرنا اللہ تعالےٰ کی ناشکری نہیں ہے؟

کیوں اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو معمولی شمار کرتے ہیں اور ان کو بے جا اور بیہودہ خرچ کرتے ہیں؟ کیا آپ راضی ہیں کہ ایک بچّہ بھوکا سوئے اور آپ اپنی غذا سے تھوڑی مقدار ضائع کر دیں یا نیم خوردہ میوہ کو بغیر کھائے گندگی میں ڈال دیں۔ کیا آپ راضی ہیں کہ بچّہ پیاسا رہے اور آپ پانی کو بلاوجہ ضائع کر دیں۔ کیا آپ راضی ہیں کہ بچّہ جس کے پاس کاغذ اور قلم نہیں ہے تحصیل علم سے محروم رہے اور آپ اپنی کاپیاں اور کاغذ بلاوجہ پھاڑ ڈالیں یا انھیں لکھے بغیر ہی ضائع کر دیں؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ ضرورت سے زیادہ بجلی صرف کریں اور دوسرے بقدرِ ضرورت بجلی اور روشنی نہ رکھتے ہوں۔ حالانکہ خدا نے پانی سورج مٹی ہوا اور دوسری نعمتیں تمام انسانوں کے لیے پیدا کی ہیں اور ہر انسان کو حق پہنچتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ان نعمتوں سے استفادہ کرے؟

اب جبکہ آپ سمجھ چکے ہیں کہ اسراف کرنا گناہ ہے اور بہت بُرا اور ناپسندیدہ کام ہے تو اس کے بعد اسراف مت کیجئے اب جبکہ آپ جان چکے ہیں کہ خداوند عالم اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور سخت سزا دیتا ہے تو اس کے بعد کسی چیز کو فضول اور بے جا خرچ کریں۔ کسی چیز کو ضائع نہ کریں اور اعتدال کے ساتھ خرچ کیجئے۔ اس طریقے سے وہ روپیہ جو فضول اور بے فائدہ چیزوں پر خرچ کرتے ہیں۔ بچا کر اپنے دوستوں کے لیے تحفے خرید سکتے ہیں یا اپنے ہمسایوں اور واقف کاروں کی اس سے مدد کر سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں خدا آپ کے اس کام سے خوش ہوگا! اور آپ کو اچھی جزاء عنایت کرے گا۔ اور لوگ بھی آپ کو زیادہ دوست رکھیں گے اور آپ کی زیادہ مدد کریں گے!

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱. امام رضا علیہ السلام اور دوسرے آئمہ کا علم کیسا ہوتا ہے اور کیوں تمام لوگوں کے علم پر برتری رکھتا ہے؟

۲. عالِم آلِ محمدؐ کسے کہا جاتا تھا اور کیوں؟

۳. امام رضا علیہ السلام خلفاء عباسی کے کس خلیفہ کے ہمعصر تھے؟

۴. مامون نے کیوں امام رضا علیہ السلام کو طوس بلوایا اور حضرت رضا علیہ السلام کو کیا پیشکش کی؟

۵. امام رضا علیہ السلام نے ولی عہدی کو کس شرط پر قبول کیا اور کیوں؟

۶ مامون نے امام رضا علیہ السلام کو کیوں شہید کیا؟

۷ امام رضا علیہ السلام کی شہادت کس سال اور کس دن ہوئی؟

۸ اسراف سے کیا مراد ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے اسراف کے متعلق کیا فرمایا؟

۹ اسراف کیوں نہ کریں۔ اعتدال برتنے سے کون سے کام انجام دے سکتے ہیں؟

ساتواں سبق

نویں امام

حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السّلام

ہمارے نویں امام حضرت امام محمد تقی علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند ہیں آپؑ ایک سو پچانوے ۱۹۵ ہجری ماہ رمضان میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ آپؑ کے والد حضرت امام رضا علیہ السّلام نے اللہ کے حکم سے اور پیغمبر اسلامؐ کی وصیّت کے تحت آپکو اپنے بعد لوگوں کا امام معیّن فرمایا اور لوگوں کو آگاہ کیا۔ امام محمد تقی علیہ السّلام امام جواد کے نام سے بھی مشہور ہیں آپؑ بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی ربط رکھتے تھے اور اسی سن میں لوگوں کی دینی مشکلات کا جواب دیتے تھے اور ان کی راہنمائی اور رہبری فرماتے تھے۔ بہت بڑے بڑے علماء آپؑ کی خدمت میں آتے۔ اور بہت سخت اور مشکل دینی اور علمی مسائل آپؑ سے پوچھتے امام جواد علیہ السلام ان کے تمام مشکل سوالوں کا آسانی کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ بعض لوگ جو آپؑ کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق سے مطلع نہ تھے آپؑکے علمی پایہ سے تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ اس کمسن بچے نے کہاں سے اتنا زیادہ علم حاصل کر لیا ہے۔ اس بچے کا علم کیسے تمام بزرگ علماء کے علم پر برتری حاصل کر گیا ہے۔ انہیں علم نہ تھا کہ امام کو علم کسی سے پڑھ کر حاصل نہیں ہوا کرتا بلکہ امام کا علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے آسمانی ہوا کرتا ہے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ خدا جس کی روح کو چاہے اپنے سے مرتبط کر دیتا ہے خواہ بچہ ہو یا بڑا اور اسے

تمام لوگوں سے زیادہ علم دے دیتا ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام بچپن ہی سے بہترین صفات انسانی کے مالک تھے۔ تقی یعنی زیادہ پرہیزگار تھے۔ جواد یعنی زیادہ سخاوت اور عطا کرنے والے تھے۔ مطلع اور روشن فکر تھے اور لوگوں کے لیے تحصیل علم کی کوشش کرتے تھے۔ معتصم عباسی ظالم خلیفہ تھا اور آپ کی روشن فکری کو اپنی قوّت کے خاتمہ کا سبب جانتا تھا۔ لوگوں کے بیدار ہو جانے اور حقائق سے مطلع ہو جانے سے ڈرتا تھا اور امام جواد علیہ السلام کی سخاوت تقوٰی اور پرہیزگاری سے خائف تھا۔ اسی لیے حضرت امام جوادؑ کو مدینہ شہر سے اپنے دارالخلافہ بغداد بلایا اور چند مہینوں کے بعد شہید کر دیا۔ امام جواد علیہ السّلام کی عمر شہادت کے وقت پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ آپ کے جسم مبارک کو بغداد شہر کے نزدیک جوار کاظمین کے نام سے مشہور ہے آپ کے جدّ مبارک حضرت موسٰے کاظم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

"آپؑ کی ذات پر سلام اور درود ہوں"

آٹھواں سبق

گورنر کے نام خط

حج کی باعظمت عبادت کو میں امام جواد علیہ السلام کے ساتھ بجا لایا اور جب حج کے اعمال اور مناسک ختم ہو گئے تو میں الوداع کے لیے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حکومت نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس ڈال دیا ہے کہ جس کی ادائیگی کی میں طاقت نہیں رکھتا آپ سے خواہاں ہوں کہ ایک خط آپؑ شہر کے حاکم کے نام لکھ دیجیے اور سفارش فرمایئے کہ وہ مجھ سے نرمی اور خوش اسلوبی سے پیش آئے میں نے عرض کی کہ ہمارے شہر کا حاکم آپؑ کے دوستوں اور شیعوں سے ہے۔ یقیناً آپؑ کی سفارش اس پر اثر کرے گی۔ امام جواد علیہ السلام نے کاغذ اور قلم لی اور اس مضمون کا خط لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سلام ہو تم پر اور اللہ کے لائق بندوں پر۔ اے سیستان کے حاکم قدرت اور حکومت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جو تیرے اختیار میں دی گئی ہے تاکہ تو خدا کے بندوں کا خدمت گزار ہو تو اس قدرت اور توانائی سے اپنے دینی بھائیوں کی مدد کر۔ جو چیز تیرے لیے تنہا باقی رہے گی وہ تیری نیکی اور مدد ہو گی جو تو اپنے بھائیوں اور ہم مذہبوں کے لیے کرے گا۔ ...... یاد رکھو کہ خدا قیامت کے دن تم سے تمام کاموں کا حساب لے گا اور معمولی کام بھی اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں ہیں

محمد بن علی الجواد

میں نے آپؑ سے خط لیا اور خدا حافظ کہتے ہوئے اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا۔

اس پُرعظمت خط کی اطلاع پہلے ہی سے اس حاکم کو ہو چکی تھی۔ وہ میرے استقبال کے لیے آیا اور میں نے وہ خط اسے دے دیا اس نے خط لیا اور اسے چوما اور کھولا اور غور سے پڑھا۔ میرے معاملہ میں اس نے تحقیق کی جس طرح میں چاہتا تھا۔ اس نے میرے ساتھ نیکی اور نرمی برتی اس کے بعد اس نے تمام لوگوں سے عدل اور انصاف برتنا شروع کر دیا۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ حضرت امام محمد تقی جواد کس سال اور کس مہینے میں متولد ہوئے؟

۲ لوگوں کو کس بات پر تعجب ہوتا تھا اور کیا کہتے تھے؟

۳ وہ کس حیثیت سے مطلع نہ تھے کہ اس طرح کا تعجب کرتے تھے؟

۴ تقی اور جواد کے معنی بیان کیجئے؟

۵ معتصم خلیفہ نے حضرت امام جوادؑ کو بغداد کیوں بلوایا؟

۶ حضرت امام جواد علیہ السلام نے کس عمر میں وفات پائی؟

۷ آپؑ کے جسم مبارک کو کہاں دفن کیا گیا؟

۸ امام جواد علیہ السّلام نے سیستان کے حاکم کو کیا لکھا اور کس طرح آپ نے اسے نصیحت کی؟

۹ حاکم نے امام علیہ السلام کے خط کے احترام میں کیا کیا؟

۱۰ آپؑ نے امام علیہ السّلام کے خط سے کیا سبق لیا ہے اور اس واقعہ سے کیا درس لیا ہے؟

نواں سبق

دسویں امام

حضرت امام علی نقی علیہ السّلام

حضرت امام علی نقی علیہ السّلام امام محمد تقی علیہ السّلام کے فرزند ہیں۔ پندرہ ذی الحجہ، دوسو بارہ (۲۱۲) ہجری مدینہ کے نزدیک ایک دیہات میں متولد ہوئے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور پیغمبرؐ کی وصیت کے مطابق آپؑ کو اپنی شہادت کے بعد لوگوں کے لیے امام اور رہبر معین کیا۔ امام علی نقی علیہ السلام امام ھادیؑ کے نام سے بھی مشہور تھے۔ اپنے والد کی طرح آپؑ بھی بچپن ہی سے خداوند عالم کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے باوجودیکہ آپ چھوٹے سن کے تھے آپ منصب امامت پر فائز ہوئے اور لوگوں کو اس مقام سے راہنمائی اور رہبری فرماتے تھے۔

امام علی نقی علیہ السلام اسی چھوٹی عمر سے ایک ایسے انسان تھے جو لوگوں کے لیے نمونہ تھے۔ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک تھے اور آپؑ انسانی صفات حسنہ سے مزّین تھے اسی لیے آپؑ کو نقی یعنی پاک اور ھادی یعنی ہدایت کرنے والے رہبر بھی کہا جاتا ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام محنت اور بہت کوشش سے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے تھے اور زندگی کے احکام انہیں بتلایا کرتے۔ لوگ بھی آپؑ سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے اور آپؑ کی راہنمائی اور علم و بینش سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ متوکل عباسی ظالم اور خونخوار خلیفہ تھا وہ امام علی نقی علیہ السلام سے حسد کرتا تھا اور امام علیہ السلام کی قدرت

اور مقبولیت سے خائف تھا۔ اسی لیے آپؑ کو مدینہ منورہ سے سامرہ شہر کی طرف بلوایا اور ایک فوجی مرکز میں آپؑ کو نظر بند کر دیا۔ امام علی نقی علیہ السّلام نے اس دنیا میں بیالیس سال عمر گزاری اور اس مدت میں ظالم عباسی خلیفہ کا ظلم وستم آپؑ پر ہمیشہ رہا اور آپؑ اس کے ظلم وستم کا مقابلہ کرتے رہے آخر کار تیسری رجب دو سو چون ہجری کو سامرہ میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ کے جسم مبارک کو اسی شہر سامرہ میں دفن کر دیا گیا۔

دسواں سبق

نصیحت امامؑ

متوکل شراب خور اور ظالم حاکم تھا۔ دین اسلام اور قرآن کے قوانین پر عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ اپنے اقتدار اور خلافت کی حفاظت کے لیے ہر قسم کے ظلم کا ارتکاب کرتا تھا۔ لوگوں کی بہت زیادہ عقیدت جو امام علی نقی علیہ السلام سے تھی اس سے وہ رنج و تکلیف میں رہتا اور امامؑ پاک کے نفوذ اور قدرت سے ڈرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ آدھی رات کو اپنے خوبصورت تخت پر بیٹھا تھا اور اپنے ہم نشینوں کے ساتھ مستی اور عیش و نوش میں مشغول تھا گانے والے اس کے لیے شعر پڑھ رہے تھے اور آلات غنا سے خاص راگ بجا رہے تھے اس کے محل کی دیواریں طلائی چراغوں سے مزیّن تھیں اور محل کے ارد گرد مسلح افراد کو پہرہ پر لگا رکھا تھا اچانک مستی کے عالم میں سوچا کہ کیا ممکن ہے کہ یہ تمام قدرت اور زندگی باعظمت میرے ہاتھ سے لے لی جائے؟

آیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے کہ یہ تمام عیش و نوش اور زیبا زندگی کو میرے ہاتھ سے لے لے۔ پھر اپنے آپ کو خود ہی جواب دیا کہ ہاں۔ امام علی نقی علیہ السلام کو جسے شیعہ اپنا امام مانتے ہیں وہ ایک ہے جو ایسا کر سکتا ہے! کیوں کہ لوگ اسے بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ اس فکر سے پریشان ہوا اور چیخا، کہ فوراً علی بن محمدؑ کو گرفتار کر کے یہاں لے آؤ۔ ایک گروہ جو اس کے حکم کے اجراء کے لیے معیّن تھا یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنی آزادی اور انسانیت کو فراموش کر رکھا تھا امام علی بن محمد علیہ السلام کے گھر ہجوم کر کے آئے اور

انھوں نے دیکھا کہ امام علی نقی علیہ السلام روبقبلہ بیٹھے آسمانی زمزمہ کے ساتھ قرآن پڑھ رہے ہیں آپ کو انھوں نے گرفتار کیا اور اس کے قصر میں لے گئے۔ امام ہادی علیہ السلام قصر میں آہستہ سے داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کے چہرہ مبارک سے نور پھوٹ رہا تھا اور آپ آرام و سکون سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھ رہے تھے۔ متوکل نے خون آلود نگاہوں سے غصّے کے عالم میں امام ہادی علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالی اور اس سابقہ فکر کا امام علیہ السلام کے متعلق اعادہ کیا اور گویا چاہتا تھا کہ اسی وقت امام علیہ السلام کو قتل کر دے مگر اس نے سوچا کہ امام علیہ السلام کو خاص مہمانوں اور ہم نشینوں کی آنکھوں میں معمولی قرار دے لہذا بے ادبی سے کہا۔ اے علیؑ بن محمدؑ! ہماری مجلس کو گرماؤ اور ہمارے لیے کچھ شعر پڑھو ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری شعر خوانی کی آواز سے خوش اور شادمان ہوں۔

امام ھادی علیہ السلام ساکت رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ متوکل نے دوبارہ مذاق اور مسخرہ کے لہجے میں کہا کہ اے علیؑ بن محمدؑ! ہماری مجلس کو گرم کرو اور ہمارے لیے اشعار پڑھو۔ امام صادق علیہ السلام نے اپنا سر نیچے کیا اور متوکل کی بے حیاء آنکھوں کو نہیں دیکھ رہے تھے اور ساکت تھے ہ متوکل کہ جس میں مستی اور غصہ آپس میں ملے ہوئے تھے نے بے ادبی اور بے شرمی سے پھر اسی سابقہ جملے کا تکرار کیا اور آخر میں کہا کہ لازمی ہے کہ آپ ہمارے لیے پڑھیں۔ اس وقت امام علیہ السلام نے ایک تند نگاہ اس ظالم ناپاک مست کے چہرے پر ڈالی اور فرمایا "اب جب کہ میں مجبور ہوں کہ شعر پڑھوں تو سنو"۔ اسکے بعد آپ نے عربی کے چند ایک اشعار پڑھے کہ بعض شعروں کا ترجمہ یہ ہے۔

کتنے اقتدار کے مالکوں نے اس جہان میں اپنی راحت کے لیے پہاڑوں یا میدانوں کے دامن میں محل تعمیر کیے اور تمام کو آراستہ اور مزّین کیا اور قصر کے اطراف میں اپنی جان کے خطرے کے پیش نظر مسلح محافظ اور نگہبان قرار دیے تا کہ یہ تمام اسباب انہیں موت کے پنجے سے بچا سکیں۔ لیکن انہیں موت نے اچانک آلیا

ان پلید انسانوں کا گریبان پکڑا انھیں ذلت اور خواری سے ان کے محلوں سے باہر نکالا اور وہ اپنے اعمال کے ساتھ یہاں سے آخرت کی منزل کی طرف چلے گئے ان کے ناز پروردہ جسم آنکھوں سے اوجھل خاک میں چلے گئے لیکن ان کی روح عالم برزخ میں عذاب میں مبتلا ہو گئی۔

اسی مضمون کے اشعار امام علیہ السلام نے اور بھی پڑھے۔ تمام مہمان خاموش بیٹھے تھے اور ان اشعار کے سننے سے لرز رہے تھے۔ متوکل بھی باوجود سنگ دلی اور بے رحمی کے دیوانوں کی طرح کھڑا ہو گیا تھا اور لرز رہا تھا۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ امام علی نقی علیہ السلام کس سال اور کس مہینے اور کس دن متولد ہوئے؟

۲ آپؑ کو کس نے امامت کے لیے معین کیا؟ اور کس کے حکم سے؟

۳ نقی اور ھادی کے لفظ کے کیا معنی ہیں؟

۴ آپؑ کو متوکل نے کیوں سامرہ بلوایا؟

۵ سامرہ میں متوکل آپؑ سے کیسا سلوک کرتا تھا؟

۶ امام علی نقی علیہ السلام کس سال شہید ہوئے۔ آپ کے جسم مبارک کو کہاں دفن کیا گیا؟

۷ متوکل کس قسم کا حاکم تھا؟

۸ متوکل امام ھادی علیہ السلام سے کیوں دشمنی رکھتا تھا اور اس کو کس چیز کا ڈر تھا؟

۹ متوکل نے امام ہادی علیہ السلام سے کس چیز کا تقاضا کیا تھا؟ اور اس سے اس کی غرض کیا تھی؟

۱۰ امام علی نقی علیہ السلام نے اشعار کے ذریعے اس سے کیا کہا؟

۱۱ امام علیہ السلام کے اس کردار سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیے؟

گیارھواں سبق

گیارھویں امامؑ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام

حضرت امام حسن عسکریؑ آٹھ ربیع الثانی دو سو بتیس ہجری میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپ کے والد امام نقی علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور پیغمبر علیہ السّلام کی وصیّت کے تحت آپؑ کو اپنے بعد کے لیے لوگوں کا امام اور پیشوا معیّن کیا۔ امام حسن عسکری علیہ السّلام بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح لوگوں کی راہنمائی اور تربیت کرتے تھے اور ان کو توحید اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی طرف ہدایت فرمایا کرتے تھے اور شرک اور ظالموں کی اطاعت سے روکتے تھے۔ عباسی ظالم خلفاء امام علیہ السّلام کے تربیت کے طریقے کو اپنی خواہشات کے خلاف سمجھتے تھے لوگوں کی آگاہی اور بیداری سے خوف زدہ تھے اسی لیے امام علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے اور آپ کو مختلف قسم کے آزار دیا کرتے تھے۔ حق پسند لوگوں کو آپ سے نہ ملنے دیتے تھے اور آپ کے علم وفضل اور گراں بہا راہنمائی سے آزادانہ طریقے سے استفادہ نہ کرنے دیتے تھے اور بالآخر آپ کو ظالم عباسی خلیفہ اپنے باپ کی طرح آپکو سامرہ لے گیا، اور وہاں قید کر دیا۔ اس نے آپکو تکلیف دینے کے لئے بدخصلت اور سخت قسم کے لوگ معیّن کر رکھے تھے لیکن امام عسکریؑ نے اپنے اچھے اخلاق سے ایسے افراد کی بھی تربیّت کر دی تھی اور ان میں سے بعض مومن اور مہربان انسان بن گئے تھے۔ چونکہ امام علیہ السّلام

کو ایک فوجی مرکز میں نظر بند کر رکھا تھا اسی لیے آپ کے نام حسن کیساتھ عسکری کا اضافہ کر دیا گیا کیوں کہ عسکر کے معنی لشکر کے ہیں۔ حضرت امام عسکریؑ اس مدت میں کہ جب لوگوں کی نگاہ سے غائب تھے اور شیعوں کی آپؑ سے ملاقات ممنوع قرار دی گئی تھی ان لوگوں کو فراموش نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لیے خطوط لکھا کرتے تھے اور ان کی ذمہ داریاں انہیں یاد دلاتے رہتے تھے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تمام عمر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت فرماتے رہے اور توحید پرستی کیطرف دعوت دیتے رہے اور لوگوں کو ظالم کی اطاعت سے روکتے رہے اور آخر کار خونخوار عباسی خلفاء کے ساتھ دشمنی کے نتیجے میں اٹھائیس سال کی عمر میں شہادت کے بلند مرتبہ تک پہنچے۔
آپؑ کی شہادت آٹھ ربیع الاوّل دوسو ساٹھ ۲۶۰ ہجری میں سامرہ کے شہر میں واقع ہوئی اور آپؑ کے جسم مبارک کو آپکے والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

: بہت زیادہ سلام ہوں آپؑ پر اور راہ خدا میں شہیدوں پر :

بارھواں سبق

امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے قم میں علی بن حسین قمی کو جو ایک دانشمند تھا اس طرح کا ایک خط لکھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے ہمارے مورد اعتماد دانشمند فقیہہ عالی مقام! اے علی بن حسین قمی! خداوند عالم تجھے نیک کاموں میں توفیق دے اور تیری اولاد نیک اور لائق بنائے تقوٰی اور پرہیز گاری کو مت چھوڑنا نماز اوّل وقت پڑھا کر۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیا کر۔ کیوں کہ جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ دوسروں کی لغزش اور برائی کو معاف کر دیا کر۔ جب غصہ آئے تو اپنا غصہ پی جایا کر۔ اپنے رشتہ داروں اور قریبیوں پر احسان کیا کر اور خوش اخلاقی سے پیش آیا کر۔ اپنے دینی بھائیوں سے ہمدردی کیا کر۔ ہر حالت میں لوگوں کے حوائج پورا کرنے کی کوشش کیا کر۔ لوگوں کی نادانی اور ناشکری پر صبر کیا کر۔ احکام دین اور قوانین قرآن کے سمجھنے کی کوشش کیا کر۔ کاموں میں اس کی عاقبت کو سوچا کر۔ زندگی میں کبھی بھی قرآن کے دستور سے نہ ہٹنا۔ لوگوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا کر۔ اور خوش اخلاقی اختیار کر۔ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا کر اور برے اور ناشائستہ کاموں سے روکا کر۔ اپنے آپ کو گناہ اور برے کاموں میں ملوث نہ کیا کر۔ تہجد کی نماز کو مت چھوڑنا کیوں کہ ہمارے پیغمبر اکرمؐ حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کرتے تھے۔

اے علی علیہ السلام! کبھی تہجد کی نماز ترک نہ کر۔ اے علی بن حسین قمی! جو شخص بھی تہجد کی نماز سے لاپرواہی کرے وہ ممتاز مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ خود تہجد کی نماز کو ترک نہ کر اور ہمارے شیعوں کو بھی کہہ کر وہ اس پر عمل کریں۔ دین کے دستور پر عمل کرنے میں صبر کر اور امید سے پوری کامیابی کے لیے کوشش کر۔ ہمارے شیعہ موجودہ جہان کے حالات سے ناخوش ہیں اور پوری کامیابی کے لیے کوشش کرتے ہیں تاکہ میرا فرزند! مہدیؑ! کہ جس کے ظہور کی پیغمبر علیہ السلام نے خوشخبری دی ہوئی ہے ظاہر ہو جائے اور جہان کو لائق مومنین اور پاک شیعوں کی مدد سے عدل اور انصاف سے پُر کر دے۔ آگاہ رہو کہ بالآخر لائق اور پرہیزگار لوگ ہی کامیاب ہوں گے تم پر اور تمام شیعوں پر سلام ہو۔

!! حسن بن علیؑ !!

''سوالات''

۱ امام حسن عسکری علیہ السلام کس سال اور کس مہینے اور کس دن متولد ہوئے ہیں؟

۲ عباسی خلیفہ نے کس لیے آپؑ کو سامرہ شہر میں نظر بند کر دیا تھا؟

۳ امامؑ کی رفتار اور گفتار نے حکومت کے عملے پر کیا اثر چھوڑا تھا؟

۴ عسکر کے کیا معنی ہیں اور گیارھویں امامؑ کو کیوں عسکری کہا جاتا ہے؟

۵ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کہاں واقع ہوئی اور کس سال اور کس مہینے میں؟

۶ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے جو خط علی بن حسین قمی کو لکھا تھا اس میں نماز اور

زکوٰۃ کے متعلق کیا لکھا تھا؟

۷ امام نے رشتہ داروں کے ساتھ کیسے سلوک کا حکم دیا ہے اور آپ اپنے رشتہ داروں سے کیسا سلوک کرتے ہیں؟

۸ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے اپنے فرزند حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

!! تہجد کی نماز پڑھنے کا طریقہ کسی اہل علم سے پوچھئے !!

تیرھواں سبق

بارھویں امام

حضرت حجت امام زمان حضرت مہدی علیہ السلام

امام زمان پندرہ شعبان دو سو پچپن ہجری سامرہ شہر میں متولد ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام (نرجس خاتون) تھا اور آپکے والد امام حسن عسکری علیہ السلام تھے۔ آپکے والد نے پیغمبرؐ کے نام پر آپ کا نام محمد رکھا۔ بارھویں امام مہدیؑ اور قائمؑ۔ امامؑ زمان کے ناموں کے ساتھ مشہور ہیں پیغمبرؐ گرامی قدر بارھویں امامؑ کے متعلق اس طرح فرما گئے ہیں! "امام حسین علیہ السلام کا نواں فرزند میرا ہمنام ہو گا۔ اس کا لقب مہدیؑ ہے کہ اس کے آنے کی میں مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہوں۔ ہمارے تمام آئمہؑ نے امام مہدیؑ کے آنے کا مژدہ اور خوشخبری دی ہے اور فرمایا ہے! کہ امام حسن عسکریؑ کا فرزند مہدیؑ ہے کہ جس کے ظہور اور فتح کی تمہیں خوشخبری دیتے ہیں! ہمارا مہدیؑ بہت طویل زمانہ نظروں سے غائب رہے گا ایک بہت طویل غیبت کے بعد خدا اسے ظاہر کرے گا اور وہ جہان کو عدل اور انصاف سے پُر کر دے گا۔ امام زمانؑ پیدائش کے وقت سے ہی ظالموں کی نگاہوں سے غائب تھے خدا و پیغمبرؐ کے حکم سے علیحدہ زندگی بسر کرتے تھے صرف بعض دوستوں کے سامنے جو بااعتماد تھے ظاہر ہوتے تھے اور ان سے گفتگو کرتے تھے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور پیغمبرؐ کی وصیّت کے تحت آپؑ کو اپنے بعد کے لیے لوگوں کا امام معیّن فرمایا۔

امام زمان اپنے والد کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے اور بچپن سے ہی اس خاص ارتباط سے جو وہ خدا سے رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عنایت فرمایا ہوا تھا، لوگوں کی راہنمائی اور فرائض امامت کو انجام دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی بے پناہ قدرت سے آپؑ کو ایک طویل عمر عنایت فرمائی ہے اور آپ کو حکم دے دیا ہے کہ غیبت اور پردے میں زندگی گزاریں اور پاک دلوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ اب حضرت حجتؑ امام زمانؑ نظروں سے غائب اور اوجھل ہیں لیکن لوگوں کے درمیان آمدورفت کرتے ہیں۔ اور لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور اجتماعات میں بغیر اس کے کہ کوئی آپؑ کو پہچان سکے شرکت فرماتے ہیں اس لحاظ سے آپؑ پر جو اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری ڈال رکھی ہے اسے انجام دیتے ہیں اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور لوگ بھی اسی طرح کہ جس طرح سورج کے پردے میں آجانے کے باوجود اس سے فیض اٹھاتے ہیں آپؑ کے وجود گرامی سے باوجودیکہ آپ غیبت میں ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں

غیبت اور امام زمانؑ کا ظہور

امام زمانؑ کی غیبت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک دنیا کے حالات حق کی حکومت قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں اور عالمی اسلامی حکومت کی تاسیس کے لیے مقدمات فراہم نہ ہو جائیں۔ جب اہل دنیا کثرت مصائب اور ظلم و ستم سے تھک جائینگے اور امام زمانؑ کا ظہور خداوند عالم سے تہہ دل سے چاہیں گے اور آپؑ کے ظہور کے مقدمات اور اسباب فراہم کر دیں گے۔ اس وقت امام زمانؑ اللہ تعالیٰ کے حکم امر سے ظاہر ہوں گے اور آپؑ اس قوت اور طاقت کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے کا خاتمہ کر دیں گے اور امن و امان واقعی کو توحید کے نظریہ کی اساس

پر جہان میں رائج کریں گے۔ ہم شیعہ ایسے پُرعظمت دن کی انتظار میں ہیں اور اس کی یاد میں جو درحقیقت ایک امام اور رہبر کامل کی یاد ہے اپنے رُشد اور تکامل کیساتھ تمام عالم کے لیے کوشش کرتے ہیں اور ہم حق پذیر دل سے امام مہدیؑ کے سعادت بخش دیدار کے متمنی ہیں اور ایک بہت بڑے الہی ہدف میں کوشاں ہیں یعنی اور عام انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے ظہور اور فتح کے مقدمات فراہم کر رہے ہیں۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ بارھویں امام حضرت مہدیؑ کس مہینے متولد ہوئے؟

۲ پیغمبر اسلامؐ نے بارھویں امامؑ کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

۳ ہمارے دوسرے آئمہ نے امام مہدیؑ کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

۴ امام زمانؑ کس کے حکم سے غائب ہوئے ہیں؟

۵ اب لوگ امام زمانؑ کے وجود سے کس طرح مستفید ہو رہے ہیں؟

۶ امام زمانؑ کی غیبت کب تک رہے گی؟

۷ جب امام زمانؑ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں گے تو کیا کام انجام دیں گے؟

۸ ہم شیعہ کس دن کے انتظار میں ہیں امام زمانؑ کے ظہور کے مقدمات کیسے فراہم کر سکتے ہیں؟

چودھواں سبق

شیعہ کی پہچان

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک جابر نامی صحابی سے یہ فرمایا۔
اے جابر۔ کیا صرف اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی کہہ دے کہ میں شیعہ ہوں اور اہل بیت
پیغمبرؐ اور آئمہ کو دوست رکھتا ہوں؟ صرف یہ دعوائے کافی نہیں ہے۔ خدا کی قسم شیعہ وہ ہے
جو پرہیز گار ہو اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی مکمل اطاعت کرتا ہو۔ اس کے حکم کیخلاف کوئی دوسرا کام نہیں
کرتا۔ اگرچہ کہتا رہے کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو شیعہ سمجھے۔ اے
جابر ہمارے شیعہ ان نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ سچے امین باوفا ہمیشہ اللہ کی یاد میں
ہوں۔ نماز پڑھیں۔ روزہ رکھیں قرآن پڑھیں ماں باپ سے نیکی کریں ہمسایوں کی مدد کریں یتیموں
کی خبر گیری کریں اور ان کی دلجوئی کریں۔ لوگوں کے بارے میں سوائے اچھائی کے اور کچھ نہ کہیں
لوگوں کے مورد اعتماد اور امین ہوں۔ جابر جو امام کے کلام کو بڑے غور سے سن رہا تھا نے تعجب
کیا اور کہا۔ اے فرزند پیغمبر خداؐ! مسلمانوں میں اس قسم کی صفات کے بہت تھوڑے لوگ ہم
دیکھتے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی گفتگو شروع رکھی اور فرمایا۔ شاید خیال کرو کہ شیعہ
ہونے کے لیے صرف ہماری دوستی کا ادعا ہی کافی ہے۔ نہیں! اس طرح نہیں ہے۔ جو یہ
کہتا ہے کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں لیکن عمل میں انؑ کی پیروی نہیں کرتا وہ علیؑ
کا شیعہ نہیں ہے بلکہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبرؐ کو دوست رکھتا ہوں اور آپؐ کی پیروی نہ کرے
تو اس کا یہ ادعا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا حالانکہ پیغمبرؐ علیؑ سے بہتر ہیں۔ اے جابر ہمارے
دوست اور ہمارے شیعہ اللہ کے فرمان کے مطیع ہوتے ہیں۔ جو شخص اللہ کے فرمان پر عمل

نہیں کرتا اس نے ہم سے دشمنی کی ہے تمہیں پرہیزگار ہونا چاہیئے اور آخرت کے جہان کی بہترین نعمتوں کے حاصل کرنے اور آخرت کے ثواب کو پانے کے لیئے اچھے اور نیک کام انجام دینے چاہییں۔ سب سے بہتر اور باعزّت انسان اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔''

''غور کیجئے اور جواب دیجئے''

۱ شیعہ کو کیسا ہونا چاہیئے۔ کن علامتوں اور نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے؟

۲ کیا صرف ادّعا کرنا کہ علیؑ کو دوست رکھتا ہوں شیعہ ہونے کے لیے کافی ہے؟

۳ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اور باعزت انسان کون سا ہے؟

پندرھواں سبق

اسلام میں رہبری اور ولائیت

اسلام کے ابدی اصولوں میں رہبری اور ولایت داخل ہے۔ امت اسلامی کا رہبر اور ولی اور حاکم ہونا ایک الہی منصب ہے خداوند عالم لائق اور شائستہ انسانوں کو اس مقام اور منصب کے لیے معیّن کر کے لوگوں کو بتلاتا اور اعلان کرتا ہے پیغمبرؐ کے زمانے میں امت اسلامی کا رہبر اور ولی خود پیغمبرؐ کی ذات گرامی تھی اور آپؐ ہمیشہ اس منصب کی ذمہ داریوں کو انجام دیتے تھے۔ دین کے قوانین اور دستور کو خداوند عالم سے دریافت کرتے تھے اور لوگوں کو بتلا دیا کرتے تھے۔ آپؐ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم تھا کہ اسلام کے سیاسی اور اجتماعی قوانین اور احکام مسلمانوں میں نافذ اور جاری کریں اور اللہ تعالےٰ کی رہبری سے امت کو کمال تک پہنچائیں۔ امور سیاسی اور اجتماعی کی اسلامی معاشرے میں بجا آوری پیغمبر علیہ السّلام کے اپنے ہاتھ میں تھی۔ دفاع اور جہاد کا حکم خود آپؐ دیا کرتے تھے اور فوج کے افسر اور امیر آپؐ خود مقرر کیا کرتے تھے۔ قاضیوں کو خود معیّن اور منصوب کیا کرتے تھے۔ اسلامی معاشرے کے چلانے اور منظّم کرنے میں لوگوں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ لیکن آخری فیصلہ آپؐ خود ہی کیا کرتے تھے اور اس میں خداوند عالم نے آپؐ کو کامل اختیار دے رکھا تھا۔ آپؐ کے فیصلے کو لوگوں کے فیصلے پر تقدم حاصل تھا کیوں کہ آپؐ لوگوں کے فیصلے پر تقدم سے پوری طرح آگاہ تھے اور آپؐ لوگوں کی سعادت اور آزادی کی طرف رہبری کرتے تھے۔ رہبری اور ولایت سے یہی مراد ہے اور اس کا یہی معنی ہے۔ خداوند عالم نے یہ مقام اپنے

پیغمبر علیہ السلام کے سپرد کیا ہے جیسے خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ پیغمبر کو حق پہنچتا ہے کہ تمہارے کاموں کے بارے میں مصمم فیصلہ کریں اس کا ارادہ اور تصمیم تمہارے اپنے ارادے اور تصمیم پر مقدم ہے اور تمہیں لازماً پیغمبر کی اطاعت کرنا ہوگی۔ رہبری اور ولایت صرف پیغمبر کے زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ لوگ تمام زمانوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی رہبر اور ولی رکھتے ہوں اسی لیے پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں لوگوں کو بتلایا کہ انؑ کے بعد وہ تمہارے ولی اور رہبر ہوں گے اور غدیر کے عظیم اجتماع میں مسلمانوں کو فرمایا کہ جس نے میری ولائیت اور رہبری کو قبول کیا ہے اسے چاہیئے کہ حضرت علی علیہ السلام کی رہبری اور ولائیت کو قبول کرے اس ترتیب سے حضرت علی علیہ السلام خدا کے حکم اور پیغمبر علیہ السلام کے اعلان سے لوگوں کے رہبر اور امام اور خلیفہ ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی امت کو رہبر بتلائے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے حکم اور پیغمبرؐ کے دستور کے مطابق امام حسن علیہ السلام کو رہبری کے لیے منتخب کر گئے تھے اور لوگوں میں بھی اعلان کر دیا تھا اسی ترتیب سے ہر ایک امام نے اپنے بعد آنے والے امام کی رہبری کو بیان فرمایا اور اعلان فرمایا یہاں تک کہ نوبت بارھویں امام تک آپہنچی۔ آپؑ خدا کے حکم سے غائب ہو گئے۔ بارھویں امامؑ کی غیبت کے زمانے میں امت اسلامی کی رہبری اور راہنمائی فقیہ عادل کے کندھے پر ڈالی گئی ہے۔ رہبر فقیہ اسلام شناس پرہیزگار ہونا چاہیئے۔ لوگوں کے سیاسی اور اجتماعی امور اور دوسری ضروریات سے آگاہ اور واقف ہو مسلمانوں کو ایسے آدمی کا علم ہو جایا کرتا ہے اور اسے رہبر مان لیتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس قسم کے رہبر کے وجود سے مسلمان ظالموں کے ظلم وستم سے رہائی پا لیتے ہیں جیسے کہ آج کل کے زمانے میں ایران کے شیعوں نے ایک ایسے رہبر کو مان کر موقع دیا ہے کہ وہ احکام اسلامی کو رائج کرے اور ایران کے مسلمانوں کو بلکہ تمام جہان کے مسلمانوں کو

طاغوتیوں کے ظلم سے نجات دلوائے ۔ (آمین)

"سوالات"

۱ امت اسلامی کی رہبری اور ولائیت پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں کس کے کندھے پر تھی ؟

۲ کون سے کام پیغمبرؐ خود انجام دیا کرتے تھے ؟

۳ خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی ولائیت کے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا ہے ۔

۴ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے بعد کس شخص کو امت اسلامی کی رہبری کے لیے معین کیا تھا ؟

۵ جب آپؐ اس کا اعلان کر رہے تھے تو کیا فرمایا تھا ؟

۶ بارھویں امامؑ کے غیبت کے زمانے میں امت اسلامی کی رہبری اور ولائیت کس کے ذمے ہوتی ہے ؟

۷ رہبر اور ولی مسلمین کو کن صفات کا حامل ہونا چاہیئے ؟

۸ مسلمان ظلم اور ستم سے کس طرح رہائی پا سکتے ہیں ؟

۹ امت اسلامی کی تمام افواج کا حاکم اور فرمانروا کون ہوتا ہے ؟

پانچواں حصّہ

فروعِ دین

پہلا سبق

باپ کا خط اور مبارک بادی

بیٹا محسن اور بیٹی فاطمہ۔!

میں خوش ہوں کہ تم نے بچپن کا زمانہ ختم کر لیا ہے اور جوانی کے زمانے میں داخل ہو گئے ہو جب تم چھوٹے تھے تو میں تمہاری نگہداشت کرتا تھا اور تمہارے کاموں اور کردار کی زیادہ سرپرستی کرتا تھا۔ نماز کے وقت تمھیں نماز یاد دلاتا اور درس کے وقت کام اور محنت کرنے کی تلقین کرتا تھا لیکن اب تم خود ذمہ دار ہو۔ بیٹا۔ اب تم بڑے ہو گئے ہو اور تمہارے پندرہ سال پورے ہو چکے ہیں۔ بیٹی تمہارے بھی نو سال مکمل ہو چکے ہیں اور اب تم کا ملاً رشیدہ ہو چکی ہو۔ اب جب تم اس سن اور رشد کو پہنچ چکے ہو تو خداوند عالم نے تمہیں بالغ قرار دیا ہے اور تمہاری طرف خاص توجہ فرماتا ہے اور تمہیں ایک مکلّف اور ذمہ دار انسان سمجھتا ہے اور تمہارے لیے خاص فرض اور ذمہ داری معیّن کی ہے۔ اب تمہاری زندگی بچپن سے جوانی اور قوت کی طرف پہنچ چکی ہے قدرت اور طاقت ہمیشہ ذمہ داری بھی ہمراہ رکھتی ہے۔ احکام دین اور قوانین شریعت تمہاری ذمہ داری اور فرض کو معیّن کرتے ہیں تم اپنے تمام کاموں کو ان اسلامی قوانین کے مطابق بجا لاؤ اور ان پر ٹھیک ٹھیک عمل کرو۔ تم پر واجب ہے کہ نماز کو صحیح اور وقت پر پڑھو۔ خبردار رہو کہ ایک رکعت نماز بھی ترک نہ کرو ورنہ گناہ گار ہو جاؤ گے۔ واجب ہے کہ ماہ مبارک

کے روزے تمہارے لیے مضر نہ ہوں تو انہیں رکھو اگر تم نے بغیر شرعی عذر کے روزہ نہ رکھا تو تم نے نافرمانی اور گناہ کیا ہے۔ اب تم اس عمر میں یہ کر سکتے ہو کہ دینی عبادات اور اچھے کام بجا لاکر ایک اچھے انسان کے مقام اور مرتبے تک پہنچ جاؤ اور خداوند عالم سے اُنس اور محبت کرو۔ چونکہ میں سفر میں ہوں۔ تمہیں ابتدائے بلوغت میں مبارک بادی پیش نہیں کر سکا۔ اسی لیے یہ خط لکھا ہے اور مبارک باد کے ساتھ تمہارے لیے دو عدد کتابیں بھی بطور تحفہ روانہ کی ہیں۔

تمہیں دوست رکھنے والا،

تمہارا والد

دوسرا سبق

ناپاک چیزیں

جانتے ہیں ہم بیمار کیوں ہوتے ہیں؟

بہت سی بیماریاں جیسے سل یا بچوں پر فالج کا گرنا وغیرہ یہ چھوٹے چھوٹے جراثیموں سے پیدا ہوتی ہیں اور ان جراثیم کا مرکز گندی جگہ ہوا کرتا ہے جہاں یہ پیدا ہوتے اور افزائش نسل کرتے ہیں۔ یہ جراثیم اپنی زندگی کی جگہ تو مفید کام انجام دیتے ہیں لیکن اگر یہ انسان کے بدن پر منتقل ہو جائیں تو اسے نقصان پہنچاتے ہیں اور بیمار کر دیتے ہیں۔ اب شاید آپ بتلا سکیں کہ ہم کیوں بیمار ہو جاتے ہیں اور ان بیماریوں کو روکنے کے لیے کون سے کام پہلے حفظ ماتقدم کے طور پر انجام دینے چاہئیں! سب سے بہترین راستہ بیماریوں کو روکنے کا صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھنا ہے اگر ہم چاہیں کہ بیمار نہ ہوں تو ضروری ہے کہ کثافت اور گندگی کو اپنے سے دور رکھیں اور اپنی زندگی کے ماحول کو ہمیشہ پاکیزہ رکھیں۔ کیا آپ ناپاک چیزوں اور ان چیزوں کو جن میں جراثیم ہوا کرتے ہیں پہچانتے ہیں؟ کیا جانتے ہیں کہ انسان اور حرام گوشت حیوان کا پائخانہ اور گوبر نقصان دہ جراثیم کے اجتماع کا مرکز ہیں؟ کیا جانتے ہیں۔ حرام گوشت حیوان کا پیشاب کثیف اور زہر آلودہ ہوتا ہے؟ کیا جانتے ہیں کہ جب خون بدن سے باہر نکلتا ہے تو اس پر بہت زیادہ جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں؟ کیا جانتے ہیں کہ وہ جراثیم جو کتے اور خنزیر کے جسم میں ہوتے ہیں وہ انسان کے جسم کی سلامتی اور جان کے لیے بہت نقصان دہ ہیں؟ کیا جانتے ہیں کہ مردار اور حیوانات

کی لاشیں جراثیم کی پرورش کا مرکز اور اس کے بڑھنے اور افزائش نسل کی جگہ ہوا کرتی ہیں۔ اسلام کے قوانین بنانے والا ان تمام کو جانتا تھا اسی وجہ سے اور بعض دوسری وجوہات ... سے ان چیزوں اور دوسری بعض چیزوں کو نجس اور ناپاک بتلایا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو ان چیزوں سے پاک رکھیں۔ اور یہ قاعدہ کلی ہے کہ مسلمان مرد ہر اس چیز سے کہ جو جان اور جسم کے لیے بیماری کا موجب ہو ۔ عقل اور فہم کو آلودہ اور ناپاک کر دیتی ہو اس سے دوری اختیار کرتا ہے۔ وہ بعض چیزیں کہ جو اسلام میں ناپاک اور نجس بتلائی گئی ہیں یہ ہیں ۔

۱۔ انسان کا پیشاب اور پاخانہ اور حرام گوشت حیوان کا پیشاب اور پائخانہ ۔

۲۔ جس حیوان کا خون دھار مار کر نکلتا ہو اس کا خون اور مردار ۔

۳۔ کتا اور خنزیر ۔

۴۔ شراب اور جو کی شراب اور ہر وہ مائع جو نشہ آور ہو ۔

۵۔ ایک مسلمان کا بدن اور لباس اور زندگی کا ماحول ان چیزوں سے پاک ہونا چاہیے ۔

کیا جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے بدن اور لباس یا کوئی اور چیز نجس ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟

"غور کیجئے اور جواب دیجئے"

۱ ایک مسلمان انسان کن چیزوں سے دوری اور اجتناب کرتا ہے ؟

۲ بیماریوں سے حفظ ما تقدم کے طور پر کیا کرنا چاہیئے ؟

۳ جو چیزیں اسلام میں نجس ہیں انھیں شمار کیجئے ۔

تیسرا سبق

نماز کی اہمیّت

نماز دین کا ستون ہے اور بہترین عبادت نماز ہے! نماز پڑھنے والا اللہ کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے اور نماز میں مہربان خدا سے راز و نیاز اور گفتگو کرتا ہے اور اللہ کی بے حساب نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ خدا بھی نماز پڑھنے والوں کو اور بالخصوص بچّوں کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے اور ان کو بہت اچھی اور عمدہ جزاء دیتا ہے۔ ہر مسلمان انسان نماز سے محبت کرتا ہے۔ نماز پڑھنے اور خداوند سے باتیں کرنے کو دوست رکھتا ہے اور اسے بڑا انتظار کرتا ہے۔ منتظر رہتا ہے کہ نماز کا وقت ہو اور خدا کے ساتھ نماز میں مناجات اور راز و نیاز کرے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو تمام کام چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو ہر قسم کی نجاست سے پاک کرتا ہے اور وضو کرتا ہے پاک لباس پہنتا ہے خوشبو لگاتا ہے اور اوّل وقت میں نماز میں مشغول ہو جاتا ہے اپنے آپ کو تمام فکروں سے آزاد کرتا ہے اور صرف اپنے خالق سے مانوس ہو جاتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ ادب سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تکبیر کہتا ہے اور خدا کو بزرگی اور عظمت سے یاد کرتا ہے سورہ الحمد اور دوسری ایک سورہ کو صحیح پڑھتا ہے اور کامل رکوع اور سجود بجا لاتا ہے۔ نماز کے تمام اعمال کو آرام اور سکون سے بجا لاتا ہے اور نماز کے ختم کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔ ایک دن ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ بہت جلدی میں نماز پڑھ رہا ہے رکوع اور سجدے کو کامل بجا نہیں لاتا اور نماز کے اعمال کو آرام سے بجا نہیں

لاتا آپ نے تعجب کیا اور فرمایا کہ یہ آدمی نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ ایک مرغ ہے جو اپنی چونچ زمین پر مار رہا ہے سیدھا ٹیڑھا ہوتا ہے! خدا کی قسم! اگر اس قسم کی نماز کے ساتھ اس دنیا سے جائے تو مسلمان بن کر نہیں جائے گا اور آخرت کے جہان میں عذاب میں مبتلا ہو گا۔

بہتر ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائیں اور اپنی نماز جماعت کے ساتھ بجا لائیں۔

نماز کے چند مسئلے

۱ مرد پر واجب ہے کہ مغرب اور عشاء اور صبح کی پہلی دو رکعت میں الحمد اور سورہ کو بلند آواز سے پڑھے۔

۲ نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن پاک ہونا ضروری ہے۔

۳ ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ جہاں اس کا مالک راضی نہ ہو یا ایسے لباس میں نماز پڑھنا کہ جس کا مالک راضی نہ ہو حرام اور باطل ہے۔

۴ سفر میں چار رکعتی نماز دو رکعت ہو جاتی ہے یعنی صبح کی طرح دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔ کیسا سفر ہو اور کتنا سفر ہو کتنے دن کا سفر ہو ان کا جواب توضیح المسائل میں دیکھئے۔

چوتھا سبق

نمازِ آیات

جب سورج یا چاند گرہن لگے تو ایک مسلمان کو اس سے قیامت کے دن کی یاد آجاتی ہے اس وقت کی یاد جس وقت تمام جہان زیروزبر ہو جائے گا اور سورج اور چاند کا چہرہ تاریک ہو جائیگا اور مردے جزا اور سزا کے لیے زندہ محشور ہوں گے۔ سورج یا چاند گرہن یا زلزلے کے آنے سے ایک زندہ دل مسلمان قدرتِ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دیکھتا ہے اور گویا خلقتِ نظام کی علامت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کا دل اللہ تعالےٰ کی عظمت سے لرز جاتا ہے اور پروردگارِ بے نیاز کی طرف احتیاج کا احساس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت نمازِ آیات کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور مہربان خدا سے راز و نیاز کرتا ہے اور اپنے پریشان اور بے آرام دل کو اطمینان دیتا ہے کیوں کہ خدا کی یاد پریشان دل کو آرام دیتی ہے اور تاریک دلوں کو روشنی کا مژدہ سناتی ہے لہٰذا اس سے اسکا دل آرام حاصل کر لیتا ہے اور مشکلات کے مقابلے اور حوادث کے حفظ ما تقدم کے لیے بہتر سوچتا ہے اور زندگی کے ٹھیک راستے کو پا لیتا ہے۔

✿✿

نمازِ آیات کا پڑھنا جب سورج یا چاند گرہن لگے یا زلزلہ آئے ہر مسلمان پر واجب ہے نمازِ آیات کس طرح پڑھیں۔ نمازِ آیات صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے صرف فرق یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پانچ رکوع ہوتے ہیں اور ہر ایک رکوع کے لیے رکوع سے پہلے سورۃ الحمد اور کوئی ایک سورۃ پڑھنی ہوتی ہے اور پانچویں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر

سجدے میں چلا جائے اور اس کے بعد دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح بجا لائے اور دو سجدوں کے بعد تشہّد اور سلام کرے اور نماز کو ختم کردے۔

نماز آیات کو دوسرے طریقے سے بھی پڑھا جاسکتا ہے اس کی ترکیب اور باقی مسائل کو توضیح المسائل میں دیکھئے۔

"سوالات"

۱ سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت انسان کو کونسی چیز یاد آتی ہے؟

۲ نماز آیات کس طرح پڑھی جائے؟

۳ نماز آیات کا پڑھنا کیا فائدہ دیتا ہے؟

۴ کس وقت نماز آیات واجب ہوتی ہے؟

پانچواں سبق

قرآن کی دو سورتیں

قرآن کو چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے کو سورۃ کہا جاتا ہے۔ اور وہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے شروع ہوتی ہے اور پھر ہر سورۃ کو چند حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ جس کے ہر حصے کو آیت کہا جاتا ہے۔ سورۃ الحمد اور سورۃ توحید کا ترجمہ یاد کیجیے اور نماز میں اس کے ترجمے کی طرف توجہ کیجیے۔ بہتر یہی ہے کہ قرآن مجید کی کوئی، چھوٹی سورۃ یاد کیجیے کہ جسے سورۃ الحمد کے بعد نماز میں پڑھا کیجیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ✿ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ✿

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جو بہت مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ✿ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ✿

روزِ جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ✿ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ

تو ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ۔ ان لوگوں کے راستہ پر کہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ ✿ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ✿

لوگوں کے راستہ پر کہ جن پر تیرا عذاب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمۡ يَلِدۡ وَ

کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ (ہر شے سے) بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا

لَمۡ يُوۡلَدۡ ۞ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

اور نہ ہی اسے کسی نے جنا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

چھٹا سبق

روزہ ایک بہت بڑی عبادت ہے

روزہ رکھنا اسلام کی عبادتوں میں سے ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ خدا روزہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور انہیں عمدہ جزا اور انعام دیا جائے گا۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ روزہ رکھے یعنی صبح صادق سے لے کر مغرب تک کھانے پینے اور دوسری چیزوں سے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اجتناب کرے۔ جب ہم روزہ رکھنا چاہیں تو پہلے نیت کریں یعنی ارادہ کریں کہ ہم اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔ خداوند عالم نے روزہ واجب کیا ہے تاکہ مسلمان خدا کی یاد میں ہوں اور خدا کو بہتر پہچانیں اور اپنی خواہشوں پر غالب آئیں۔ آخرت کے جہان کو زیادہ یاد کریں اور اچھے کاموں کے بجالانے کے لیے آمادہ ہوں تاکہ اپنے اچھے کاموں کو اگلے زمانے کے لیے ذخیرہ کریں۔ بھوک اور پیاس کا مزہ لیں اور غریبوں اور بھوکوں کی فکر کریں اور ان کی مدد کریں اور صحت اور سلامتی سے زیادہ بہرہ در ہوں .... حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو صرف کھانا اور پینا چھوڑ دے تو وہ روزہ دار نہیں ہو جاتا یعنی روزہ کے لیے صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ تم روزہ دار تب ہو گے۔ جب کہ تمہارے کان اور زبان بھی روزہ دار ہوں یعنی حرام کام انجام نہ دیں۔ تمہارے ہاتھ پاؤں اور بدن کے تمام اعضاء بھی روزہ دار ہوں۔ یعنی گناہ کے کام انجام نہ دیں۔ تاکہ تمہارا روزہ قبول ہو۔ تم تب روزہ دار ہو گے جب کہ دوسرے دنوں سے بہتر اور خوش خلق ہو۔ زبان کو بیہودہ اور فضول چیزوں سے روکو۔ جھوٹ نہ بولو کسی کا مذاق نہ اڑاؤ اور آپس میں

دشمنی اور جھگڑا نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ کسی کی عیب جوئی اور بدگوئی نہ کرو۔ اپنے نوکروں اور خادموں پر ہمیشہ کی نسبت زیادہ مہربانی کرو، اور ان سے تھوڑا کام لو۔ جو لڑکے اور لڑکیاں بلوغت اور رشد کی عمر کو پہنچ گئے ہوں اور ان کے لیے روزہ رکھنا شرعاً کسی دوسری وجہ سے ممنوع نہ ہو تو ان پر واجب ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھیں۔ چھوٹے بچے بھی سحری کے کھانے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شرکت کریں سحری کھالیں اور ظہر تک یا اس وقت تک کہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے کوئی چیز نہ کھائیں پئیں تو اس طرح وہ بھی روزہ داروں کے ساتھ ثواب اور انعام الٰہی میں شریک ہو جائیں گے۔ جو شخص شرعی عذر کے علاوہ روزہ نہ رکھے گناہ گار ہے اور اس کے بعد اس کی قضا بھی بجا لائے اور ہر دن کے گناہ کے تدارک کے لیے توبہ کرے اور ہر دن کے روزے کے لیے جو نہیں رکھا، ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے!

”غور کیجئے اور جواب دیجئے“

۱ روزہ رکھنے کی غرض کیا ہے۔ جب روزہ رکھنا چاہیں تو کیا نیت کریں؟
۲ جب ہم روزہ دار ہوتے ہیں تو کن کاموں کے لیے آمادگی ظاہر کر لیتے ہیں اور کیوں؟
۳ روزہ دار انسان کیسے بھوکوں اور پیاسوں کے بارے میں سوچتا ہے۔

ساتواں سبق

اسلام میں دفاع اور جہاد

ہر مسلمان کے بہترین اور اہم ترین وفرائض میں سے جہاد ہے! جو مومن جہاد کرتا ہے وہ اُخروی درجات اور اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور خاص رحمت الٰہی سے نوازا جاتا ہے مجاہد مومن میدانِ جہاد میں جاکر اپنی جان اور مال کو اللہ تعالےٰ کی جاودانی بہشت کی قیمت پر فروخت کرتا ہے اور یقیناً یہ معاملہ پُر فائدہ اور توفیق آمیز ہے اور اس کے لیے اللہ تعالےٰ کی رضا ہر انعام اور جزاء سے زیادہ قیمتی ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے راستے میں بندگان خدا کی آزادی کے لیے قیام اور جہاد کرتے ہیں قیامت کے دن بہشت کے اس دروازے سے داخل ہوں گے کہ جس کا نام! باب مجاہدین! ہے اور یہ دروازہ صرف مجاہد مومن کے لیے کھولا جاتا ہے اور وہ نہایت شان وشوکت سے ہتھیار کندھے پر اٹھائے ہوئے تمام کی آنکھوں کے سامنے اور تمام اہل جنت سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اس پر سلام کریں گے اور اسے خوش آمدید کہیں گے اور دوسرے لوگ اس کے مقام ومرتبت پر رشک کریں گے اور جو بھی اللہ کے راستے میں جہاد اور جنگ کو چھوڑ دیگا۔ خداوند عالم اس کے جسم پر ذلت وخواری کا لباس پہنائے گا۔ وہ اپنا دین چھوڑ بیٹھتا ہے اور آخرت میں دردناک عذاب میں ہوگا۔ خداوند عالم امت اسلامی کو ہتھیاروں کے قبضے اور ان کی سواریوں کی بارعب آواز سے بے نیاز کرتا ہے اور انہیں عزّت عطا فرماتا ہے؟

جو مومن مجاہد جہاد کے لیے منظم صفوف اور بنیان مرصوص بن کر جاتے ہیں انہیں

چاہیئے کہ وہ جنگ اور جہاد کے میدان میں خداوند عالم کی حدود کا خیال کریں۔ جو دشمن ان کے مقابل میں لڑائی کے لیے آیا ہے اس سے پہلے تو یہ مطالبہ کریں کہ وہ طاغوت کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے اور ان اللہ کے بندوں کو طاغوت سے نجات اور آزادی دلوائیں اور انہیں خداوند عالم کی اطاعت میں داخل کریں اور ظالموں کی عبادت سے دستکش کرائیں انہیں کہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت قبول کرلیں اور متکبرین کی حکومت سے سر کریں اور خدا کی حکومت اور ولایت کو تسلیم کریں اور اگر وہ یہ مطالبات نہ مانیں اور اللہ کی حکومت اور ولایت قبول نہ کریں تو پھر ہر مومن امام معصومؑ کی اجازت سے یا اسلامی رہبر کہ جس کی رہبری از روئے اسلام صحیح اور درست ہو کی اجازت سے ان سے جنگ کرے اور متکبر اور طاغوت کو سرنگون کرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنی پوری طاقت و قوت سے غیر خدا کی بندگی سے آزاد کرائے اور اس راستے میں مارنے یا مر جانے سے نہ ڈرے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ شہادت کی موت بہترین موت ہے اور یہ اللہ کے راستے میں مارا جانا ہے خدا کی قسم کہ جس کی قدرت میں میری جان ہے کہ اگر جنگ کے میدان میں دشمن کے ہزار وار سے مارا جاؤں یہ مرنا میرے لیے زیادہ خوشگوار ہے کہ اپنے بستر پر مروں۔ وہ جہاد کہ جو ظلم اور ستم کے بند سے رہائی دیتا ہے امام علیہ السلام کے اذن اور اجازت کے ساتھ یا مسلمانوں کے حقیقی رہبر اور نائب امام کی اجازت کے ساتھ مربوط ہے اور یہ ان کا فرض ہے جو طاقت اور قدرت رکھتے ہوں۔ لیکن اگر اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی عزت اور شرف اور ناموس پر کوئی حملہ کرے تو پھر تمام پر خواہ مرد ہو یا عورت واجب ہے کہ جو کچھ اپنے اختیار میں رکھتے ہیں سے کر قیام کریں اور اپنی سرزمین اور عزت اور ناموس اور عظمت اسلام سے اپنی پوری طاقت سے دفاع کریں اس مقدس فرض کے بجالانے میں مرد بھی قیام کریں اور عورتیں بھی قیام کریں لڑکے بھی دشمن کے سر پر آگ کے گولے برسائیں اور لڑکیاں بھی۔ چاہیئے کہ تمام ہتھیار اٹھائیں اور حملہ آور کو اپنی مقدس سرزمین سے

باہر نکال پھینکیں اور اگر لوہے کے ہتھیار موجود نہ ہوں تو پھر لکڑی اور پتھر بلکہ دانتوں اور پنجے سے بھی حملہ آور دشمن پر ہجوم کریں اور اپنی جانیں قربان کر دیں اور پوری قدرت کے ساتھ جنگ کریں اور مرتبہ رفیعہ شہادت تک کو حاصل کرلیں اور آنے والی نسلوں کے لیے عزت اور شرف کو وراثت میں چھوڑ جائیں اس مقدس جہاد میں جو دفاع کہلاتا ہے امامؑ کے اذن کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے اور وقت کو ضائع نہ کریں کیوں کہ یہ جہاد مقدس اتنا ضروری اور حتمی ہے کہ اس میں امامؑ اور رہبر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ۔ مملکت اسلامی کی سرزمین کا دفاع کرنا اتنا ضروری ہے کہ اسلام نے اس کی ذمہ داری ہر فرد پر واجب قرار دے دی ہے ۔

"غور کیجئے اور جواب دیجئے اور مشق پر بھی توجہ دیجئے"

۱۔ مجاہد مومن میدانِ جنگ میں جا کر اپنی جان اور مال کو کس کے مقابلے میں فروخت کرتا ہے اور اس معاملے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟

۲۔ مومن مجاہد کس طرح بہشت میں وارد ہو گا ؟

۳۔ ان لوگوں کا انجام کیا ہوتا ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کو ترک کر دیتے ہیں ؟

۴۔ اللہ تعالیٰ امتّ اسلامی کو کس راستے سے عزت اور شرف اور بے نیازی تک پہنچاتا ہے ؟

۵۔ جو مومن مجاہد جنگ کے لیے وارد میدان ہوتے ہیں وہ دشمنوں کے ساتھ ابتداء میں کیا سلوک کرتے ہیں ؟

۶۔ امیر المومنین علیہ السلام نے شہادت کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟

۷۔ جہاد کس کے حکم سے کیا جاتا ہے ؟

۸۔ دفاع کا کیا مطلب ہے ۔ اسلامی سرزمین اور اسلامی شرف اور عزت کے حفظ کیلئے مسلمانوں کا فریضہ کیا ہے ؟

آٹھواں سبق

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

گرمیوں کے موسم میں ایک دن ہوا بہت گرم تھی حضرت علی علیہ السّلام تھکے ماندے پسینہ بہاتے گھر تشریف لائے۔ آپؑ نے رونے کی آواز سنی۔ آپؑ ٹھہر گئے اور تمام طرف نگاہ کی کسی کو نہ دیکھا۔ چند قدم آگے گئے۔ ایک جوان عورت کوچہ کی دوسری طرف سے ظاہر ہوئی بیچاری دوڑ رہی تھی اور رو رہی تھی اور آنسو بہا رہی تھی ہانپتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو حضرت امیر المومنین علیہ السّلام تک پہنچایا۔ اپنے آنسو دونوں ہاتھوں سے صاف کیا چاہتی تھی کہ بات کرے لیکن نہ کر سکی۔ اس کا چہرہ پھر آنسوؤں میں ڈوب گیا۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔ عورت نے ڈوبتی ہوئی آواز میں رو کر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھے گھر سے باہر نکال دیا ہے اور مجھے مارنا چاہتا ہے۔ یا امیر المومنین علیہ السلام آپ میری فریاد کو پہنچیں کہ آپ کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔

امیر المومنین علیہ السّلام بہت تھکے ہوئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا۔ تھوڑا صبر کرو۔ ہوا ٹھنڈی ہو جائے اس وقت میں تیرے ساتھ جاؤں گا اور تیرے شوہر سے بات کروں گا۔ اب دن بہت زیادہ گرم ہے اور میں بھی تھکا ہوا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ تھوڑا صبر کر لے عورت جو ابھی تک روئے جا رہی تھی نے کہا۔ یا امیر المومنین علیہ السلام ڈرتی ہوں کہ اگر میں گھر دیر سے گئی۔ تو میرا شوہر اور غضب ناک ہو گا اور پھر کام زیادہ بگڑ جائے گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے چند لمحے سوچا، اور فرمایا۔ نہیں۔ قسم بخدا امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر میں کوتاہی نہیں کروں گا چاہیئے کہ اس مظلوم کی مدد کروں۔ اس کے بعد آپ اس عورت کے ساتھ اس کے گھر کو روانہ ہو گئے اور اس عورت کے گھر کے قریب پہنچے۔ عورت نے اپنا گھر دکھلایا اور تھوڑا دور ٹھہر گئی کیوں کہ آگے جانے سے ڈرتی تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نزدیک گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کیا ایک طاقت ور اور غضبناک جوان نے دروازہ کھولا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے اپنی بیوی سے اختلاف کی تحقیق کی اور پھر بہت نرمی اور اخلاق سے فرمایا۔ اسے جوان۔ کیوں اپنی بیوی کو اذیت دیتے ہو اور کیوں اسے گھر سے باہر نکال دیا ہے؟ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو آزار نہ پہنچا۔ میں تم سے، درخواست کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے ساتھ مہربان رہ اور اسے نہ مار اور اگر اس نے تجھے تکلیف دی ہے تو معاف کر دے! عورت گلی کے اس طرف کھڑی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو سن رہی تھی اور امید رکھتی تھی کہ اس کا شوہر امیر المومنین علیہ السلام کی نصیحت قبول کرے گا اور اپنی بری عادت کو چھوڑ دے گا۔ لیکن وہ جوان جو امیر المومنین کو نہیں پہچانتا تھا کہنے لگا کہ آپ کیوں میری گھریلو زندگی میں دخل دیتے ہیں۔ میں اگر چاہوں تو اسے قتل کر دوں آپ سے کوئی واسطہ اور ربط نہیں۔ ابھی اس کو آگ میں ڈالوں گا۔ دیکھتا ہوں کہ تو کیا کر لیگا۔ جب وہ بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا سر نیچے کر رکھا تھا اور آہستہ آہستہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ رہے تھے! وہ جوان چیختا اور کہتا رہا کہ اس کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں ابھی اسے جلا کر رکھ دوں گا۔ چاہتا تھا کہ اپنی بیوی پر حملہ کرے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس پر وہ راستہ بند کر دیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور دوبارہ اسے سمجھایا اور نصیحت کی لیکن وہ جوان اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ گستاخی کرتے ہوئے چاہتا تھا کہ اس عورت پر حملہ کرے اور شاید واقعی چاہتا تھا کہ اسے آگ میں جلا دے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو غصہ آیا اور فوراً اپنی تلوار میان سے نکالی اور اس جوان کے سر پر تان دی تلوار کی

چمک اس جوان کی آنکھوں پر پڑی تو اس کا بدن لرزنے لگا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے غضب ناک نگاہ اس جوان پر ڈالی اور فرمایا کہ میں تم سے اخلاق سے کہہ رہا ہوں اور تجھے نیک کام کی طرف بلا رہا ہوں اور برے کام کی سزا سے ڈرا رہا ہوں۔ لیکن تم ہو کہ بلا وجہ شور مچا رہے ہو اور بے ادبی اور گستاخی کر رہے ہو۔ میں تمہیں اس عورت پر ظلم کرنے دوں گا؟ اپنے ظلم اور ستم سے توبہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور بے سہارا بیوی کو اذیت نہ دو۔ ورنہ میں تجھے تیرے برے کام کی سزا دوں گا۔ اسی حالت میں امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے چند ایک وہاں پہنچ گئے اور آپ کو سلام کیا۔ اس بیچارے جوان کا رنگ اڑا ہوا تھا اور تلوار کے نیچے کانپ رہا تھا۔ اس نے اس وقت آپ کو پہچانا۔ اپنے کام سے پشیمان ہوا۔ معافی مانگی اور اور توبہ کی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنی تلوار میان میں ڈالی اور اس عورت سے فرمایا۔ اپنے گھر جا اور شوہر کے ساتھ زیادہ موافقت اور احترام سے زندگی بسر کر۔ اے عورت محترم تو بھی اپنے شوہر سے مہربان اور مخلص رہ اور اسے غضبناک نہ کر۔!

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلام کے اہم واجبات میں سے ایک اجتماعی فرض اور ذمّہ داری ہے اسلام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ خود نیک کام کریں اور دوسروں کو بھی نیک کام کی طرف بلائیں اسلام حکم دیتا ہے کہ مسلمان گناہ اور برائی سے دور رہیں اور دوسروں کو بھی برائی سے دور رکھیں۔ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ تم بہترین ملّت ہو کیوں کہ اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر واقعی ایمان رکھتے ہو۔

"سوالات"

۱ امر بالمعروف کا مطلب بتائیے۔

۲ نہی عن المنکر کا مطلب بیان کیجیئے۔

۳ اگر کسی بچے کو اذیت کرتے دیکھیں تو کیا کریں گے؟ آپ کا فرض کیا ہے؟

۴ اگر کوئی مظلوم آپ سے مدد مانگے تو اسے کس طرح جواب دیں گے؟

۵ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس جوان کو کیسے امر بالمعروف کیا؟

۶ اس عورت کو کس طرح امر بالمعروف کیا؟

۷ خداوند عالم نے قرآن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

۸ آپ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو کیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اگر ہو سکے تو کوئی مثال دیجیے۔

نواں سبق

زکوٰۃ احتیاجاتِ عمومی کیلئے ہوتی ہے

دین اسلام نے اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک سرمائے کا انتظام کیا ہے کہ جسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ مالی واجبات میں سے ایک واجب ہے پیغمبر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقراء کی ضروریات کے مطابق سرمایہ داروں کے مال میں ایک حق قرار دے دیا ہے کہ اگر وہ ادا کریں تو اجتماعی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی لوگوں میں بھوکا یا ننگا دیکھا جائے تو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ سرمایہ دار اپنے اموال کے واجب حقوق ادا نہیں کرتے۔ جو سرمایہ دار اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس سے بازپرس ہوگی اور بہت دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا جو سرمایہ دار اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے نہ وہ مومن ہے اور نہ مسلمان!

زکوٰۃ کون حضرات دیں؟

۱ جو لوگ زراعت اور باغبانی کرنے سے فصل پیدا کرتے ہیں۔ جیسے گندم۔ جو۔ خرما۔ کشمش۔ اور ان کی پیداوار ایک خاص نصاب تک بھی ہو جاتی ہو تو انہیں ایک مقدار زکوٰۃ کے عنوان سے دینی ہوگی۔

۲ جو لوگ اپنے سرمایہ کو حیوانات کی پرورش اور نگہداشت پر خرچ کرتے ہیں

جیسے بھیڑ بکریاں گائے اونٹ پالتے ہیں اور ان کی تعداد بھی ایک مخصوص حد تک ہو جائے تو انہیں بھی اس سے زکوٰۃ کے عنوان سے کچھ تعداد دینی ہو گی۔

۳۔ جو لوگ سونا چاندی کی ایک خاص مقدار جمع رکھتے ہیں کہ جسے خرچ نہیں کرتے اگر ان کا جمع شدہ یہ مال سال بھر پڑا رہے تو اس میں بھی ایک معین مقدار زکوٰۃ کے عنوان سے دینی ہو گی۔ کتنی مقدار زکوٰۃ ادا کی جائے۔ گندم اور جو کی کتنی زکوٰۃ ہوتی ہے اور کیسے واجب ہوتی ہے۔ بھیڑ بکریوں، گائے اونٹ وغیرہ کی زکوٰۃ میں کیا شرائط ہیں اور کتنی زکوٰۃ واجب ہے یہ تمام باتیں آئندہ کتابوں میں بیان کریں گے (اور بہتر یہ ہے۔ کہ ہر آدمی اپنے مجتہد کی کتاب توضیح المسائل سے دیکھے اور عمل کرے)

(زکوٰۃ کو کہاں خرچ کریں)

زکوٰۃ مسلمانوں کے اجتماعی کاموں پر خرچ کی جائے جیسے زکوٰۃ کے روپیہ سے ہسپتال بنایا جائے اور اس کے مصارف میں خرچ کی جائے اور غریب بیماروں کا علاج کیا جائے تاکہ وہ تندرست ہو جائیں اور غریبوں کی زندگی کے لوازمات مہیا کیے جائیں۔ جہالت کے دور کرنے کے لیے تعلیمی ادارے بنائے جائیں اور عمدہ وسائل مہیا کر کے لوگوں کو دین اور علم سے روشناس کیا جائے۔ زکوٰۃ سے عمدہ باغ اور پارک بنائے جا سکتے ہیں کہ جہاں لوگ اور بچے جا کر کھیلیں کودیں۔ اور عمدہ لائبریریاں علمی اور دینی کتب کتب کے مطالعے کے لیے بنائی جائیں۔ زکوٰۃ سے شہروں اور دیہات میں پانی کی ٹینکیاں بنائی جا سکتی ہیں تاکہ ہر ایک گھر میں بہتر اور عمدہ پانی مہیا کیا جائے۔ زکوٰۃ سے دینی اور علمی کتابیں مہیا کر کے سستی قیمت پر لوگوں کو شہروں اور دیہات میں مہیا کی جائیں زکوٰۃ سے بڑی بڑی مسجدیں بنائی جائیں تاکہ تمام لوگ مسجدیں جائیں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں

اور قرآن اور دین وہاں پڑھیں۔ زکوٰۃ سے غریب طبقے کے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرائی جاسکتی ہے اور انہیں مکان اور دیگر لوازمات زندگی خرید کر دیے جا سکتے ہیں۔ زکوٰۃ سے مسلمانوں کے تمام اجتماعی امور انجام دیے جا سکتے ہیں۔ اس وقت کوئی آدمی غریب بھوکا مقروض وغیرہ باقی نہ رہے گا۔ تمام صحیح وسالم طاقت ور باایمان دیندار اور آرام سے زندگی بسر کریں گے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کریں گے اور اپنی آخرت کے لیے اعمال صالح بجا لا سکیں گے تاکہ اس جہان میں اللہ تعالےٰ کی بہترین نعمتوں سے اور پروردگار کی بہت زیادہ محبت سے استفادہ کرسکیں۔ (اچھا انجام تو صرف نیک لوگوں کے لیے ہے)

دسواں سبق

خمس

دین کی تبلیغ اور اس کے انتظام کا زرکا سرمایہ

خداوند عالم نے ہر مسلمان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ دین کی تبلیغ میں کوشش کرے اور دوسرے انسانوں کو اللہ کے فرامین اور آخرت کے جہان سے آگاہ کرے اور اپنی جان اور مال سے اس راستے میں مدد کرے یعنی خود دین کی تبلیغ میں کوشش کرے اور اپنی آمدنی کا خمس بھی دے۔

خمس کیا ہے؟ اور کس طرح دیا جائے؟

جس مسلمان نے تجارت، زراعت، کانوں، صنعت وغیرہ سے جو منفعت حاصل کی ہو یا نوکری یا مزدوری وغیرہ سے معاوضہ لیا ہو تو اسے پہلے تو اپنی زندگی کے لوازمات سال بھر کے لیے حاصل کر لینے کا حق ہے اور اگر کوئی چیز اس سے زائد ہو یا بچ جائے تو اسے اس کا خمس دینا چاہیے یعنی $\frac{1}{5}$ حصہ ادا کرے۔

خمس کسے دیا جائے

خمس حاکم شرع مجتہد عادل کو دینا چاہیئے اور حاکم شرع اس مال کو لوگوں

کو خدا اور دینِ خدا سے آگاہ کرتے ہیں اور مملکت اسلامی کے دفاع میں خرچ کرے گا۔ لوگوں کی مشکلات دینی اور ان کے جوابات دینے کے لیے اہل علم کی تربیت کرے گا اور علماء کو شہروں اور دیہاتوں اور دوسرے ممالک میں بھیجے گا۔ تاکہ لوگوں کو حقائق اسلامی سے روشناس کرائیں۔ مجتہد عادل خمس کے مال سے مفید دینی کتابیں خریدے یا چھاپے گا۔ اور مفت یا سستی قیمت پر لوگوں کو دے گا۔ اخبار اور دینی اور علمی ماہوار رسالے شائع کرے گا۔

نوجوان اور بچّوں کی دینی علوم کی تربیت پر خرچ کرے گا اور ان کے لیے مفت کلاسیں جاری کرے گا اور علماء کی بھی ان علوم کی تدریس کے لیے تربیت کرنے یعنی دینی مدارس قائم کرے گا تاکہ اس سے علماء اور دانشمند پیدا کیے جائیں۔ مجتہد عادل خمس سے فقیر سادات جو کام نہیں کر سکتے یا اپنے سال کے مصارف کو پورا نہیں کر سکتے۔ ان کو زندگی بسر کرنے کے لیے بھی دے گا! مجتہد عادل خمس اور زکوٰۃ سے ملّت اسلامی کی تمام ضروریات پورا کرے گا اور اسلامی مملکت کا پورا انتظام کرے گا اور صحیح اسلامی طرز پر چلائے گا۔

"سوالات"

۱ عمومی اجتماع کی ضروریات کیا ہوتی ہیں اور انہیں کس سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔؟

۲ ہمارے پیغمبرؐ نے فقراء کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کیا فرمایا ہے؟

۳ کون لوگ زکوٰۃ ادا کریں اور آپ کن حضرات کو پہچانتے ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہوں اور زکوٰۃ کو کس جگہ اور کس طرح خرچ کرتے ہیں؟

۴ زکوٰۃ کو کن جگہوں پر خرچ کیا جائے۔ اگر تمام سرمایہ دار اس فریضہ پر عمل شروع کر دیں اور اپنے مال کے واجب حقوق ادا کریں تو پھر لوگ کس طرح کی زندگی بسر کریں گے؟

۵ خمس کیا ہے۔ کس طرح دیا جائے اور کسے دیا جائے؟

گیارھواں سبق

حج کی پُرعظمت عبادت

میں نے اپنے ماں باپ کے ساتھ حج بجالانے کے لیے سعودی عرب کا سفر کیا کتنا بہترین اور لذت بخش سفر تھا۔ اے کاش۔ آپ بھی اس سفر میں ہوتے! اور حج کے اعمال اور مناسک کو نزدیک سے دیکھتے! جب ہم میقات پر پہنچے تو اپنے خوبصورت اور مختلف رنگوں والے لباس کو اتار دیا اور سادہ اور سفید لباس جو احرام کہلاتا ہے پہنا۔ جب ہم نے احرام باندھ لیا تو میرے باپ نے کہا۔ بیٹا۔ اب تم محرم ہو گیا تمہیں علم ہے کہ احرام کی حالت میں اللہ کی یاد میں زیادہ رہنا چاہیئے۔ کیا جانتے ہو کہ احرام کی حالت میں جھوٹ مت بولیں۔ اور نہ ہی قسم کھائیں اور نہ ہی حیوانات کو آزار دیں اور نہ کسی سے جنگ و جدال اور لڑائی کریں اور جتنا ہو سکے اپنی خواہشات پر قابو رکھیں اور آئندہ بھی اسی طرح رہیں۔ بیٹا۔ خانہ خدا کا حج ایک بہت بڑی عبادت ہے اور تربیت کرنے کا ایک بہت بڑا مدرسہ ہے! اس مدرسہ میں ہم سادگی اور مساوات اور عاجزی اور عزت نفس مشق کرتے ہیں۔ ہم نے احرام کا سادہ لباس پہنا اور دوسرے حاجیوں کی طرح لبیک کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہزاروں آدمی مختلف ممالک اور مختلف نسلوں کے سادہ اور پاک لباس پہنے ہوئے تھے تمام ایک سطح اور مساوات اور برابری کے لباس میں لبیک کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ تھے۔ ہم مکہ معظمہ پہنچے اور بہت اشتیاق اور شوق سے طواف کے لیے مسجد الحرام میں گئے۔ کتنا باعظمت اور خوش نما تھا خانہ کعبہ ایک عظیم اجتماع جو انسان کو قیامت کے دن کی یاد دلاتا تھا اور ذات الہی کی عظمت

سامنے آتی تھی خانہ کعبہ کے ارد گرد چکر لگا کر طواف کر رہا تھا۔ اس کے بعد ہم نے حج کے دوسرے اعمال اور مناسک اہل علم کی رہبری میں انجام دیئے۔ حج کی پُر عظمت، عبادت ہمارے لیے دوسرے فوائد کی حامل بھی تھی۔ میرے باپ ان ایام میں مختلف ممالک کے لوگوں سے گفتگو کرتے رہے اور ان کے اخلاق اور آداب اور اُن کے سیاسی اور اقتصادی اور فرہنگی حالات سے آگاہ ہونے کے بعد مجھ سے اور میری والدہ اور دوسرے دوستوں اور واقف کاروں سے بیان کرتے تھے۔ اس لحاظ سے ہم دوسرے ممالکِ اسلامی کے مسلمانوں کے حالات سے مطلع ہوئے اور مفید اطلاعات سے آگاہ ہوئے۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اگر استطاعت رکھتا ہو تو ایک مرتبہ زندگی میں خانہ کعبہ کی زیارت کو جائے اور حج کے مراسم اور اعمال بجا لائے اور حج میں شریک ہو اور پختہ ایمان اور قلب نورانی کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص واجب حج کو بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کر دے وہ دنیا سے مسلمان نہیں مرے گا اور قیامت کے دن غیر مسلم کی صف میں محشور ہو گا۔

"غور کیجئے اور جوابات دیجئے"

۱ جو شخص احرام باندھ لیتا ہے تو اس کا کیا فریضہ ہو جاتا ہے اور اُسے کن کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے؟
۲ حج کی عبادت بجا لانے میں کون سے درسوں کی مشق کرنا چاہیئے؟
۳ ہم حج کے اعمال بجا لاتے وقت کس کی یاد میں ہوتے ہیں؟
۴ حج کے کیا فائدے ہیں؟
۵ حج کن لوگوں پر واجب ہوتا ہے؟
۶ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حج کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

٭ ٭ ٭

چند اصطلاحات کی وضاحت

میقات:۔ وہ جگہ ہے جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

احرام باندھنا:۔ اپنے سابقہ کپڑوں کی جگہ سفید سادہ لباس پہننا اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنا۔

محرم:۔ اسے کہتے ہیں جو احرام باندھ چکا ہو۔

لبیک کہنا:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنا اور خاص عبادت کا احرام باندھتے وقت پڑھنا۔

طواف:۔ خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگانا۔

چھٹا حصّہ

اخلاق و آداب

پہلا سبق

معاہدہ توڑا نہیں جاتا

موسم گرما میں ایک دن ہمارے پیغمبر حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ میں ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دن بہت گرم تھا دھوپ پیغمبر علیہ السلام کے سر اور چہرہ مبارک پر پڑ رہی تھی۔ پیغمبر علیہ السلام کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ گرمی کی شدت سے کبھی اپنی جگہ سے اٹھتے اور پھر بیٹھ جاتے اور ایک جانب نگاہ کرتے کہ گویا کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کے اصحاب کا ایک گروہ اس نظارے کو دور سے بیٹھ کر دیکھ رہا تھا۔ جلدی میں آئے تاکہ دیکھیں کہ کیا وجہ ہے۔ سامنے آئے سلام کیا اور کہا۔ یا رسول اللہؐ۔ اس گرمی کے عالم میں آپ کیوں دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ صبح کے وقت جب ہوا ٹھنڈی تھی تو میں نے ایک شخص کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اس کا انتظار کرونگا۔ وہ یہاں آجائے۔ اب بہت دیر ہوگئی ہے اور میں یہاں اس کی انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں دھوپ ہے اور آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔ وہاں سایہ کے نیچے چل کر بیٹھیے اور اس کا انتظار کیجئے! پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی سے یہاں کا وعدہ کیا ہے۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اپنے پیمان کو نہیں توڑتا جب تک وہ نہ آئے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا!

ہمارے پیغمبر علیہ السلام۔ عہد و پیمان کو بہت اہمیت دیتے تھے اور پیمان کو توڑنا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص عہد اور پیمان کی وفا نہ کرے دیندار نہیں ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان اور مومن انسان ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کا وفادار ہوتا ہے

اور کبھی اپنے پیمان کو نہیں توڑتا۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو انسان سچا امانت دار اور خوش اخلاق ہو اور اپنے عہد و پیمان کی وفا کرے تو آخرت کے جہاں میں میرے زیادہ نزدیک ہو گا۔ قرآن بھی تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنے عہد و پیمان کی وفا کریں کیوں کہ قیامت کے دن عہد اور وفا کے بارے میں سوال و جواب ہو گا۔

"سوالات"

۱ کون سے افراد قیامت کے دن پیغمبر علیہ السلام کے نزدیک ہوں گے؟

۲ خداوند نے قرآن مجید میں عہد اور پیمان کی وفا کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳ کیا دیندار انسان اپنے عہد کو توڑتا ہے؟ پیغمبر اسلامؐ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۴ آپ کے دوستوں میں سے کون زیادہ بہتر اپنے پیمان پر وفادار رہتا ہے؟

۵ کیا آپ اپنے پیمان کی وفاداری کرتے ہیں؟ آپکے دوست آپ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

۶ وعدہ خلافی کا کیا مطلب ہے۔

دوسرا سبق

مذاق کی ممانعت

اگر آپ سے کوئی مذاق کرے تو آپ کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔ کیا ناراض ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ درس پڑھتے وقت کوئی غلطی کریں اور دوسرے آپکا مذاق اڑائیں اور آپ کی نقل اتاریں۔ تو کیا آپ ناراض ہوتے ہیں کیا آپ کو یہ برا لگتا ہے۔ کیا اسے ایک، بے ادب انسان شمار کرتے ہیں۔ دوسرے بھی آپ کی طرح مذاق اُڑائے جانے پر ناراض ہوتے ہیں اور تمسخر اور مذاق اڑانے والے کو دوست نہیں رکھتے اور خدا بھی مذاق اڑانے والے کو دوست نہیں رکھتا اور اسے سخت سزا دیتا ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں انسانوں کو مذاق اڑانے اور مسخرہ کرنے سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

اے انسانو جو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو خبردار تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا مذاق نہ اڑائے کیوں کہ ممکن ہے کہ اپنے سے بہتر کا مذاق اڑا رہا ہو۔ ایک دوسرے کو برا نہ کہو اور ایک دوسرے کو برے اور بھدے ناموں سے نہ بلاؤ ایک مسلمان کے لیے بُرا ہے کہ وہ کسی کی توھین کرے اور اسے معمولی شمار کرے پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے! جو شخص کسی مسلمان کا تمسخر یا مذاق اڑائے اور اس کی توھین کرے یا اسے معمولی سمجھ کر تکلیف دے تو وہ ایسے ہے جیسے اُسنے مجھ سے جنگ کی ہو۔

"سوالات"

۱۔ خداوند عالم نے قرآن میں تمسخر کرنے والے کے متعلق کیا فرمایا ہے اور مسلمانوں کو کس سے اور کس طرح روکا ہے؟

۲۔ ہمارے پیغمبر نے ایک مسلمان کے تمسخر کرنے کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳ تمہارے دوستوں میں کون ایسا ہے جو کسی کا مذاق نہیں اڑاتا؟

۴ کیا تم نے آج تک کسی کا مذاق اڑایا ہے؟ کسی کا تمسخر اڑایا ہے؟ کیا تمہیں علم نہ تھا کہ مذاق اڑانا گناہ ہے؟

تیسرا سبق

گھر کے کاموں میں مدد کرنا

میرا نام محمود ہے۔ میری دو بہنیں۔ فرحت اور زیبا نامی ہیں۔ فرحت زیبا سے چھوٹی ہے۔ دونوں مدرسہ میں پڑھتی ہیں۔ ہمارے گھر کے کل چھ افراد ہیں۔ ہم نے گھر کے کام کو آپس میں تقسیم کر لیا ہوا ہے۔ خرید و فروخت اور گھر سے باہر کے کام میرے والد کرتے ہیں اور میں بھی ان کی ان کاموں میں مدد کرتا ہوں روٹی خرید لاتا ہوں دودھ خرید لاتا ہوں سبزی اور پھل خریدتا ہوں۔ فرحت اور زیبا گھر کے اندرونی کاموں میں میری والدہ کی مدد کرتی ہیں اور گھر کو صاف وستھرا اور منظم رکھنے میں ان کی مدد کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض کام فرحت نے اور بعض دوسرے کام زیبا نے اپنے ذمے رکھے ہیں۔ ہمارے گھر میں ہر ایک کے ذمے ایک کام ہے کہ جسے وہ اپنا فریضہ جانتا ہے اور اسے انجام دیتا ہے اور اسے کبھی یاد دلانا بھی نہیں پڑتا۔ ہم تمام گھر کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں صرف ہمارا چھوٹا بھائی کہ جو دس مہینے کا ہے کوئی کام انجام نہیں دیتا۔ میری امّی کہتی ہیں کہ رضا سوائے رونے اور دودھ پینے اور سونے اور ہنسنے کے اور کوئی کام نہیں کرتا۔ جب بڑا ہو گا تو اس کے لیے بھی کوئی کام معیّن کر دیا جائے گا! میرے باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ گھر کے تمام افراد کو کوئی نہ کوئی کام قبول کرنا چاہیے اور ہمیشہ اسے انجام دے کیوں کہ گھر میں کام کرنا زندگی گزارنے کا درس لینا اور تجربہ کرنا ہوتا ہے جو کام نہیں کرتا کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

پیغمبر گرامیؐ نے فرمایا ہے: کہ خدا اُس آدمی کو جو اپنے بوجھ کو کسی دوسرے پر ڈالتا ہے۔

پسند نہیں کرتا۔ اسے اپنی رحمت سے دور رکھتا ہے! اچھا مسلمان وہ ہے جو گھر کے کاموں میں مدد کرے اور مہربان ہو!

ہمارے گھر کے افراد اپنے کاموں کے انجام دینے کے علاوہ دوسرے افراد کی بھی مدد کرتے ہیں۔ مثلاً میں ایک دن عصر کے وقت گھر میں آیا تو دیکھا کہ میرے ابّا گھر کے صحن میں جھاڑو دے رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ ابّا جان۔ آپ کیوں جھاڑو دے رہے ہیں۔ ابّا نے کہا۔ کہ تم نہیں دیکھ رہے کہ تمہاری ماں کے پاس بہت کام ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کی مدد کریں۔ ہم حضرت علی علیہ السّلام کے شیعہ ہیں۔ ہم دینداری میں آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

ہمارے امام پیشوا حضرت علی علیہ السّلام اپنے گھر کے کاموں میں حضرت زہرا علیہا السّلام کی مدد کرتے تھے یہاں تک کہ گھر میں جھاڑو دیتے تھے۔ ہاں یہ بھی بتلا دوں کہ ہمارے گھر کبھی بھی کوئی جھگڑا اور شور وغل نہیں ہوتا۔ اگر میرے اور میری بہن کے درمیان کوئی اختلاف ہو جائے تو ہم اسے ہنسی خوشی اور مہربانی سے حل کر لیتے ہیں اور اگر ہم اسے حل نہ کرسکیں تو ماں کے سامنے جاتے ہیں یا صبر کرتے ہیں تا کہ باپ آجائے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے!

میرے ابّا رات کو جلدی گھر آجاتے ہیں۔ ہمارے درس کے متعلق بات چیت کرتے ہیں اور ہماری کاپیوں کو دیکھتے ہیں۔ اور ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ جب ہمارے اور امّی کے کام ختم ہو جاتے ہیں تو ہم سب چھوٹی سی لائبریری میں جو گھر میں بنا رکھی ہے چلے جاتے ہیں اور اچھی کتابوں کا جو ہمارے ابّو نے ہمارے لیے خرید رکھی ہیں۔ مطالعہ کرتے ہیں میرا چھوٹا بھائی رضا بھی امّی کے ساتھ لائبریری میں آتا ہے اور امّی کے دامن میں بیٹھا رہتا ہے بجائے اس کے کہ مطالعہ کرے کبھی امّی کی کتاب کو پھاڑ ڈالتا ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے ماں باپ

بھائی بہن ایسے اچھے ہیں اور میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے فرائض کو اچھی طرح بجالاؤں اور گھر کے کاموں میں زیادہ مدد کروں! میرے استاد نے میرے اس مضمون کی کاپی پر یہ نوٹ لکھا!

محمود بیٹا تم نے بہت اچھا اور سادہ لکھا ہے۔ تمہارا مضمون سب سے اچھا ہے تم مقابلے میں پہلے نمبر پر ہو۔ جب میں نے تمہارا مضمون پڑھا تو بہت خوش ہوا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس طرح کا اچھا طالب علم بھی ہمارے مدرسہ میں موجود ہے۔ تمہیں خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس طرح کے سمجھدار ماں باپ رکھتے ہو۔ کتنا اچھا ہے کہ تمام لوگ اور گھر کے افراد تمہاری طرح کے ہوں ایک دوسرے کے یار و مددگار ہوں اور تمام لڑکے تمہاری طرح کے مہربان اور فداکار اور کارکن ہوں۔

"سوچیئے اور جواب دیجئے"

۱ ہمارے پیغمبرؐ نے گھر میں کام کرنے کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔؟

۲ جو شخص اپنے بوجھ کو دوسروں پر ڈالتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳ آپ دوسروں کی مدد زیادہ کرتے ہیں یا دوسروں سے اپنے لیے زیادہ مدد مانگتے ہیں

۴ کیا آپ اپنے بہن بھائی سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنے اختلاف کو کس طرح حل کرتے ہیں

۵ کیا آپ اپنے اختلاف کے حل کرنے کے لیے کوئی بہتر حل پیدا کر سکتے ہیں اور وہ کون سا ہے؟

۶ کیا آپ کے گھر میں کاموں کو تقسیم کیا گیا ہے اور آپ کے ذمے کون سا کام ہے؟

۷ کیا آپ کے گھر میں لائبریری ہے اور کون آپکے لیے کتابیں انتخاب کر کے لے آتا ہے؟

۸ استاد نے محمود کے مضمون کی کاپی پر کیا نوٹ لکھا تھا اور کیوں لکھا کر وہ خدا کا شکر ادا کرے۔؟

۹ فداکاری کا مطلب کیا ہے۔ اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کی فداکاری کا تذکرہ کیجیے

۱۰ آپ بھی محمود کی طرح اپنے روز کے کاموں کو لکھا کیجیے اور اپنی مدد کو جو گھر میں انجام دیتے ہیں اسے بیان کیجیے۔

چوتھا سبق

اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں

میں حسن آباد گیا تھا۔ میں نے اس گاؤں کے کوچے دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ پچازاد بھائی سے کہا۔ تمہارے گاؤں میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ سچ کہہ رہے ہو۔ کئی ایک سال ہوگئے ہیں کہ تم ہمارے گاؤں میں نہیں آئے۔ پہلے ہمارے، گاؤں کی حالت اچھی نہ تھی تمام کوچے کثیف تھے اور گندگی سے بھرے ہوئے تھے لیکن چار سال ہوئے ہیں کہ ہمارے گاؤں کی حالت بالکل بدل گئی ہے۔ چار سال پہلے ایک عالم دین ہمارے گاؤں میں تشریف لائے اور لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی میں مشغول ہوگئے۔ دو تین مہینے کے بعد کہ جب لوگوں سے واقفیت پیدا کر لی تو ایک رات لوگوں سے اس گاؤں کی حالت کے متعلق بہت اچھی گفتگو کے دوران فرمایا۔ اے لوگو! دین اسلام ایک پاکیزگی اور صفائی والا دین ہے۔ لباس۔ جسم گھر کوچے۔ حمام۔ مسجد اور دوسری تمام جگہوں کو صاف ہونا چاہیے۔ میرے بھائیو اور جوانو۔ کیا یہ درست ہے کہ تمہاری زندگی کا یہ ماحول اس طرح کثیف اور گندگی سے بھرا ہو۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوڑا کرکٹ اور گھر کی گندگی اپنے گھروں کے دروازے کے سامنے نہ ڈالا کرو۔ کیوں کہ گندگی ایک ایسی مخفی مخلوق کی جو انسان کو ضرر پہنچاتی ہے مرکز ہوا کرتی ہے۔ کیوں اپنی نالیوں اور کوچوں کو کثیف کرتے ہو۔ گندا پانی اور گندی ہوا تمہیں بیمار کر دے گی۔ یہ پانی اور ہوا تم سب سے تعلق رکھتی ہے تم سب کو حق ہے کہ پاک اور پاکیزہ پانی اور صاف ہوا سے

استفادہ کرو اور تندرست اور اچھی زندگی بسر کرو کسی کو حق نہیں کہ پانی اور ہوا کو گندا کرے۔ پانی اور ہوا کو گندا اور کثیف کرنا ایک بہت بڑا ظلم ہے اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور انہیں اس کی سزا دیتا ہے۔ اسے اس گاؤں کے رہنے والو! میں نے تمہارے گاؤں کو صاف ستھرا رکھنے کا پروگرام بنایا ہے۔ میرے ساتھ مدد کرو تا کہ حسن آباد کو صاف ستھرا پاک و پاکیزہ بنا دیں۔ اس گاؤں والوں نے اس عالم کی پیش کش کو قبول کر لیا اور اعانت کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن صبح کو ہم سب اپنے گھروں سے نکل پڑے وہ عالم ہم سے بھی زیادہ کام کرنے کیلئے تیار تھے۔ ہم تمام آپس میں مل کر کام کرنے لگے اور کوچوں کو خوب صاف ستھرا کیا۔ عالم دین نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہم نے ان کی راہنمائی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد سب گاؤں والوں نے ایک عہد اور پیمان کیا۔ کہ اپنے گھر کی گندگی اور دوسری خراب چیزوں کو کوچے یا نالی میں نہیں ڈالیں گے بلکہ اکٹھا کر کے ہر روز گاؤں سے باہر لے جائیں گے اور اس کو گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دیں گے اور ایک مدت کے بعد اسی سے کھاد کا کام لیں گے۔ ایک اور رات اس اس عالم دین نے درخت لگانے کے متعلق ہم سے گفتگو کی اور کہا کہ زراعت کرنا اور درخت لگانا بہت عمدہ اور قیمتی کام ہے۔ اسلام نے اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ درخت ہوا کو صاف اور پاک رکھتے ہیں اور میوے اور سایہ دیتے ہیں اور دوسرے بھی اس کے فوائد ہیں۔ ہمارے پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی پودا تمہارے ہاتھ میں ہو کہ اس پودے کو زمین میں کاشت کرنا چاہتے ہو اور ادھر موت تمہیں آپہنچے تو اپنے کام سے ہاتھ نہ اٹھانا یہاں تک کہ اس پودے کو زمین میں گاڑ دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ زمین کے آباد کرنے اور درخت اگانیوالے کو دوست رکھتا ہے۔ جو شخص کوئی درخت لگائے اور وہ میوہ دینے لگے۔ تو خداوند عالم اس کے میوے کے برابر اسے انعام اور جزا دے گا۔ لہٰذا کتنا اچھا ہے کہ ہم اس نہر کے اطراف میں درخت لگا دیں تا کہ تمہارا گاؤں بھی

خوبصورت ہو جائے اگر تم مدد کرنے کا وعدہ کرو تو کل سے کام شروع کر دیں۔ تمام دیہاتیوں نے اس پر اتفاق کیا اور چند ایک نیک لوگوں نے پودے مفت فراہم کر دیئے۔ دوسرے دن صبح ہم نے یہ کام شروع کر دیا۔ دیہاتیوں نے بہت خوشی خوشی ان پودوں کو لگا دیا۔ اس عالم نے سب کو اور بالخصوص بچوں اور نوجوانوں کو تاکید کی کہ ان درختوں کی حفاظت کریں اور دیکھتے رہیں اور فرمایا کہ یہ درخت تم سب کے ہیں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس عمومی درخت کو کوئی گزند پہنچائے۔ ہوشیار رہنا کوئی اس کی شاخیں نہ کاٹے کہ یہ گناہ بھی ہے۔ ہوشیار رہنا کہ حیوانات ان درختوں کو ضرر نہ پہنچائیں۔ جب سے ہم نے یہ سمجھا ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ شجر کاری کو پسند فرماتے ہیں۔ جہاں بھی ہماری بے آباد زمین تھی وہاں ہم نے درخت لگا دیئے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارا گاؤں سرسبز اور میوے دار باغوں سے پر ہو چکا ہے۔ اس عالم کی راہنمائی اور لوگوں کی مدد سے اب حمام بھی صاف و ستھرا ہو گیا ہے اور مسجد پاک و پاکیزہ ہے۔ ایک اچھی لائبریری اور ایک ڈسپنسری تمام لوازمات کے ساتھ یہاں موجود ہے اور اس گاؤں کے چھوٹے بڑے لڑکے لڑکیاں پڑھے لکھے صاف اور ستھرے ہیں۔ جب میرے چچازاد بھائی کی بات یہاں تک پہنچی تو میں نے کہا کہ میں اس عالم دین اور تم کو اور تمام گاؤں میں رہنے والوں کو آفرین اور شاباش کہتا ہوں۔ اے کاش تمام دیہات کے لوگ اور دوسرے شہروں کے لوگ بھی تم سے دینداری اور اچھی زندگی بسر کرنے کا درس لیتے۔

"سوالات"

۱ آپ اپنے گھر کی کثافت اور گندگی کو کیا کرتے ہیں؟

۲ جو شخص اپنے گھر کی گندگی نالی وغیرہ میں ڈالے تو اسے کیا کہتے ہیں اور اس کی کس طرح راہنمائی کریں گے؟

۳ جو شخص اپنے گھر کی گندگی کوچے یا سڑک پر ڈالتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کی کونسی فرمائش

اس کے سامنے بیان کریںگے؟

۴ سڑک گلی کوچوں اور اپنے رہنے کی جگہ کو صاف رکھنے کے لیے کیا کام انجام دینے چاہیں؟

۵ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے شجرکاری کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

۶ آپ درخت لگانے کے لیے کیا کوشش کرسکتے ہیں؟

۷ آپ عمومی درختوں کی حفاظت اور نگاہ داری کس طرح کرتے ہیں؟

۸ اب تک آپ نے کتنے درخت لگائے ہیں؟

پانچواں سبق

جھوٹ کی سزا

ہم نے ایک دن سیر کا پروگرام بنایا اور ہر ایک اپنے ساتھ کچھ خوراک لے آیا ادھر کلاس کی گھنٹی بجی۔ سب خوش خوش ہنستے کھیلتے کلاس میں گئے! منتظر تھے کہ استاد کلاس میں آئیں اور سیر کو جانے کے پروگرام کو بتلائیں۔ سوچ رہے تھے کہ آج کتنا اچھا دن ہو گا۔ ایک موٹر سیر کے لیے کرائے پر لے رکھی تھی وہ بھی آ گئی اور مدرسے کے دروازے کے سامنے کھڑی ہو گئی کلاس کے مانیٹر صاحب آج غیر حاضر تھے۔ ہم جماعت لڑکوں میں سے ایک لڑکا کہ جس کا نام حسن مانیٹر تھا استاد کی میز کے سامنے گیا اور کہا۔ لڑکو۔ لڑکو۔ میں اب مانیٹر کی جگہ ہوں جب استاد آئیں گے تو میں کہوں گا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ تو تمام منظم طریقے سے کھڑے ہو جانا اور یاد رکھنا جو منظم طریقے سے کھڑا نہ ہو گا اسے استاد سیر کو نہیں لے جائیں گے۔ تمام لڑکے چپ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حسن نے کہا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ تمام لڑکے مودب اور منظم کھڑے ہو گئے۔ کلاس کا دروازہ کھلا۔ ایک لڑکا جو آج دیر سے آیا تھا وہ اندر داخل ہوا۔ حسن بلند آواز سے ہنسا اور اس کے بعد کہا۔ لڑکو! میں نے مذاق کیا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ تھوڑا سا وقت گزرا۔ تمام لڑکے استاد کے آنے کی انتظار کر رہے تھے۔ حسن نے کلاس کے دروازے پر نگاہ کی اور چپ کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے بعد بلند آواز سے کہا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ تمام لڑکے کھڑے ہو گئے کلاس کا دروازہ آرام سے کھلا۔ تیسری کلاس کے ایک لڑکے نے جو اپنے بھائی کا بستہ لایا تھا کہ اسے یہاں دے جائے۔ اس نے بھائی سے کہا کہ کیوں اپنا بستہ آج ساتھ نہیں لائے تھے؟ بھائی نے جواب دیا کہ آج سیر کو جانا تھا۔ بستہ کی ضرورت

نہیں تھی۔ اس دفعہ ہم پھر بیٹھ گئے لیکن بہت ناراض ہوئے۔ حسن پہلے تو تھوڑا سا ہنسا لیکن بعد میں کہا۔ لڑکو۔ مجھے معاف کرنا میں نے غلطی کی تھی۔ تم بیٹھ جاؤ۔ میں باہر جاتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ آج استاد کیوں نہیں آئے۔ حسن۔ چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا۔ لڑکو۔ سنو۔ سنو۔ استاد نے کہا ہے کہ آج سیر کو نہیں جائیں گے! لڑکوں کا شور بلند ہوا۔ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ لڑکے کتنے ناراض ہوئے۔ اسی حالت میں کلاس کا دروازہ کھلا حسن نے کلاس کے دروازے کی طرف دیکھا اور اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا: کھڑے ہو جاؤ۔ کھڑے ہو جاؤ۔ کوئی بھی نہ اٹھا۔ سب نے کہا۔ حسن جھوٹ بول رہا ہے۔ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ لیکن اس دفعہ استاد کلاس میں داخل ہو چکا تھا۔ اور کلاس کے دروازے کے پیچھے حسن کی گفتگو کو سن چکا تھا۔ اس سے کہا۔ کہ کس نے آپ کو کہا ہے کہ آج سیر کو نہیں جائیں گے۔ کیوں میری طرف جھوٹ کی نسبت دی ہے۔ حسن اپنا سر نیچے کیے ہوئے تھا۔ اسنے کوئی جواب نہیں دیا! استاد نے کہا لڑکو سب مدرسہ کے صحن میں چلے جاؤ اور قطار بناؤ تاکہ موٹر پر سوار ہوں ہم بہت خوش ہوئے۔ مدرسے کے صحن میں گئے اور قطار بنائی اور اپنی اپنی باری پر موٹر میں سوار ہو گئے۔ لیکن جب حسن موٹر پر سوار ہونا چاہتا تھا تو استاد نے اسے کہا۔ علیحدہ ٹھہر جاؤ۔ تم ہمارے ساتھ سیر کو نہیں جا سکتے۔ ہم جھوٹے طالب علم کو ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ حسن نے رونا شروع کر دیا۔ استاد کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ مجھے معاف کر دیں اور بہت زیادہ اصرار کیا۔ استاد نے کہا کہ اے حسن۔ میں تمہارے اس چلن سے بہت ناراض ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ تم ہمارے ساتھ سیر کو نہ جاؤ لیکن اگر تمہاری کلاس کے لڑکے کہیں کہ تمہیں سیر کو لے جائیں، تو اس وقت میں تمہیں اپنے ساتھ سیر کو لے جاؤں گا۔ کیونکہ تمام لڑکے حسن کی دروغ گوئی سے ناراض ہو چکے تھے۔ استاد سے انہوں نے کچھ نہ کہا اور کسی بچے نے بھی استاد سے اس چیز کی درخواست نہ کی بلکہ بعض آہستہ سے کہہ رہے تھے کہ ہم نہیں چاہتے کہ حسن ہمارے ساتھ سیر کو جائے! استاد بھی

موٹر پر ہو گئے ! موٹر بچوں کی مسرت آمیز آوازیں مدرسہ سے دور نکل گئی۔ چوتھی کلاس کے لڑکوں میں سے صرف حسن ! مدرسہ میں رہ گیا چونکہ جھوٹ بولتا تھا اسی لیے اپنی عزت اور احترام کو کھو بیٹھا اور سیر سے بھی محروم ہوگیا۔ یہ تو تھا اس دنیا کا نتیجہ لیکن آخرت میں جھوٹوں کی سزا زیادہ سخت اور دائمی ہے۔

ہمارے پیغمبرؐ نے فرمایا ! مسلمان اور ایماندار شخص کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جھوٹ سے بچو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا خواہ مذاق میں ہو یا بالکل حقیقت ہو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جھوٹ ایمان کو برباد اور ویران کر دیتا ہے

"سوالات"

۱ لڑکوں نے تمام واقعات میں حسن کی بات کو سچ سمجھا اور کیوں؟

۲ کیا لوگ جھوٹے کی بات پر اعتماد کرتے ہیں اور کیوں؟

۳ کیا بتلا سکتے ہیں کہ طالب علم جو سیر کو گئے تھے کتنے تھے اور حسن کے ساتھ کتنے دوست تھے؟

۴ آیا کوئی آدمی جھوٹے کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور کیوں؟

۵ آپ کی نگاہ میں اگر حسن کو سیر پر لے جاتے تو بہتر نہ ہوتا اور کیوں؟

۶ اگر کوئی مزاح میں بھی جھوٹ بولے تو اس کی کس طرح راہنمائی کریں گے اور اس سے کیا کہیں گے؟

۷ کیا مزاح میں بھی جھوٹ بولنا بُرا اور گناہ ہے اور کیوں؟

۸ آپ کی نگاہ میں حسن کیوں جھوٹ بولتا تھا؟

۹ جھوٹ ایمان کو ویران کر دیتا ہے۔ کا مطلب کیا ہے؟

چھٹا سبق

سڑک سے کیسے گزریں؟

مدرسے میں چھٹی ہوئی۔ لڑکے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ پیدل چلنے کی جگہ پر بہت بھیڑ تھی۔ جواد نے اپنے دوست رضا سے کہا کتنی بھیڑ ہے۔ یہاں تو چلنا بہت مشکل ہے۔ آؤ سڑک کے کنارے چلیں۔ رضا نے کہا! سڑک موٹروں کے آنے جانے کی جگہ ہے۔ پیدل چلنے والوں کے لیے نہیں ہوا کرتی۔ سڑک پر چلنا خطرناک ہوتا ہے؛ اور ڈرائیوروں کے لیے بھی مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا۔ جو دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کریں۔ جواد نے کہا! یہ تم کیا کہہ رہے ہو! یہاں اس بھیڑ میں تو نہیں چلا جا سکتا۔ خدا حافظ میں گیا یعنی سڑک کے ساتھ چلنے کے لیے یہ کہا اور رضا سے علیحدہ ہو گیا اور جلدی سے سڑک کے کنارے تیزی سے دوڑنے لگا۔ جواد سچ کہہ رہا تھا کہ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کی بھیڑ تھی وہ تو اتنی جلدی سے نہیں چل سکتا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ گھر جلدی پہنچ جائے۔ رضا نے جب دیکھا کہ اس کا دوست بہت جلدی میں اس سے دور نکل گیا ہے تو اس نے سوچا کہ وہ بھی سڑک پر چلا جائے۔ اور جواد سے پیچھے نہ رہ جائے لیکن اسے یاد آیا کہ اس نے تو خود جواد سے کہا تھا کہ خدا پسند نہیں کرتا کہ دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کی جائیں اور سڑک پر چلنا خطرناک ہے۔ اور ڈرائیوروں کے لیے مشکلات اور زحمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی سوچ میں تھا کہ بریک کی ایک ڈرا دینے والی آواز سنائی دی لوگ موٹر کی طرف دوڑے لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد اس موٹر نے حرکت کی اور چلی گئی۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ خطرناک ایکسیڈنٹ تھا۔ شاید

کوئی مر گیا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ہسپتال تک جاتے زندہ رہے۔ رضا نے لوگوں کی یہ باتیں سنیں اور چند منٹ کے بعد گھر پہنچ گیا تھوڑا سا وقت گزرا تھا گویا ایک گھنٹہ۔ جواد کی ماں رضا کے گھر آئی اور رضا سے پوچھا کہ جواد کو تو نہیں دیکھا تھا۔ ابھی تک وہ نہیں آیا۔ رضا نے کہا کہ جواد کہہ رہا تھا کہ مجھے کچھ کام ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ گھر جلدی جاؤں۔ مجھ سے الگ ہو گیا اور جلدی میں سڑک پر دوڑنے لگا! اسے ایکسیڈنٹ یاد آیا! تو کہا اوہ! شاید جواد کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ جواد کی ماں نے کہا! ایکسیڈنٹ؟ تو پھر میرا لڑکا اب کہاں ہے۔ جواد نے کہا! کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا صرف سنا تھا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال لے گئے ہیں۔

جواد کی ماں ہسپتال دوڑی گئی اور پوچھا کہ میرے بیٹے جواد کو یہاں لائے ہیں۔ کہا گیا کہ تمہارے لڑکے کو دو گھنٹے پہلے یہاں لائے تھے۔ آؤ اور اس کو دیکھو۔ جواد کی ماں نے اسے دیکھا۔ جواد تھا۔ لیکن خونی چہرے کے ساتھ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ دو دن کے بعد رضا اپنی ماں کے ساتھ اس کی عیادت کے لیے گیا۔ جواد بستر پر سویا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پٹی باندھی ہوئی تھی اس کا ایک پاؤں جو لوٹ گیا تھا اسے پلستر کیا ہوا تھا اور اسکا تمام جسم درد کر رہا تھا۔ ایک مہینے کے بعد بیساکھی کی مدد سے مدرسہ گیا اور کلاس میں شریک ہوا۔ استاد اور تمام ہم کلاس لڑکے اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور اس حادثہ کے متعلق سوال کیئے۔

استاد نے کلاس کے لڑکوں کو اس کی وضاحت کی اور کہا کہ اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لیے ٹریفک کے قواعد اور قوانین کی پابندی کی جائے اور ٹریفک کے قوانین تمام دنیا میں خطرات کو کم کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ جواد چاہتا تھا کہ گھر جلدی پہنچ جائے لیکن ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ہر روز کی نسبت وہ دیر سے گھر پہنچا حالانکہ اگر پیدل چلنے والی جگہ سے جاتا تو اس سے بہت زیادہ جلدی گھر پہنچ جاتا آپ جب بھی سڑک کی دوسری طرف جانا چاہیں تو وہاں سے جائیں جہاں سفید خطوط بنائے گئے ہیں یا چوک کے نزدیک احتیاط سے دوسری طرف جائیں۔ سڑک پر دوڑ کر نہ جائیں اور کبھی بھی

سڑک کے وسط میں نہ چلیں۔
پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ راستے کے وسط میں جانا سوار لوگوں کے لیے ہے۔
سوار انسان پیدل چلنے والوں پر تقدم کا حق رکھتا ہے۔

''سوالات''

۱ حق تقدم کا کیا مطلب ہے۔ کن لوگوں کو راستہ چلتے وقت تقدم کا حق ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ پیدل چلنے والوں کا حق سڑک پر کس طرف ہے۔؟
۲ جواد کا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا اور رضا نے اسے کیا کہا تھا۔ اگر رضا کی بات کو مان جاتا تو گھر کیسے پہنچ جاتا؟
۳ جب کسی سڑک کو عبور کرنا چاہیں تو کس طرح اور کہاں سے عبور کریں گے؟
۴ اس قسم کے حادثہ سے بچنے کے لیے کس قسم کی احتیاط کی ضرورت ہے؟
۵ ٹریفک کے بعض قوانین جو آپ جانتے ہیں بیان کریں؟
۶ جب جواد اپنی کلاس میں گیا تو استاد نے کس موضوع کو وضاحت سے بیان کیا؟
۷ کیا تم پہلے سے ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرتے تھے؟ اور اب کیسے؟ ان کی پابندی کی کوشش کریں؟

ہم آپ کو مبارک باد کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے اور سمجھی ہے اور اپنی زندگی میں اس پر عمل کریں گے۔ کتنا اچھا ہے کہ آپ اپنے مخلص دوستوں کو بھی کہیں اس کتاب کو حاصل کر کے پڑھیں اور اس کی مشقوں کو حل کریں اور انہیں اچھی طرح یاد کریں اور جن کو یاد کر لیا ہے اسے اپنی زندگی میں اپنا پروگرام قرار دیں اور اس پر عمل کریں۔

اِمامیہ پبلیکیشنز
۱۷، نور چیمبرز گنپت روڈ
لاہور نمبر ۲ پاکستان